کفریہ الفاظ اور انکے احکامات

معہ ضمیمہ گناہ کبیرہ وصغیرہ کا بیان

ایمانیات اور شعائر اسلام کے بارے میں عام طور پر جو ایسے الفاظ کہے جاتے ہیں جن سے ایمان ونکاح ٹوٹ جاتا ہے اس کتاب میں ایسی بہت سی باتوں کی نشاندہی کر کے ان کا حل بھی نقل کیا گیا ہے۔

تصدیقات :

مولانا مفتی نظام الدین شامزی (دارالافتاء بنوری ٹاؤن کراچی)
مولانا شیخ مفتی حبیب اللہ (دارالافتاء جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی)
مولانا مفتی عبدالمنان (دارالافتاء دارالعلوم کراچی)
مولانا مفتی ابوبکر سعید الرحمٰن (دارالافتاء بنوری ٹاؤن کراچی)

مولانا مفتی عبدالشکور قاسمی

فاضل علوم شرقیہ پاکستان

مکتبہ الباسط

کراچی - پاکستان

کفریہ الفاظ اور انکے احکامات

معہ ضمیمہ

گناہ کبیرہ وصغیرہ کا بیان

ایمانیات اور شعائرِ اسلام کے بارے میں عام طور پر جو ایسے الفاظ کہے جاتے ہیں جن سے ایمان و نکاح ٹوٹ جاتا ہے اس کتاب میں ایسی بہت سی باتوں کی نشاندہی کرکے ان کا حل بھی نقل کیا گیا ہے ۔

تصدیقات :

مولانا مفتی نظام الدین شامزی (دارالافتاء بنوری ٹاؤن کراچی)
مولانا مفتی حبیب اللہ شیخ (دارالافتاء جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی)
مولانا مفتی ابوبکر سعید الرحمٰن (دارالافتاء بنوری ٹاؤن کراچی)
مولانا مفتی عبد المنان (دارالافتاء دارالعلوم کراچی)

مرتب : مولانا مفتی عبدالشکور قاسمی
فاضل علوم شرقیہ پاکستان

مکتبہ الباسط
کراچی - پاکستان

انتساب

شہید ختم نبوت حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ
کے نام جو اس پر فتن اور نا مساعد حالات میں عیار اور مکار
فتنہ قادیانیت کی سر کوبی کیلئے دامے درمے قدمے سخنے
جدو جہد کرتے ہوئے شمع ناموس رسالت پر قربان ہو گئے

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
ایک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

فہرست

باب ثالث

باب رابع

حضرت مولاناڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی صاحب مدظلہ

استاذ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ
علامہ بنوری ٹاؤن۔ کراچی

الحمدللّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذی اصطفیٰ

امابعد!

اللہ تعالٰی نے اخروی کامیابی کا دارومدار ایمان پر رکھا ہے کہ انسان ایمان کے ساتھ اس دنیا سے جائے اور ایمان نام ہے ضروریات دین پر اعتقاد رکھنے کا۔ ان میں سے کسی ایک کے انکار سے ایمان ختم ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں حضرت مولانا عبدالشکور صاحب نے ایک رسالہ لکھا ہے۔ بندہ نے رسالہ مولانا مفتی رشید احمد (شریک تخصص فی الفقہ الاسلامی، جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوریؒ ٹاؤن کراچی) کو دیکھنے کے لئے دیا، جنھوں نے ترمیم واضافہ کے ساتھ اطمینان کا اظہار فرمایا ہے۔ اسی اطمینان پر یہ سطور لکھ دی ہیں کہ ماشاء اللہ یہ رسالہ اچھا اور مفید ہے۔ مسلمانوں کو پڑھنا چاہیئے اور اس پر غور و فکر کرنا چاہیئے تا کہ اخروی نجات کے لئے ایمان کو بسلامت ساتھ لے جائیں۔ بندہ اللہ تعالٰی سے دعا کرتا ہے کہ اس رسالہ کو مولانا کے علم و عمل میں برکت کا ذریعہ اور امت مسلمہ کے لئے اس کو ذریعۂ ہدایت بنادے۔ آمین



رائے گرامی

حضرت مولانا الشیخ مفتی حبیب اللہ صاحب مدظلہ

شیخ الحدیث ورئیس تخصص فی الفقہ الاسلامی، جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی

مسلمانوں کے لئے عظیم نعمت ایمان اور اعمالِ صالحہ ہے اور اسی میں اس کی دنیاو آخرت میں فلاح ہے۔ قرآنِ کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے : اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ ۝ (سورۃالبینہ :7)

"بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ لوگ بہترین خلائق ہیں۔"

واضح رہے کہ شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے، وہ نہیں چاہتا کہ ایک مسلمان ایمان اور اعمال صالحہ کو اختیار کئے رکھے اور اسی پر قائم رہے اور کل قیامت کے دن اپنے رب کے حضور ایمان اور اعمال صالحہ کی سلامتی کے ساتھ حاضر ہو۔ لہٰذا وہ مسلمانوں کے اعتقادات، نظریات اور اعمال وافعال میں رخنہ اندازی کرتا رہتا ہے جس کے نتیجے میں بعض مرتبہ دیگر برائیوں کے علاوہ ایسے الفاظ ادا ہو جاتے ہیں جنہیں وہ بظاہر ہلکا اور معمولی سمجھتے ہیں لیکن وہ انہیں ایمان سے خارج کر کے کفر کے دائرے تک پہنچا دیتے ہیں۔ ان الفاظ سے نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے جس کے نتیجے میں دنیاو آخرت برباد ہو جاتی ہے اور اسے علم بھی نہیں ہوتا۔

اس کتاب میں ایسی بہت سی باتوں کی نشاندہی کی گئی ہے اور ان کا حل بھی نقل کر دیا گیا ہے۔ احقر نے اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے، ماشاء اللہ یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک اہم کتاب ہے۔ ہر مسلمان کو کم از کم ایک بار اس کتاب کا مطالعہ کر لینا ضروری ہے۔ یہ کتاب مختصر، جامع اور عام فہم ہے جس سے عام آدمی بھی استفادہ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا مفتی عبدالشکور قاسمی سلمہ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے امت کی نصح و خیر خواہی کے جذبے سے سرشار ہو کر یہ عظیم خدمت انجام دی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اس کتاب کو مسلمانوں کے لئے اصلاح کا ذریعہ بنائے اور مصنف کے لئے مغفرت و ذریعہ نجات بنائے، آمین ثم آمین۔

مولانا مفتی محمد عبدالمنان صاحب مدظلہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، اما بعد

بندہ نے جناب مولانا مفتی عبدالشکور صاحب قاسمی کی کتاب "کفریہ الفاظ اور ان کے احکامات" کے مسودے کا سرسری مطالعہ کیا۔ماشاء اللہ موصوف نے اس موضوع پر مستند کتابوں سے مواد جمع کر کے یہ کتاب ترتیب دی ہے۔ ایمانیات اور شعائرِ اسلام کے بارے میں عام طور پر جو کفریہ الفاظ کہے جاتے ہیں وہ سب مع احکامات کے اس میں آگئے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر مسلمان مرد و عورت یہ کتاب اپنے مطالعہ میں رکھے۔ کیونکہ آج کل کم علمی یا لاعلمی کی وجہ سے بعض اوقات مسلمانوں سے ایسے اقوال اور افعال سرزد ہو جاتے ہیں جو شرعی اعتبار سے انتہائی سنگین ہیں۔ چنانچہ اسلام اور شعائرِ اسلام کے بارے میں غیر محتاط الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں اور دین کا مذاق اڑایا جاتا ہے جو کبھی کفر کی حدود میں بھی داخل ہو جاتا ہے۔ اس طرح ایک مسلمان غیر شعوری طور پر دولت ایمان سے محروم اور دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے لیکن اس کو اپنے کئے کا انجام معلوم نہیں ہوتا۔

مجھے امید ہے کہ زیرِ نظر کتاب کا مطالعہ انشاء اللہ مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کا بہتر ذریعہ ثابت ہوگا اور اس سے مسلمانوں کو شعائرِ اسلام کے بارے میں لب کشائی کی جسارت سے بچنے کی توفیق نصیب ہوگی۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے اپنے بندوں کو فائدہ پہنچائے۔ اور مصنف کو مزید علمی واصلاحی کاموں کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

مولانا مفتی ابوبکر سعید الرحمٰن صاحب مدظلہ

دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا مفتی عبد الشکور صاحب زید مجدکم کا رسالہ "کفریہ الفاظ اور ان کے احکامات" دیکھنے کا شرف ملا۔ مطالعہ سے کافی خوشی ہوئی ہے کہ موصوف نے مختلف عنوانات کے تحت پر خطر کلمات و الفاظ کو جمع کر دیا ہے اس سے یقیناً عام مسلمانوں کو جو بلا سوچے سمجھے محض لاعلمی کی وجہ سے یا مذاق وغیرہ کی وجہ سے ایسے الفاظ و کلمات زبان سے نکال دیتے ہیں جو ان کے لئے انتہائی خطرناک اور ایمان سے خارج کرنے والے ہوتے ہیں، کہہ دیتے ہیں۔ اور پھر اسی طرح زندگی بسر کرتے رہتے ہیں۔ نہ تو علماء سے رجوع کرتے ہیں نہ ہی اپنی دانست کے مطابق وہ اسے ایسا سمجھتے ہیں تو یوں ہی خارج از ایمان ہو کر دینی اور دنیاوی زندگی بسر کرتے رہتے ہیں۔ جبکہ ان کے لئے ایسی غلطی کے ارتکاب کے بعد تجدید ایمان اور بصورت نکاح تجدید نکاح بھی لازمی و ضروری ہوتا ہے۔ اللہ پاک جزائے خیر عطا فرمائے حضرت مفتی صاحب مدظلہ کو، کہ انہوں نے اس اہم دینی ضرورت کو جس سے عام مسلمان غافل تھے اس کی فکر کی اور ان کی سہولت کے لئے ان امور کو یکجا جمع کر دیا۔ اس طرح ہر مسلمان اس سے بھرپور فائدہ اٹھا کر اپنی دنیا و آخرت سنوار سکے گا۔ اللہ پاک ان سے اور زیادہ دینی کام لے اور شرف قبولیت کے ساتھ ذریعہ فلاح و نجات بنا دیں۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد

"ایمان" ایک عظیم نعمت ہے جس کی بنا پر مومن کے لئے دنیا و آخرت کی تمام منازل آسان کر دیئے جاتے ہیں اور بالآخر جنت میں (جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور قرب کا مقام ہے) داخل کر دیا جاتا ہے۔

کسی شخص کا ایمان اگرچہ رائی کے دانہ کے برابر بھی کیوں نہ ہو وہ اپنے گناہوں کی سزا کاٹ کر ایک نہ ایک دن جنت میں ضرور داخل ہو گا۔

جس شخص کے پاس "ایمان" کی دولت نہیں ہو گی وہ جہنم میں داخل ہو گا اور کبھی بھی جنت میں داخل نہیں ہو گا کیونکہ نجات کے لئے ایمان شرط ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ "ایمان" جیسی عظیم نعمت کی حفاظت کریں اور اپنے قول و فعل میں محتاط رہیں۔

آج کل ہماری روزمرہ کی زندگی بڑی بے اعتدالیوں کا شکار ہے۔ نہ ہمیں اپنی زبانوں پر قابو رہتا ہے نہ ہم اپنے اعتقاد اور نظریات کے دائرہ میں پوری طرح رہتے ہیں اور نہ ہمارے اعمال و افعال پابند احتیاط ہوتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسی بہت سی باتیں ہماری زبانوں سے نکلتی رہتی ہیں جنہیں ہم بظاہر بالکل ہلکا اور معمولی سمجھتے ہیں لیکن وہ باتیں ہمیں کفر کے دائرہ تک پہنچا دیتی ہیں۔

اسی طرح ایسے بہت سے افعال و اعمال ہم سے سرزد ہوتے رہتے ہیں جنہیں بہت معمولی سمجھتے ہیں لیکن وہ ہمارے ایمان و آخرت کی تباہی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔
اعاذنا اللّٰہ منه

احقر نے جب اس موضوع پر درس کا سلسلہ شروع کیا اور کفریہ الفاظ کے متعلق

تفصیلات بیان کیں تو بعض احباب کی یہ خواہش ہوئی کہ اس موضوع پر ایک کتاب مرتب کی جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے استفادہ حاصل کر سکیں۔ چنانچہ احقر نے اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے "تفسیر عثمانی"، مظاہر حق جدید ج ۳ بحوالہ فتاویٰ عالمگیری، آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد اول اور "شرک کی حقیقت" کو سامنے رکھ کر نیز اس کتاب کو مسودہ کی شکل میں ترتیب دے کر چند متبحر علماء کرام و مفتیان عظام کو تصدیق و رائے گرامی کے لئے پیش کیا جن کے اسمائے گرام یہ ہیں۔

- حضرت اقدس مولانا مفتی ڈاکٹر نظام الدین شامزی صاحب
(استاذ الحدیث ورئیس تخصص فی الفقہ الاسلامی جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی)
- استاد محترم مولانا مفتی شیخ حبیب اللہ صاحب
(شیخ الحدیث ورئیس تخصص فی الفقہ الاسلامی جامعۃ الاسلامیہ کلفٹن)
- حضرت مولانا مفتی عبد المنان صاحب
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
- حضرت مولانا مفتی ابو بکر سعید الرحمٰن صاحب
دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی)

ان حضرات نے اس کتاب کا مسودہ پڑھنے کے بعد بعض جگہ ترمیم واضافہ کا مشورہ بھی دیا اور بطور تصدیق رائے گرامی بھی تحریر فرمادی۔ احقر نے ان حضرات کے مشوروں کے مطابق ترمیم و اضافہ کے ساتھ ان کی رائے گرامی کو شامل کر کے یہ کتاب ترتیب دی ہے جو آپ کے سامنے ہے۔ کفریہ الفاظ کے باب میں بعض باتیں عام فہم نہیں تھیں، احقر نے وہاں بریکٹ لگا کر تشریح کر دی ہے تاکہ ایک عام قاری کو بھی سمجھنے میں کوئی دشواری نہ ہو۔ نیز آخر میں بطور ضمیمہ گناہ کبیرہ و صغیرہ کا بیان اختصار کے ساتھ بمع حوالہ جات شامل کر دی گئی ہے جو کہ ابن حجر مکی الہیثمیؒ کی کتاب "کتاب الزواجر عن اقتراف الکبائر" کا اردو ترجمہ "گناہ کبیرہ" سے ماخوذ ہے۔ بعض جگہ بعض

گناہوں کا تکرار تھا اسے ہم نے نقل نہیں کیا۔

اس کتاب کی تیاری میں بندہ کی حیثیت ایک مرتب سے زیادہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو قبول فرما کر افادۂ عام بنائیں۔ میرے اور میرے والدین، اساتذۂ کرام کیلئے مغفرت وذخیرہ آخرت بنائیں۔ اور جن مخلص احباب نے معاونت کی ہے اللہ تعالیٰ ان کے اور ان کے مرحومین کے لئے بھی مغفرت وذخیرہ آخرت بنائیں۔ آمین ثم آمین

احقر

ابو عمر عبدالشکور قاسمی

باب اول

اسلام اور ایمان

الحمدلله الذی کفیٰ والصلوٰۃ والسلام علی سید الرسل و خاتم الانبیاء وعلی اله واصحابه نجوم الھدیٰ اما بعد

اسلام اور ایمان وغیرہ سے متعلق حدیث جبرئیل میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جو سوالات کئے تھے جن کا مقصد امت کو تعلیم دینا تھا۔ ان میں پہلا سوال یہ تھا کہ اسلام کیا ہے؟ اس کے جواب میں خاتم الانبیاء والمعصومین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "اسلام یہ ہے کہ تم اس حقیقت کا اعتراف کرو اور گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور پھر تم پابندی سے نماز پڑھو، اور (اگر صاحب نصاب مالدار ہو تو) زکوٰۃ دو، رمضان (کے مہینہ) کے روزے رکھو اور زادِ راہ (یعنی حج کرنے کی استطاعت) میسر ہو تو بیت اللہ کا حج کرو.........."

دوسرا سوال یہ تھا کہ "ایمان کیا ہے؟"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "ایمان یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، قیامت کے دن پر، اور اس بات پر کہ برا بھلا جو کچھ پیش آتا ہے وہ سب نوشتۂ تقدیر کے مطابق ہے۔......."

تیسرا سوال یہ تھا کہ "احسان (یعنی جوہر اخلاص عبادت) کیا ہے؟"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر ایسا ممکن نہ ہو (یعنی اتنا حضور قلب میسر نہ ہو سکے) تو پھر (یہ دھیان میں رکھو کہ) وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔"..... (بخاری و مسلم)

ایمان کی حقیقت

ایمان ایک نور ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق سے دل میں آجاتا ہے اور جب یہ نور دل میں آتا ہے تو کفر و عناد اور ظلم ورسوم جاہلیت کی تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں اور آدمی ان تمام چیزوں کو جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خبر دی ہے نورِ بصیرت سے قطعی سچی سمجھتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ "تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں بن سکتا یہاں تک کہ اس کی ہر خواہش اس دین کے تابع نہ ہو جائے جس کو میں لے کر آیا ہوں۔"

آپ کے لائے ہوئے دین کا خلاصہ انہیں باتوں میں ہے جن کا ذکر اس حدیث پاک میں فرمایا ہے۔

1- اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ذات و صفات میں یکتا سمجھے وہ اپنے وجود اور اپنی ذات و صفات میں ہر نقص اور عیب سے پاک اور تمام کمالات سے متصف ہے۔ کائنات کی ہر چیز اسی کے ارادہ و مشیت کی تابع ہے سب اسی کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں۔ کائنات کے سارے تصرفات اسی کے قبضہ میں ہیں، اس کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں۔

2- فرشتوں پر ایمان یہ ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی ایک مستقل نورانی مخلوق ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم ہو بجالاتے ہیں اور جس کو جس کام پر اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا ہے وہ ایک لحہ کے لئے بھی اس میں کوتاہی نہیں کرتا۔

3- رسولوں پر ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت اور انہیں اپنی رضامندی اور ناراضگی کے کاموں سے آگاہ کرنے کے لئے کچھ برگزیدہ انسانوں

کو چن لیا، انہیں رسول اور نبی کہتے ہیں۔ انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی خبریں رسولوں کے ذریعے ہی پہنچتی ہیں۔ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام تھے اور سب سے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ آپکے بعد قیامت تک کسی کو نبوت نہیں ملے گی بلکہ آپ ہی کا لایا ہوا دین قیامت تک رہے گا۔

4- کتابوں پر ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کی معرفت بندوں کی ہدایت کے لئے بہت سے آسمانی ہدایت نامے عطا کئے ان میں چار زیادہ مشہور ہیں۔ تورات، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی۔ زبور، جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل کی گئی۔ انجیل، جو عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی اور قرآن مجید جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نازل کیا گیا۔ یہ آخری ہدایت نامہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے پاس بھیجا گیا۔ اب اس کی پیروی سارے انسانوں پر لازم ہے اور اس میں ساری انسانیت کی نجات ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی اس آخری کتاب سے روگردانی کرے گا وہ ناکام اور نامراد ہو گا۔

5- قیامت پر ایمان یہ ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ ساری دنیا ختم ہو جائے گی۔ زمین و آسمان فنا ہو جائیں گے اس کے بعد اللہ تعالیٰ سب کو زندہ کرے گا اور اس دنیا میں لوگوں نے جو نیک یا برے عمل کئے ہیں، سب کا حساب و کتاب ہو گا۔ میزان عدالت قائم ہو گی اور ہر شخص کی نیکیاں اور بدیاں اس میں تولی جائیں گی۔ جس شخص کے نیک عملوں کا پلہ بھاری ہو گا اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا پروانہ ملے گا اور وہ ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور قرب کے مقام میں رہے گا جس کو جنت کہتے ہیں اور جس شخص کی برائیوں کا پلہ بھاری ہو گا اسے اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا پروانہ ملے گا اور وہ گرفتار ہو کر اللہ تعالیٰ کے قید خانے میں جس کا نام جہنم ہے، سزا پائے گا۔ اور کافر اور بے ایمان لوگ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہیں گے۔ دنیا میں جس شخص نے کسی دوسرے پر ظلم کیا ہو گا، اس سے رشوت لی ہو گی یا اس کی

آبروئی کی ہوگی قیامت کے دن اس کا بھی حساب ہوگا۔ مظلوم کو ظالم سے پورا پورا بدلا دلایا جائے گا۔ الغرض اللہ تعالیٰ کے انصاف کے دن کا نام قیامت ہے جس میں نیک وبد کو چھانٹ دیا جائے گا۔ ہر شخص کو اپنی پوری زندگی کا حساب چکانا ہوگا اور کسی پر ذرا بھی ظلم نہیں ہوگا۔

6- "اچھی اور بری تقدیر پر ایمان" لانے کا مطلب یہ ہے کہ یہ کارنامہ عالم آپ سے آپ نہیں چل رہا بلکہ ایک علیم و حکیم ہستی اس کو چلا رہی ہے۔ اس کائنات میں جو خوشگوار یا ناگوار واقعات پیش آتے ہیں وہ سب اس کے ارادہ و مشیت اور قدرت و حکمت سے پیش آتے ہیں۔ کائنات کے ذرہ ذرہ کے تمام حالات اس علیم و خبیر کے علم میں ہیں اور کائنات کی تخلیق سے قبل اللہ تعالیٰ نے ان تمام حالات کو، جو پیش آنے والے تھے، لوح محفوظ میں لکھ لیا تھا۔ بس اس کائنات میں جو کچھ بھی وقوع میں آرہا ہے وہ اسی علم ازلی کے مطابق پیش آرہا ہے۔ نیز اسی کی قدرت اور اسی کی مشیت سے پیش آرہا ہے.... الغرض کائنات کا جو نظام حق تعالیٰ شانہ نے ازل ہی سے تجویز کر رکھا تھا یہ کائنات اس طے شدہ نظام کے مطابق چل رہی ہے۔

تکمیل ایمان

محدثین عظام کے نزدیک "ایمان" کے تین اجزاء ہیں۔

1- تصدیق بالقلب

یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رسالت اور دین اسلام کی حقانیت میں دل سے یقین رکھنا اور اس یقین واعتماد پر دل ودماغ کا مطمئن رہنا۔

2- اقرار باللسان

یعنی اس دلی یقین واعتقاد کا زبان سے اظہار اور اقرار کرنا۔

3- اعمال بالجوارح

یعنی دین شریعت کے احکام وہدایات کی جسمانی بجا آوری کے ذریعہ دلی یقین واعتماد کا عملی مظاہرہ کرنا۔

ان تینوں اجزاء کی مختصر تعریف

1- ایمان کے بارے میں اس اہم حقیقت کو ذہن میں رکھنا چاہئے کہ تصدیق یعنی دل و دماغ سے ماننے کا نام "ایمان" ہے۔ صرف جاننے کا نام ایمان نہیں۔ یعنی ایک شخص جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہے اور وحدہٗ لا شریک ہے۔ صرف اور صرف وہی معبود ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے بندے اور آخری رسول ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دین وشریعت کی تعلیمات کو دنیا کے سامنے پیش کیا وہ حق اور سچ ہے۔ مگر وہ شخص دل سے ان باتوں کو نہیں مانتا، ان پر اعتقاد نہیں رکھتا تو اس شخص میں "ایمان" کا وجود نہیں۔ اس کو مومن نہیں کہا جائے گا۔

2- جن حقائق کو ایمان سے تعبیر کیا جاتا ہے ان کا زبان سے اقرار کرنا اگر چہ وجود ایمان کے لئے ضروری ہے لیکن بعض حالتوں میں یہ زبانی اقرار ضروری نہیں رہتا۔ مثلاً کوئی شخص گونگا ہے اور اس کے دل میں تصدیق تو موجود ہے لیکن زبان سے بول نہیں سکتا تو ایسا شخص زبانی اقرار کے بجائے اشارے سے اقرار کرے تو اس کا ایمان زبانی اقرار کے بغیر بھی معتبر ہوگا اور گونگے آدمی کا مومن و مسلمان ہونا نماز، روزہ وغیرہ ادا کرنے کے علامات سے بھی پہچانا جاتا ہے۔ اسی طرح کوئی شخص جانی خوف یا کسی واقعی سخت مجبوری کی بناء پر زبان سے اپنے ایمان کا اقرار نہیں کر سکتا تو اس کا ایمان زبانی اقرار کے بغیر بھی معتبر ہوگا۔

3- وجودِ ایمان کی تکمیل کے لئے "اعمال" بھی لازمی شرط ہے۔ کیونکہ تصدیق قلب اور زبانی اقرار کی واقعیت و صداقت کا ثبوت اعمال ہی ہیں۔ یہی عملی ثبوت ظاہری زندگی میں اس فیصلہ کی بنیاد بنتا ہے کہ اس کو مومن و مسلمان کہا جائے گا۔ اسی بنا پر یہ حکم ہے کہ اگر کوئی شخص دعوائے ایمان و اسلام کے باوجود ایسے اعمال کرتا ہے جو خالصۃً کفر کی علامت اور ایمان و اسلام کے منافی ہیں یا جن کو اختیار کرنے سے کافر ہونے کا یقین ہوتا ہے تو وہ شخص کافر ہی شمار ہوگا اور اس کا ایمان و اسلام کا دعویٰ غیر معتبر مانا جائے گا۔ (مظاہر حق جدید جلد اول تلخیصاً)

ایمان اور اسلام ایک دوسرے کیلئے لازم و ملزوم ہیں

ایمان اور اسلام ظاہری مفہوم و مصداق کے اعتبار سے تو یہ دونوں لفظ یکساں مفہوم کے لئے استعمال ہوتے ہیں لیکن اس اعتبار سے ان دونوں کے درمیان فرق ہے کہ "ایمان" سے عام طور پر تصدیق قلبی اور احوال باطنی مراد ہوتے ہیں جبکہ "اسلام" سے مراد اکثر و بیشتر ظاہری اطاعت و فرماں برداری مراد لی جاتی ہے۔

ایک محقق علام کا قول ہے کہ "تصدیق قلبی جب پھوٹ کر جوارح (اعضاء) پر نمودار ہو جائے تو اس کا نام "اسلام" ہے اور اسلام جب دل میں اتر جائے تو "ایمان" کے نام سے موسوم ہو جاتا ہے..... حاصل یہ ہے کہ حقیقت ایک ہے مواطن کے اعتبار سے اس کو کبھی "ایمان" کہا جاتا ہے اور کبھی "اسلام"۔

اسی لئے ایمان اور اسلام ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ نہ تو ایمان کے بغیر اسلام معتبر ہوگا اور نہ اسلام کے بغیر ایمان کی تکمیل ہو گی۔ ان دونوں (ایمان اور اسلام) کے مجموعہ کا نام "دین" ہے۔

کفر کی تعریف اور اس کے متعلق احکام

جو لوگ دین اسلام کو مانتے ہی نہیں وہ "کافر اصلی" کہلاتے ہیں۔ اور جو لوگ خاتم الانبیاء والمعصومین حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لائے ہوئے دین میں سے کسی بات کا انکار کریں یا مذاق اڑائیں وہ "کافر" کہلاتے ہیں۔ ان کافروں کے ساتھ بوقت ضرورت اگر ان کے ہاتھ منہ پاک ہوں تو کھانا کھانا جائز ہے۔ کافروں کو خود تو سلام نہ کیا جائے۔ اگر وہ سلام کہے تو جواب میں صرف "وعلیکم" کہا جائے۔

کافروں کے ساتھ بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت لین دین و معاملات جائز ہیں بشرطیکہ اس میں کسی مسلمان بھائی کی حق تلفی یا نقصان نہ ہوتا ہو۔ نیز اسلام اور مسلمانوں کی پوزیشن میں برا اثر نہ پڑتا ہو۔ کافروں کے ساتھ دلی دوستی ہرگز جائز نہیں ورنہ کفر لازم آئے گا۔

ایک مسلمان کی نظر میں کوئی چیز اپنے مذہب سے زیادہ معظم و محترم نہیں ہو سکتی۔ جس مسلمان کے دل میں خشیت الٰہی اور غیرت ایمانی کا ذرا شائبہ ہو وہ کافر اور کافر قوم سے موالات اور دوستانہ راہ و رسم پیدا کرنے یا قائم کرنے کو ایک منٹ کے لئے بھی گوارا نہیں کرے گا۔

اس موقع پر یہ ملحوظ رکھنا چاہئے کہ مروت، حسن سلوک، مصالحت، رواداری اور عدل و انصاف، یہ سب چیزیں الگ الگ ہیں۔ اہل اسلام اگر مصلحت سمجھیں تو ہر کافر سے صلح اور عہد و پیمان مشروع طریقہ پر کر سکتے ہیں اور حسنِ سلوک، رواداری یا مروت کا برتاؤ ان کفار کے ساتھ ہو سکتا ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے مقابلہ میں دشمنی اور عناد کا مظاہرہ نہ کریں۔ باقی موالاۃ یعنی دوستانہ اعتماد اور برادرانہ مناصرۃ و معاونت، تو کسی مسلمان کو حق نہیں کہ یہ تعلق کسی غیر مسلم سے قائم کرے۔

(تفسیر عثمانیؒ۔ سورۃ المائدہ، تلخیصاً)

شرک کی تعریف اور اس کے متعلق احکام

شرک کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں یا اس کی صفات خاصہ میں کسی دوسرے کو شریک کرنا۔ اور یہ جرم (سوائے توبہ کے) نا قابل معافی ہے۔

امت مسلمہ کو چاہئے کہ "شرک" سے دور رہیں کیونکہ قرآن مجید میں مسلمانوں کو اس بد عقیدگی سے بچنے اور پرہیز کرنے کی شدید ترین تاکید کی گئی ہے۔ چنانچہ چند آیات قرآنی کا ترجمہ و خلاصہ ملاحظہ ہو۔

(۱) اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے (سارے نیک) اعمال اکارت جائیں گے۔ (سورۂ زمر : آیت ۶۵)

(۲) بے شک جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ایسے بے انصافوں کا حمایت کرنے والا کوئی بھی نہ ہوگا۔ (سورۃ المائدہ : آیت ۷۲)

(۳) بے شک اللہ تعالیٰ اس گناہ کو نہیں بخشتا کہ اسکے ساتھ شرک کیا جائے اور اس سے کم درجہ کے گناہ جس کے چاہے بخش دیتا ہے اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا تو یقیناً وہ بھٹک گیا، دور کی گمراہی میں۔ (سورہ نساء : آیت ۱۱۶)

شرک کی مذمت نقل کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض محدثین کے ارشادات بھی ہدیہ قارئین کر دیئے جائیں۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلویؒ زیر آیت وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ (سورۃ البقرہ : آیت ۲۲۱) میں تحریر فرماتے ہیں کہ :

پہلے مسلمان اور کافر میں نسبت ناطہ جاری تھا۔ اس آیت سے
حرام ٹھہرا۔ اگر مرد نے یا عورت نے شرک کیا تو اس کا نکاح
ٹوٹ گیا۔ شرک یہ کہ اللہ کی صفت کسی اور میں جانے مثلاً کسی کو
سمجھے کہ اس کو ہر بات معلوم ہے۔ یا وہ جو چاہے کر سکتا ہے یا ہمارا
بھلا یا برا کرنا اس کے اختیار میں ہے۔ اور یہ کہ اللہ کی تعظیم کسی اور
پر خرچ کرے مثلاً کسی کو سجدہ کرے اور اس سے حاجت مانگے
مختار جان کر۔ (موضح القرآن)

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ مشرکین عرب کے شرکیہ عقائد و
نظریات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ (ترجمہ)

اقسام شرک میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ مشرکین بیمار کی
تندرستی، فقیر کی تونگری وغیرہ حاجات میں غیر اللہ سے استعانت
کرتے تھے اور ان کے نام کی نذریں دیتے تھے تاکہ ان نذروں
کے ذریعے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کریں اور برکت کے
لئے ان ناموں کو پڑھتے تھے۔

پس اللہ تعالیٰ نے ان پر لازم قرار دیا کہ نمازوں میں یہ پڑھا کریں
اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۝ "ہم تیری ہی عبادت
کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔" نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا
کہ فَلَا تَدۡعُوۡا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا۝ "تم اللہ کے ساتھ کسی کو بھی
مت پکارو۔" (حجۃ اللہ البالغہ جلد ا صفحہ ۶۲)

مذکورہ حوالہ جات سے یہ معلوم ہوا کہ کسی مخلوق کو دانا و بینا اور مختار جان کر اٹھتے
بیٹھتے، غائبانہ طور پر ندا دینا اور پکارنا اور غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز یہ سب شرک ہے۔
یہی وہ بد عقیدگی ہے جس میں مبتلا ہو کر یہود و نصاریٰ اور مکہ کے مشرکین لعنت و

غضب الٰہی کے مستحق ہو گئے تھے۔ شرک ایسی لعنت ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے نہ صرف یہ کہ مشرک کا کوئی نیک عمل قبول نہیں ہوتا بلکہ اگر کوئی دوسرا نیک شخص بھی اس کے لئے سفارش یا دعا مغفرت کرے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ ہر گز قبول نہیں فرماتے۔ مشرکین کے ساتھ بھی وہی سلوک روا رکھنا چاہئے جس طرح کافروں سے متعلق اوپر بیان ہو چکا ہے۔

شرک سے جہاں ایمان ختم ہو جاتا ہے تو ساتھ ہی اگر وہ مرد یا عورت شادی شدہ ہو تو نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ لہٰذا جس سے یہ عظیم غلطی ہو جائے تو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور سچی اور پکی توبہ کرے اور ایمان کی تجدید کے ساتھ نکاح بھی دوبارہ کرے۔

شرک کی چند اقسام

○ شرک فی الذات :

اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک بنانا مثلاً دو یا تین الٰہ ماننا۔

"بے شک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے۔" (سورۂ لقمان : پ ۲۱)

ظلم کی حقیقت علماء نے بیان کی ہے کہ کسی چیز کو بے محل استعمال کیا جائے اور یہ بات شرک میں سب سے واضح ہے کہ پیدا کرنے والے کی جگہ بتوں یا اس کی مخلوق کی پرستش کی جائے یا اس کی ذات کے ساتھ شریک سمجھا جائے۔ جیسے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یہود حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔

○ شرک فی الصفات

اللہ تعالیٰ کی صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا اس کی بہت سی قسمیں ہیں۔ مشہور یہ ہیں۔

○ شرک فی العلم

یعنی کسی دوسرے کے لئے اللہ تعالیٰ کی مانند علم کی صفات ثابت کرنا مثلاً کسی پیغمبر یا بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ اعتقاد رکھنا کہ ہمارے سب حال کی اس کو ہر وقت خبر ہے۔ نجومی، پنڈت وغیرہ سے غیب کی خبریں دریافت کرنا یا کسی بزرگ کے کلام سے یا فال سے دیکھ کر اس کو یقینی سمجھنا یا کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی ہے۔ یہ تمام شرک فی العلم کہلاتے ہیں۔

جب کہ قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لا يَعْلَمُهَا اِلا هُو اور اسی کے پاس کنجیاں ہیں غیب کی۔ ان کو کوئی نہیں جانتا اس (یعنی اللہ) کے سوا۔

(سورۃ الانعام : آیت ۵۹)

○ شرک فی التصرف

کسی کو نفع نقصان کا مختار سمجھنا، کسی سے مرادیں مانگنا، روزی یا اولاد مانگنا۔ جب کہ قرآن کریم میں ہے :

قُلْ مَنْ ۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ○ یعنی تو کہہ کس کے ہاتھ میں حکومت ہے ہر چیز کی اور وہ بچا لیتا ہے اور اس سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ بتاؤ اگر تم جانتے ہو، اب بتائیں گے اللہ کو تو کہہ پھر کہاں سے تم پر جادو آپڑتا ہے (جس سے مسحور ہو کر تم ہوش و حواس کھو بیٹھے ہو کہ ایسی موٹی باتیں بھی نہیں سمجھ سکتے)

(تفسیر عثمانی، سورۃ المومنون : آیت ۸۶، ۸۷)

○ شرک فی السمع

یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کے نزدیک دور، خفی اور جہر اور دل کی بات سنتا ہے۔ کسی نبی یا ولی وغیرہ کو بھی ایسا ہی سننے والا سمجھنا۔ جبکہ قرآن کریم میں ہے اِنَّ اللّٰهَ هُوَالسَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ○ "بے شک جو اللہ ہے وہی ہے سننے والا دیکھنے والا" (سورۃ المومن : آیت ۲۰)

○ شرک فی البصر

مخلوق، نبی، ولی یا شہید وغیرہ کے بارے میں یہ یقین رکھنا کہ وہ دورو نزدیک ہر جگہ سے اللہ تعالیٰ کی طرح دیکھتا ہے اور ہمارے کاموں کو ہر جگہ پر دیکھ لیتا ہے۔ یہ نظریہ شرک ہے۔(دلیل مذکورہ سورۃ المؤمنون آیت نمبر ۲)

○ شرک فی الحکم

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرح کسی اور کو حاکم سمجھنا اور اس کے حکم کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرح سمجھنا یا اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں کسی کے حکم کو پسند کرنا، شرک فی الحکم کہلاتا ہے۔جب کہ قرآن کریم میں ہے اِنِ الۡحُکۡمُ اِلا لِلّٰہِ ؕ یعنی "حکم کسی کا نہیں سوائے اللہ کے۔" (سورہ یوسف : آیت ۴۰)

○ شرک فی العبادۃ

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرح کسی اور کو عبادت کا مستحق سمجھنا یا کسی مخلوق کے لئے عبادت کی قسم کا کوئی فعل کرنا مثلاً کسی پیر یا قبر کو سجدہ کرنا یا کسی نبی یا ولی یا پیر کے نام کا روزہ رکھنا یا غیر اللہ کی نذر ماننا یا کسی گھر یا قبر کا خانہ کعبہ کی طرح طواف کرنا، کسی غیر اللہ کے نام کے جانور چھوڑنا، چڑھاوا چڑھانا، کسی کے نام پر بکرا ذبح کرنا، تعزیہ، علم وغیرہ رکھنا، توپ پر بکرا چڑھانا، کسی کی دہائی دینا، کسی کے سامنے جھکنا یا تصویر (بت) کی طرح کھڑے رہنا، شرک فی العبادۃ کہلاتا ہے۔جب کہ قرآن کریم نے دوٹوک الفاظ میں اعلان فرمادیا ہے۔ وَاعۡبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا یعنی "اور بندگی کرو اللہ کی اور شریک نہ کرو اس کا کسی کو۔"(سورۃ النساء : آیت ۳۶)

مرتد کی تعریف اور اس کا حکم

مرتد اس شخص کو کہتے ہیں جو دین اسلام سے پھر جائے۔ یعنی ایمان و اسلام کے نورانی دائرہ سے نکل کر کفر و شرک کے اندھیروں میں چلا جائے۔

ایمان لانے کے بعد کلمہ کفر کا زبان سے ادا ہونا مرتد ہونے کا رکن ہے اور مرتد کا حکم صحیح ہونے کے لئے عقل کا ہونا شرط ہے۔ نیز مرتد کا حکم نافذ ہونے کے لئے رضا و رغبت بھی شرط ہے۔ لہٰذا اس شخص پر مرتد کا حکم نافذ نہیں ہو سکتا جس کو مرتد ہو جانے پر مجبور کیا گیا ہو۔

مرتد کا حکم یہ ہے کہ اس کو تین دن کی مہلت دی جائے اور اگر وہ اسلام کے بارے میں کسی شک و شبہ کا شکار ہو تو اس کا شک و شبہ دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر وہ ان تین دنوں میں توبہ کر کے اسلام میں لوٹ آئے تو اس کی توبہ قبول کی جائے اور اسے رہا کر دیا جائے لیکن اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسلام سے بغاوت کے جرم میں اسے قتل کر دیا جائے کیونکہ اسلام نے مرتد کی سزا قتل مقرر کی ہے۔

شرعاً مرتد کا جنازہ جائز نہیں اور نہ ہی اس سے میل جول رکھنا جائز ہے۔ نیز کافروں کے ساتھ اگر کھانے میں حرام کا شبہ نہ ہو تو ان کے ساتھ کھانا جائز ہے۔ مگر مرتد کے ساتھ کسی حال میں بھی کھانا جائز نہیں۔ نہ ان کے گھر جانا چاہئے۔

نوٹ: مرتد سے متعلق تفصیلات کا بیان آگے آئے گا۔

زندیق کی تعریف اور اس کا حکم

جو لوگ دعوئ اسلام کا کریں لیکن عقائد کفریہ رکھتے ہوں اور قرآن وحدیث کے نصوص میں تحریف کر کے انہیں اپنے عقائد کفریہ پر فٹ کرنے کی کوشش کریں انہیں "زندیق" کہا جاتا ہے مثلاً
عقیدہ ختم نبوت اسلام کا قطعی اور اٹل عقیدہ ہے۔ اس لئے جو لوگ دعوئ اسلام کے باوجود کسی جھوٹے اور مدعی نبوت کو مانتے ہیں اور قرآن وحدیث کے نصوص کو اس جھوٹے نبی پر چسپاں کرتے ہیں وہ زندیق کہلاتے ہیں۔ یا جو لوگ دعوئ اسلام کے باوجود یہ عقیدہ یا نظریہ رکھتے ہیں کہ موجودہ قرآن مجید صحیح نہیں ہے یہ تو (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِکَ) شرابیوں اور زانیوں کی لکھی ہوئی کتاب ہے، یہ لوگ بھی زندیق کہلاتے ہیں۔

اسی پر تمام ضروریاتِ دین کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔

زندیق بھی مرتد کی طرح واجب القتل ہے لیکن اگر وہ توبہ کرے تو اس کی جان بخشی کی جائے گی یا نہیں؟ حنفیہ کا مختار مذہب یہ ہے کہ اگر وہ گرفتاری سے پہلے از خود توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی اور سزائے قتل معاف ہو جائے گی لیکن گرفتاری کے بعد اس کی توبہ کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ زندیق مرتد سے بھی بدتر ہے۔ مرتد و زندیق سے نکاح ہرگز ہرگز جائز نہیں، بلکہ اگر شادی کے بعد معلوم ہوا کہ وہ شخص مرتد یا زندیق تھا تو نکاح منعقد ہی نہیں ہوا، لہٰذا پہلے تو اسے اسلام کی دعوت دی جائے، اگر وہ صحیح معنوں میں اسلام قبول کر کے مسلمان ہو جائے تو صحیح ہے اور اس کا نکاح بھی دوبارہ کیا جائے ورنہ بغیر طلاق وغیرہ کے ان سے علیحدگی کرادی جائے۔

باب ثانی

مرتد کے بارے میں تفصیلات اور ان کا حکم

جب کوئی مسلمان نعوذباللہ اسلام سے پھر جائے تو اس کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی جائے۔ اگر وہ اسلام کے بارے میں کسی شک و شبہ کا شکار ہو تو اس کا شک و شبہ رفع کیا جائے۔ اگرچہ دوسری دفعہ اسلام کی دعوت دینا اور اس کا شک و شبہ دور کرنا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے کیونکہ اسلام کی دعوت اس کو پہلے ہی پہنچ چکی ہے۔ اب اس کو تجدید دعوت کی احتیاج نہیں ہے۔ نیز مستحب یہ ہے کہ ایسے شخص کو تین دن کے لئے قید میں ڈال دیا جائے۔ اگر وہ ان تین دنوں میں توبہ کر کے دائرہ اسلام میں لوٹ آئے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے کیونکہ اسلام نے مرتد کی سزا قتل مقرر کی ہے اور بعض علماء نے یہ لکھا ہے کہ اگر وہ مہلت طلب کرے تب اس کو مہلت دی جائے ورنہ مہلت دینے کی ضرورت نہیں۔

"مرتد" عرف عام میں اس شخص کو کہتے ہیں جو دین اسلام سے پھر جائے۔ قبول ایمان کے بعد کلمہ کفر کا زبان سے ادا ہونا مرتد ہونے کا رکن ہے اور مرتد کا حکم صحیح ہونے کے لئے عقل کا ہونا شرط ہے۔ لہٰذا مجنوں اور بے عقل بچے پر مرتد کا حکم لگانا صحیح نہیں ہے اور جس شخص پر جنون کی کیفیت مستقل طور پر طاری رہتی ہو تو اس پر مرتد کا حکم اس صورت میں لگے گا جبکہ وہ اپنے صحیح الدماغ ہونے کی حالت میں ارتداد کا مرتکب ہو۔ اگر وہ اس وقت ارتداد کا مرتکب ہو جبکہ اس پر جنون کی کیفیت طاری تھی تو اس پر مرتد کا حکم نہیں لگے گا۔ اسی طرح اس شخص پر بھی مرتد کا حکم لگانا صحیح نہیں ہو گا جو ہر وقت نشے کی حالت میں رہتا ہو اور اس کی عقل ماؤف ہو چکی ہو۔

مرتد کا حکم نافذ ہونے کے لئے بالغ ہونا شرط نہیں ہے یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ جو شخص حالتِ بلوغ میں ارتداد کا مرتکب ہو، اسی کو مرتد قرار دیا جائے جبکہ نابالغ پر بھی (جو صاحب عقل و تمیز ہو یعنی اچھے برے اور اسلام و کفر کے فرق کو سمجھتا ہو یا قریب البلوغ ہو) مرتد کا حکم لگ سکتا ہے۔ اسی طرح مرد ہونا بھی مرتد کے حکم نافذ ہونے کے لئے شرط نہیں ہے بلکہ اگر عورت ارتداد کی مرتکب ہو گی تو اس پر بھی مرتد کا حکم لگے گا۔

مرتد کا حکم نافذ ہونے کے لئے رضا و رغبت شرط ہے لہٰذا اس شخص پر مرتد ہونے کا حکم نافذ نہیں ہو سکتا جس کو مرتد ہو جانے پر مجبور کیا گیا ہو۔

جس شخص کو برسام کی (یا کوئی اور) بیماری ہو اس کو کوئی ایسی چیز کھلا دی جائے جس سے اس کی عقل جاتی رہی اور ہذیان بکنے لگے اور پھر اسی حالت میں وہ مرتد ہو جائے تو اس پر مرتد کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ اسی طرح جو شخص مجنوں ہو یا سوداسی ہو یا کسی بھی قسم کا مغلوب العقل ہو تو اس پر بھی مرتد کا حکم نہیں لگے گا۔

جیسا کہ ابتداء میں بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص مرتد ہو جائے اس کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی جائے اور اگر اس کو کوئی شک و شبہ ہو تو اسے دور کیا جائے اور پھر جب وہ دوبارہ دائرہ اسلام میں آنا چاہے تو کلمہ شہادت پڑھے اور مذہب اسلام کے سوا اور سب مذاہب سے بیزاری کا اظہار کرے اور اگر اسی مذہب سے بیزاری کا اظہار کرے جس کے دائرہ میں وہ اسلام کو چھوڑ کر گیا تھا تو یہ بھی کافی ہو گا۔ نیز اگر وہ (مرد یا عورت) شادی شدہ ہے تو نکاح بھی دوبارہ کرنا ہو گا ورنہ دونوں گناہ گار ہوں گے۔ کیونکہ ارتداد سے نکاح بھی ختم ہو جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص مرتد ہونے کے بعد پھر اسلام میں لوٹ آئے اور پھر کفر کی طرف لوٹ جائے اسی طرح تین مرتبہ کرے اور ہر ہر مرتبہ امام وقت سے مہلت چاہے تو امام وقت اس کو تین تین دن کی تینوں مرتبہ تو مہلت دے دے لیکن اگر وہ پھر چوتھی

بار کفر کی طرف لوٹے اور مہلت طلب کرے تو اب چوتھی بار امام وقت اس کو مہلت نہ دے بلکہ اگر وہ آخری طور پر دائرہ اسلام میں واپس آجائے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

اگر کوئی صاحب عقل لڑکا مرتد ہو جائے تو اس کا ارتداد حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ اور حضرت امام محمدؒ کے نزدیک معتبر ہو گا لہٰذا اس کو دائرہ اسلام میں آجانے پر مجبور کیا جائے اور اس کو قتل نہ کیا جائے۔ یہی حکم اس لڑکے کا ہے جو قریب البلوغ ہو۔ صاحب عقل لڑکے سے مراد ایسی عمر کا لڑکا ہے جو یہ سمجھتا ہو کہ اسلام نجات کا ذریعہ ہے اور وہ اچھے اور برے میں، چھوٹے اور بڑے میں، میٹھے اور کڑوے میں تمیز کر سکتا ہو۔ بعض حضرات کے نزدیک وہ لڑکا مراد ہے جو سات سال کی عمر کو پہنچ گیا ہو۔

اگر کوئی عورت مرتد ہو جائے تو اس کو قتل نہ کیا جائے بلکہ جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائے اس کو قید میں ڈالے رکھا جائے اور ہر تیسرے دن اس کو بطور تنبیہ مارا جائے تاکہ وہ اپنے ارتداد سے توبہ کر کے دائرہ اسلام میں آجائے لیکن اگر کوئی شخص کسی مرتد عورت کو قتل کر دے تو قاتل پر کچھ واجب نہیں ہو گا۔

جب کوئی شخص مرتد ہو جاتا ہے تو اس کے مال سے اس کی ملکیت زائل ہو جاتی ہے لیکن ملکیت کا زائل ہونا موقوف رہتا ہے اگر اس شخص کو توبہ کی توفیق نصیب ہو جائے اور وہ پھر مسلمان ہو جائے تو اس کی ملکیت بھی واپس آجاتی ہے اور اگر وہ اسی حالت ارتداد میں مر جائے یا اس کو قتل کر دیا جائے تو اس کے اس مال کے جو اس نے اسلام کی حالت میں کمایا تھا اس کے مسلمان وارث اس کے حقدار ہوں گے اور ان کو اس مال کا وہی حصہ ملے گا جو اس کے زمانہ اسلام کے لئے ہوئے دَین تھے، اس کے دَین (قرض وغیرہ) کی ادائیگی کے بعد بچے گا اور جو مال اس نے حالت ارتداد میں کمایا ہو گا اس میں سے اس کے زمانہ ارتداد کے دَین (قرض وغیرہ) کی ادائیگی کے بعد جو کچھ بچے گا وہ مال فئی شمار ہو کر بیت المال میں جمع ہو گا (اگر بیت المال ہو تو)۔ ورنہ دوسرے

مصارف میں اس کو استعمال کیا جائے گا۔

یہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کا قول ہے۔ صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسفؒ اور حضرت امام محمدؒ کے نزدیک مرتد کی ملکیت زائل نہیں ہوتی۔

اگر کوئی مرتد اپنے ارتداد سے تائب ہو کر دار الاسلام واپس آجائے اور یہ واپسی قاضی وحاکم کی طرف سے اس کے دار الحرب چلے جانے کے حکم کے نفاذ سے پہلے ہو تو اس کے مال واسباب کے بارے میں اس کے مرتد ہو جانے کا حکم باطل ہو جاتا ہے اور وہ ایسا ہو جاتا ہے گویا کہ مسلمان ہی تھا۔ اور اگر اس کی واپسی قاضی وحاکم کے حکم کے نفاذ کے بعد ہو تو وہ اپنے وارثوں کے پاس اپنی جو چیز پائے اس کو لے لے اور جو مال و اسباب اس کے وارثوں نے بیع، ہبہ اور عتاق وغیرہ کے ذریعہ اپنی ملکیت سے نکال دیا ہے اس کے مطالبہ کا حق اس کو نہیں پہنچے گا اور اپنے وارثوں سے اس کو ایسے مال کا بدلہ و معاوضہ لینے کا حق حاصل ہو گا۔

جو شخص اپنے ماں باپ کی اتباع میں مسلمان تھا (یعنی وہ بچہ تھا اور اپنے مسلمان ماں باپ کی وجہ سے مسلمان کے حکم میں تھا) اور پھر ارتداد کے ساتھ بالغ ہوا تو اگرچہ قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کو قتل کیا جائے مگر اس کے بارے میں از راہ استحسان یہ حکم ہے کہ اس کو قتل نہ کیا جائے (کیونکہ بلوغ سے پہلے وہ مستقل بالذات مسلمان نہیں تھا بلکہ اپنے ماں باپ کی اتباع میں مسلمان کے حکم میں تھا) اسی طرح یہی حکم اس شخص کے بارے میں ہے جو چھوٹی عمر میں مسلمان ہو گیا تھا مگر جب بالغ ہوا تو مرتد تھا نیز اگر کسی شخص کو زبردستی اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا گیا اور پھر وہ اسلام سے پھر گیا تو اس کو بھی از راہ استحسان قتل نہ کیا جائے لیکن ان تمام صورتوں میں حکم یہ ہے کہ اس کو اسلام قبول کر لینے پر مجبور کیا جائے اور اگر اسلام قبول کرنے سے پہلے کسی نے اس کو مار ڈالا تو مارنے والے پر کچھ واجب نہیں ہو گا۔

لقیط (وہ بچہ جو کہیں پڑا ہوا پایا جائے) اگر دار الاسلام میں ہو تو اس کے مسلمان

ہونے کا حکم نافذ کیا جائے اور اگر کفر کی حالت میں بالغ ہو تو اس کو اسلام لانے پر مجبور کیا جائے لیکن اس کو قتل نہ کیا جائے۔

یہاں تک تو مرتد کے بارے میں کچھ احکام و مسائل کا ذکر تھا۔ اب کچھ ان باتوں کو بیان کر دینا ضروری ہے جن کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے چنانچہ ان میں سے بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق ایمان و اسلام سے ہے۔ بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات و صفات وغیرہ سے ہے، بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق انبیاء علیہم السلام سے ہے، بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق صحابہ کرامؓ سے ہے، بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق فرشتوں سے ہے، بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق قرآن مجید سے ہے، بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق نماز، روزے اور زکوٰۃ سے ہے، بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق علم اور علماء سے ہے، بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق حلال و حرام وغیرہ سے ہے، بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق قیامت وغیرہ سے ہے اور بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق کفر کی تلقین کرنے سے ہے۔ چونکہ یہ ایک طویل سلسلہ ہے اس لئے ان باتوں (یعنی موجبات کفر) کو ترتیب کے ساتھ الگ الگ عنوان کے ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

وہ موجباتِ کفر جن کا تعلق ایمان واسلام سے ہے

ایمان واسلام کے بارے میں وہ باتیں جن کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے، یہ ہیں۔
اگر کوئی شخص یوں کہے کہ "مجھے نہیں معلوم کہ میرا ایمان صحیح ہے یا نہیں؟" تو یہ خطائے عظیم ہے۔ ہاں اگر اس بات کا مقصد اپنے شک کی نفی کرنا ہو تو خطائے عظیم نہیں ہے۔ جس شخص نے اپنے ایمان میں شک کیا اور یہ کہا کہ "میں مومن ہوں انشاء اللہ" تو وہ کافر ہے۔ ہاں اگر وہ یہ تاویل کرے کہ "مجھے نہیں معلوم کہ میں اس دنیا سے ایمان کے ساتھ اٹھوں گا یا نہیں؟" تو اس صورت میں وہ کافر نہیں ہو گا۔ جس شخص نے یہ عقیدہ رکھا کہ ایمان و کفر ایک ہیں تو وہ کافر ہے۔ جو شخص ایمان پر راضی و مطمئن نہ ہو وہ کافر ہے۔ (ایمان کے متعلق تفصیل کتاب کے شروع میں بیان ہو چکی ہے) جو شخص اپنے نفس کے کفر پر راضی ہو وہ کافر ہے۔ اور جو شخص اپنے غیر کے کفر پر راضی ہو اس کے بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں اور فتویٰ اس قول پر ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے غیر کے کفر پر اس لئے راضی ہوا تا کہ وہ (کافر) ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہے تو وہ کافر نہیں ہو گا۔ اور اگر وہ اس کے کفر پر اس لئے راضی ہوا تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حق میں اس چیز کا اظہار کرے جو اسکی صفات کے لائق نہیں ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ جس شخص نے یہ کہا کہ "میں اسلام کی صفت نہیں جانتا" تو وہ کافر ہو گیا۔ (اسلام کے متعلق تفصیل بھی کتاب کے شروع میں بیان ہو چکی ہے۔) شمس الائمہ حلوانیؒ نے اس مسئلہ کو بڑے سخت انداز میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس طرح کہنے والا ایک ایسا شخص ہے جس کے لئے نہ دین ہے، نہ نماز ہے، نہ روزہ ہے، نہ طاعت و عبادت ہے، نہ نکاح ہے اور اس کی اولاد زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولاد ہے۔

ایک مسلمان نے کسی ایسی عیسائی (یا یہودی) لڑکی سے نکاح کیا جس کے ماں باپ بھی عیسائی (یا یہودی) ہیں اور پھر وہ اس حال میں بڑی ہوئی کہ وہ کسی مذہب اور دین کو

نہیں جانتی یعنی نہ تو وہ دین کو دل سے پہچانتی ہے اور نہ اس کو زبان سے بیان کر سکتی ہے اور وہ دیوانی بھی نہیں ہے تو اس صورت میں اس کے اور اس کے شوہر کے درمیان تفریق ہو جائے گی۔ اسی طرح کسی مسلم بچی سے نکاح کیا اور پھر جب وہ حالتِ عقل میں بالغ ہوئی تو نہ وہ اسلام کو دل سے جانتی پہچانتی ہے اور نہ اس کو زبان سے بیان کر سکتی ہے اور وہ دیوانی بھی نہیں ہے تو اس صورت میں بھی اس کے شوہر کے درمیان جدائی ہو جائے گی۔ (ایسی صورت میں اس لڑکی کے سامنے اسلام کو پیش کیا جائے۔ جب وہ اسلام کو قبول کرلے تو اب پھر سے ان کا دوبارہ نکاح پڑھایا جائے۔)

اگر کسی عورت سے پوچھا گیا کہ "توحید کیا ہے؟" اس نے جواب میں کہا "میں نہیں جانتی" تو اس جواب سے اس کی مراد اگر یہ ہو کہ مجھے وہ توحید (یعنی کلمۂ توحید) یاد نہیں ہے۔ جو بچے مکتب میں پڑھا کرتے ہیں تو اس میں اس کا کوئی نقصان نہیں لیکن اگر وہ اس جواب سے یہ مراد رکھتی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو نہیں پہچانتی تو اس صورت میں وہ مومنہ نہیں رہے گی اور اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا۔

اگر کوئی شخص اس حالت میں مرا کہ وہ یہ نہیں پہچانتا تھا کہ کوئی میرا خالق ہے۔ اس کے گھر کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک اور گھر (یعنی دوسرا جہان) بھی ہے اور یہ بھی نہیں جانتا کہ ظلم حرام ہے تو وہ مومن نہیں تھا۔ ایک شخص گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ (گناہ کے ذریعہ) اپنے اسلام کو ظاہر کرنا چاہئے تو وہ کافر ہے۔ (کیونکہ اس نے دینِ اسلام کی توہین کی ہے۔) ایک شخص نے کسی سے کہا کہ میں مسلمان ہوں تو اس نے جواب میں کہا کہ تجھ پر بھی لعنت اور تیری مسلمانی پر بھی لعنت، تو وہ کافر ہو گیا۔ ایک عیسائی نے اسلام قبول کیا اس کے بعد اس کا (عیسائی) باپ مر گیا۔ اس نے کہا کہ کاش میں اس وقت مسلمان نہ ہوتا تو اپنے باپ کا مال پا جاتا" وہ کافر ہو گیا۔ ایک عیسائی کسی مسلمان کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ میرے سامنے اسلام کی دعوت پیش کرو تاکہ میں تمہارے ہاتھ پر اسلام قبول کرلوں۔ اس مسلمان نے جواب دیا کہ "تم فلاں عالم

کے پاس چلے جاؤ تا کہ وہ تمہارے سامنے اسلام پیش کرے اور تم اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو۔" اس طرح کہنے والے کے بارے میں علماء کے اقوال میں اختلاف ہے۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ اس طرح کہنے والا کافر نہیں ہو گا۔

ایک کافر نے اسلام قبول کیا تو ایک مسلمان نے اس سے کہا کہ "تمہیں اپنے دین میں کیا برائی نظر آئی تھی ؟(جو تم نے اسلام قبول کر لیا ؟)" یہ کہنے والا کافر ہو جائے گا۔(کیونکہ اس طرح سے اس نے کفر کی برائی میں شک کیا۔ البتہ اگر اس کا مقصد یہ تھا کہ مجھے معلوم ہو کہ کفر کی کون سی بات سے تم بیزار ہوئے تا کہ میں مسلمانوں کو کفر کی مزید مذمت بیان کر کے ان کا ایمان مضبوط کروں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔)

وہ موجباتِ کفر جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے ہے

وہ شخص کافر ہو جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی ایسے وصف کی نسبت کرے جو اس کی شان کے لائق نہیں یا اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام کا یا اس کے احکام میں سے کسی حکم کا مذاق اڑائے یا اس کے وعدوں اور وعیدوں کا انکار کرے یا کسی کو اس کا شریک یا بیٹا اور یا بیوی ٹھہرائے یا اس کی طرف جہل کی یا عجز کی یا بھول کی یا کسی اور خرابی کی نسبت کرے، یہ کہنے والا کافر ہے۔ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ "اگر اللہ تعالیٰ مجھے یہ کام کرنے کا حکم دے تو میں جب بھی یہ کام نہ کروں" تو وہ کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم مان لیا گیا تو اس سے انحراف کفر ہے اور مذکورہ صورت تعلیق کی ہے جس میں کرنا نہ کرنا یقینی نہیں بنتا، لہٰذا کفر لازم آئے گا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی طرف جو "ید" اور "وجہ" کی نسبت کی گئی ہے درآنحالیکہ وہ جوارح اور اعضا کے قبیل سے تھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے منزہ ہے۔ تو کیا کسی دوسری زبان میں ان چیزوں کا اطلاق جائز ہو گا یا نہیں؟ اس بارے میں بعض علماء نے فرمایا ہے کہ جائز ہے بشرطیکہ ان چیزوں سے (ان کے حقیقی مفہوم یعنی) اعضاء مراد نہ ہوں اور اکثر علماء یہ فرماتے ہیں کہ جائز نہیں اور یہی معتبر قول ہے۔

اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "فلاں شخص میری آنکھ میں ایسا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی آنکھ میں یہودی۔" تو جمہور علماء کے نزدیک وہ شخص کافر ہو جائے گا (کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف آنکھ کے اصل معنی یعنی ایک انسانی عضو کی نسبت کی ہے) لیکن بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ اگر اس جملہ سے کہنے والے کی مراد اس فلاں شخص کے افعال کی برائی کو ظاہر کرنا مقصود ہو تو کافر نہیں ہو گا۔

ایک انسان کی وفات ہو گئی۔ ایک دوسرے شخص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو ایسا نہیں چاہئے تھا۔" تو یہ کفر ہے۔

ایک شخص نے اپنے دشمن سے کہا کہ "میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے تیرے ساتھ یہ معاملہ کرتا ہوں" دشمن نے جواب میں کہا کہ "میں اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں جانتا۔" یا یہ کہا کہ "اس جگہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں چلتا" یا یہ کہا کہ "اس جگہ کوئی حکم نہیں ہے" یا یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ حکم کرنے کے لائق نہیں ہے" یا یہ کہا کہ "اس جگہ تو 'دیو' ہی کا (یا ہر وہ غیر اللہ جس کی طرف یہاں حکم کی نسبت کرے) حکم چلے گا۔" یہ سب جملے کفر کو لازم کرتے ہیں۔

حاکم عبدالرحمٰنؒ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو یہ کہے کہ "میں فلاں کام رواج کے مطابق کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ کے حکم سے نہیں کرتا" تو کیا ایسا شخص کافر ہو جائے گا؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر اس جملہ سے اس کی مراد صرف فسادِ حق، ترکِ شریعت اور اتباعِ رسم ہے نہ کہ اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کے حکم کو رد کرنا ہے تو وہ کافر نہیں ہو گا۔

اگر کوئی شخص کسی ایسے آدمی کے بارے میں جو کبھی بیمار نہ ہوتا ہو یہ کہے کہ "اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھول گیا ہے" یا یہ کہا کہ یہ شخص ان لوگوں میں سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ بھول گیا ہے" تو یہ کفر ہے۔ اگر کسی شخص نے کسی سے یوں کہا کہ "تیری زبان سے تو اللہ تعالیٰ بھی قابو میں نہیں آتا میں کس طرح قابو میں آؤں گا؟" تو وہ کافر ہو جائے گا۔ کسی شخص نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ "تم تو اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ مجھے محبوب ہو" تو وہ کافر ہو جائے گا۔

اگر کسی سے یوں کہا کہ "فلاں شخص بری تقدیر میں پھنس گیا ہے" یہ خطائے عظیم ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لئے مکان کو ثابت کرنا کفر ہے کیوں کہ جو چیز کسی مکان میں ہوتی

ہے وہ محدود ہوا کرتی ہے لیکن ذات باری تعالیٰ کی تو کوئی حد نہیں۔ چنانچہ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ "اللہ تعالیٰ سے کوئی مکان خالی نہیں ہے" تو وہ کافر ہو جائے گا لیکن ہاں اس بات کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم اور قدرت کے سبب ہر جگہ حاضر و موجود ہے۔

اور کسی نے یوں کہا کہ "اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے" تو دیکھا جائے گا کہ یہ بات اس نے کس مقصد سے کہی ہے۔ اگر اس کا مقصد اس چیز کی حکایت کرنا ہے جو ظاہری طور پر منقول ہے تو کافر نہیں ہوگا اور اگر اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی طرف مکان کی نسبت کرنا ہے تو پھر کافر ہو جائے گا اور اکثر علماء کے نزدیک اگر اس کی نیت کچھ بھی نہ ہو تو بھی کافر ہو جائے گا۔ (حقیقت بات اس طرح ہے کہ جو صفت اللہ تعالیٰ کے لئے جس طرح وارد ہوئی ہے اسے من و عن تسلیم کرنا چاہئے۔ اس میں اپنی عقل کے گھوڑے دوڑانے کی ضرورت نہیں۔) اسی طرح یہ کہنے والا بھی کافر ہو جائے گا کہ "اللہ تعالیٰ انصاف کے لئے بیٹھا" یا "اللہ تعالیٰ انصاف کے لئے کھڑا ہوا" کیونکہ اس جملہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف فوق اور تحت کی نسبت کی گئی ہے۔

یہ کہنا بھی کفر ہے کہ "(میرا حامی و مددگار) آسمان پر اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور زمین پر فلاں شخص ہے۔"

اکثر علماء کے نزدیک یہ کہنا بھی کفر ہے کہ "اللہ تعالیٰ آسمان پر سے نیچے دیکھ رہا ہے۔" یا صرف یہ کہا کہ "اللہ آسمان پر سے دیکھ رہا ہے" یا یہ کہا کہ "اللہ عرش پر سے دیکھ رہا ہے۔" (بلکہ یہ الفاظ اس طرح لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے تو یہ صحیح ہے۔)

جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی طرف ظلم کی نسبت کی، (مثلاً کسی کا بیٹا مر گیا یا کوئی عظیم حادثہ ہو گیا تو اس نے یوں کہا کہ "اللہ نے یہ بڑا ظلم کیا" یا یوں کہا کہ "اللہ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا") تو وہ کافر ہو گیا۔ اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "اے اللہ! یہ ظلم مت پسند کر" تو بعض علماء کے نزدیک وہ کافر ہو جائے گا۔ اگر کسی شخص نے کسی

دوسرے شخص سے یوں کہا کہ "اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے انصاف کیا تو مجھے تم سے انصاف ملے گا۔" تو وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ لفظ "اگر" میں ایک متردد اور غیر یقینی معنی پائے جاتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ انصاف باری تعالیٰ میں تردد اور عدم یقین ہے۔ہاں لفظ "اگر" کی بجائے "جس وقت" کہا تو کافر نہیں ہو گا۔

اور اگر کسی سے یوں کہا کہ "اگر اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن حق اور عدل کے ساتھ حکم کیا تو میں تم سے اپنا حق لے لوں گا" کافر ہو جائے گا۔(یہاں بھی لفظ "اگر" کی بجائے "جس وقت" کہا تو کافر نہیں ہو گا۔)

اگر کسی نے یوں کہا کہ "اے اللہ! جب ایک ظالم ظلم کرتا ہے تو اس کا ظلم قبول مت کر، اگر تو نے اس کا ظلم قبول کیا تو میں قبول نہیں کروں گا۔" یہ کفر ہے کیونکہ اس شخص نے گویا یہ کہا کہ اے اللہ! اگر تو اس کے ظلم پر راضی ہو گا تو میں راضی نہیں ہوں گا۔یوں صریح مخالفت باری تعالیٰ لازم آئے گی جو سراسر کفر ہے۔

ایک شخص نے کسی سے کہا کہ "جھوٹ مت کہو" اس شخص نے جواب میں کہا کہ "جھوٹ کس لئے ہے، کہنے ہی کیلئے تو ہے" یہ کفر ہے۔کیونکہ اس نے حرام کو حلال گردانا جو کفر ہے۔

کسی شخص سے کہا گیا کہ "اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرو۔" اس نے کہا کہ "مجھے نہیں چاہئے" یا کسی نے کہا کہ "اگر اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل کرے، غارت کروں" یا کسی سے کہا گیا کہ "اللہ تعالیٰ کی نافرمانی مت کرو کیونکہ اگر تم نافرمانی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دوزخ میں داخل کرے گا۔" اس نے کہا کہ "میں دوزخ سے نہیں ڈرتا۔" یا کسی سے یہ کہا گیا کہ "زیادہ مت کھاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہیں دوست نہیں رکھے گا۔" اس نے کہا کہ "میں تو کھاؤں گا چاہے دشمن رکھے چاہے دوست رکھے۔" یہ سب باتیں کفر کو لازم کرتی ہیں۔اسی طرح کسی سے یہ کہا گیا کہ "زیادہ مت ہنسو" یا "زیادہ مت سوؤ۔" اسکے جواب میں اس نے کہا کہ میں اتنا ہنسوں گا یا اتنا سوؤں گا جتنا چاہوں گا، یہ کفر ہے۔

ایک شخص سے یہ کہا گیا "گناہ مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہے۔" اس نے کہا کہ "میں عذاب کو ایک ہاتھ پر اٹھالوں گا۔" یہ کفر ہے۔

اگر کسی شخص سے یہ کہا گیا کہ "اپنے ماں باپ کو مت ستاؤ۔" اس نے کہا کہ "ان کا مجھ پر کوئی حق نہیں ہے۔" یہ اگرچہ کفر نہیں ہے لیکن سخت گناہ کی بات ہے۔ ایک شخص نے ابلیس لعین سے کہا کہ "اے ابلیس! تو میرا فلاں کام کر دے تاکہ میں تیرا کہنا مانوں اور اپنے باپ کو ستاؤں اور تو جس چیز سے منع کرے اس سے باز رہوں۔" یہ کفر ہے۔

ایک شخص نے کسی سے یہ کہا کہ "اگر اللہ یہ دونوں جہان نہ بناتا تو میں تم سے اپنا حق لے لیتا۔" یہ کفر ہے۔ ایک شخص نے کوئی جھوٹی بات کہی اور ایک سننے والے نے کہا کہ "میرا اللہ تمہارے اس جھوٹ کو سچ کر دے۔ یا یہ کہا کہ اللہ تمہارے اس جھوٹ کے ساتھ برکت دے، تو یہ کفر کے قریب ہے۔

ایک شخص نے کسی سے کہا کہ "فلاں شخص تمہارے ساتھ سیدھا نہیں چلتا۔" اس نے جواب میں کہا کہ "اس کے ساتھ تو اللہ بھی سیدھا نہیں چلے گا۔" تو یہ کافر ہو جائے گا۔

اگر کسی نے یہ کہا کہ "اللہ تعالیٰ زر کو محبوب رکھتا ہے اس نے مجھے زر نہیں دیا۔" تو وہ کافر ہو جائے گا بشرطیکہ اسطرح کہنے سے اسکا مقصد اللہ تعالیٰ کی طرف بخل کی نسبت کرنا ہو۔ ہاں صرف اتنا کہنا کفر کو لازم نہیں کرتا کہ "اللہ تعالیٰ زر کو پسند کرتا ہے۔"

ایک شخص نے کسی سے کہا کہ "انشاء اللہ تم یہ فلاں کام کرو۔" اس نے جواب دیا کہ "میں انشاء اللہ تعالیٰ کے بغیر یہ کام کروں گا" تو یہ کفر ہے۔

ایک مظلوم نے کہا کہ "میرے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے، تقدیر الٰہی کے مطابق ہے۔" ظالم نے یہ سنکر کہا کہ "میں جو کچھ کر رہا ہوں تقدیر الٰہی کے بغیر کر رہا ہوں۔" یہ تقدیر الٰہی کا انکار ہے جو کہ کفر ہے۔ اگر کسی نے یہ کہا کہ "اے اللہ مجھ پر رحمت کرنے سے دریغ نہ کیجئے" تو یہ کفریہ الفاظ میں سے ہے۔

میاں بیوی آپس میں کوئی بات کر رہے تھے (بیوی کی طرف سے) جب گفتگو کا سلسلہ دراز ہوا تو میاں نے کہا کہ "اللہ سے ڈرو اور تقویٰ اختیار کرو۔" بیوی نے جواب میں کہا کہ "میں اللہ سے نہیں ڈرتی۔" یہ کہنے سے بیوی مرتدہ ہو جائے گی اور ان دونوں (میاں بیوی) کے درمیان جدائی واقع ہو جائے گی بشرطیکہ میاں نے بیوی کو اس کی کسی صریح معصیت پر ٹوکا ہو اور اس کو اللہ سے ڈرایا ہو اور اس کے جواب میں بیوی نے مذکورہ جملہ کہا ہو۔ ہاں اگر میاں نے بیوی کو اس کی کسی ایسی بات پر ٹوکا ہو جس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا کوئی موقع نہ ہو (یعنی بیوی نے کوئی معصیت نہ کی ہو) تو اس صورت میں وہ کافرہ نہیں ہو گی۔ البتہ اگر اس صورت میں اس جملہ سے بیوی کا مقصد تقویٰ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی اہانت ہو تو دونوں کے درمیان جدائی ہو جائے گی۔

ایک شخص کسی گناہ کا ارتکاب کر رہا تھا کہ کسی نے اس کو ٹوکا اور کہا کہ "کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے ؟" اس نے جواب دیا کہ "نہیں" وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ اس میں تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔ اسی طرح کسی اور شخص سے کہا گیا کہ "کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے ؟" اور اس نے غصہ کی حالت میں جواب دیا کہ "نہیں" تو وہ کافر ہو جائے گا۔

اگر کوئی شخص اللہ کے کسی حکم کو یا پیغمبر کی شریعت کو پسند نہ کرے مثلاً اس شخص سے کسی نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کے لئے چار بیویاں حلال کی ہیں اور سننے والے نے یوں کہا کہ میں اس حکم کو پسند نہیں کرتا تو یہ کفر ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ "صرف اللہ تعالیٰ کا وجود ہونا چاہئے اور کسی چیز کا وجود نہیں ہونا چاہئے۔" تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ "میرے حق میں تمام نیکیاں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں اور برائی کا خالق میں ہوں" تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اس لئے کہ ہر اچھائی اور برائی کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔

ایک شخص سے کہا گیا کہ "یار تم اپنی بیوی کے قابو میں نہیں آگئے" اس نے جواب دیا کہ "عورتوں کے قابو میں اللہ بھی نہیں آتا میں کیونکر قابو میں آجاؤں گا۔" یہ کفر ہے۔

اگر کسی شخص نے کسی سے یہ کہا کہ "اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیکھتا ہوں اور تمہاری طرف سے دیکھتا ہوں (یعنی جو چیز مجھے ملی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور تمہاری جانب سے ہے) یا یہ کہا کہ "میں اللہ سے امید رکھتا ہوں اور تم سے امید رکھتا ہوں" تو یہ برا ہے۔ ہاں اگر یوں کہے کہ "میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیکھتا ہوں اور اس کا ظاہری سبب تمہیں سمجھتا ہوں" تو یہ ایک اچھی بات ہے۔

ایک شخص نے اپنے کسی مخالف سے کسی بات میں قسم دلوانی چاہی۔ اس مخالف نے کہا کہ "میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں" لیکن قسم دلوانے والے نے کہا کہ "میں اللہ کی قسم نہیں چاہتا بلکہ طلاق یا عتاق کی قسم لینا چاہتا ہوں۔" تو وہ بعض علماء کے نزدیک کافر ہو جائے گا لیکن اکثر علماء کے نزدیک کافر نہیں ہو گا اور یہی قول زیادہ صحیح ہے۔

اگر کسی شخص نے کسی سے کہا کہ "اللہ جانتا ہے کہ میں تمہیں ہمیشہ دعاء کے ساتھ یاد رکھتا ہوں۔" تو اس کے کفر کے بارے میں مشائخ کے اختلافی اقوال ہیں۔

ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ "تمہیں ہمسایہ کے حق کی پرواہ نہیں؟" بیوی نے کہا "نہیں" شوہر نے کہا "تمہیں خاوند کے حق کی پرواہ نہیں؟" بیوی نے کہا "نہیں" پھر شوہر نے کہا "تمہیں اللہ تعالیٰ کے حق کی پرواہ نہیں" بیوی نے اس کے جواب میں بھی کہا کہ "نہیں" تو وہ کافرہ ہو جائے گی۔

اگر عورت نے اپنے شوہر سے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے زبان سے کلمہ کفر بک دیا تو وہ اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی اس کو تجدید ایمان (اور تجدید نکاح) پر مجبور کیا جائے گا اور ہر قاضی کو حق ہو گا کہ (اس کو توبہ کرانے کے بعد) معمولی مہر پر دوبارہ نکاح کرے، خواہ مہر ایک ہی دینار ہو، خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو اور عورت کو اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور سے شادی کرنے کا حق نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ا ص ۲۳۹)

اگر کسی شخص نے اپنی بیماری سے پریشان ہو کر یا تنگیٔ معاش کے ابتلاء کی وجہ سے کہا کہ "نہ معلوم اللہ نے مجھے پیدا ہی کیوں کیا ہے جبکہ دنیا کی ہر قسم کی لذتوں اور

راحتوں سے میں محروم ہوں۔" تو اس کے بارے میں بعض علماء تو یہ کہتے ہیں کہ وہ کافر نہیں ہو گا لیکن اس کی یہ بات ایک خطائے عظیم ہے۔

ایک شخص نے کسی سے کہا کہ "تم نے جو برائیاں کی ہیں اور ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب میں مبتلا کرے گا۔" اس نے جواب میں کہا کہ "کیا اللہ تعالیٰ کو تم نے مقرر کر رکھا ہے کہ اللہ وہی کرے گا جو تم کہو۔" وہ کافر ہو جائے گا۔

اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ "اللہ تعالیٰ دوزخ بنانے کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہے؟" تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی بدنما جانور یا بدنما انسان کو دیکھ کر کہا کہ "کیا کوئی اللہ کا کارپرداز نہیں ہے کہ اس نے اس قسم کا جانور یا انسان پیدا کیا" تو وہ کافر ہو جائے گا۔

ایک مفلس نے شدت افلاس میں کہا کہ "فلاں شخص بھی اللہ کا بندہ ہے اور اس کو اس قدر نعمتیں حاصل ہیں اور میں بھی اللہ کا بندہ ہوں اور اتنے رنج و آلام میں مبتلا ہوں۔ کیا یہ انصاف ہے؟" یہ کہنے سے وہ کافر ہو گیا۔ اسی طرح ایک شخص سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اس نے جواب دیا کہ "اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟" تو وہ کافر ہو گیا۔ نیز اگر کسی نے یہ کہا کہ "پیغمبر اپنی قبر میں نہیں ہیں" یا یہ کہا کہ "اللہ تعالیٰ کا علم قدیم نہیں ہے" یا یہ کہا کہ "غائب کا علم اللہ کو نہیں ہے" تو وہ بھی کافر ہو گیا۔

اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ "اللہ تعالیٰ تمہارے دل پر رحم کرے میرے دل پر نہیں" تو وہ کافر ہو جائے گا بشرطیکہ اس نے یہ بات رحمتِ الٰہی سے بے نیازی کے پیش نظر کہی ہو اور اگر اس بات سے اس کا مطلب یہ ہو کہ میرا دل تو اللہ کی توفیق سے بالکل مطمئن اور غیر متزلزل ہے مضطرب نہیں ہے تو وہ کافر نہیں ہو گا۔

اگر کسی شخص نے یوں قسم کھائی کہ "اللہ کی قسم اور تیری خاکِ پاک کی قسم" تو وہ کافر ہو جائے گا۔ ہاں اگر کسی نے یوں قسم کھائی کہ اللہ کی قسم اور تیرے سر، تیری جان کی قسم" تو اس کے بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں۔

وہ موجباتِ کفر جن کا تعلق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہے

جو شخص انبیاء میں سے کسی بھی نبی کا اقرار نہیں کرے گا یا رسولوں میں سے کسی بھی رسول کی کسی بھی سنت پر ناراضگی یا عدم اعتقاد و عدم اطمینان کا اظہار کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اگر فلاں نبی ہوتا تو میں اس پر ایمان لاتا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور حضرت جعفرؒ سے منقول ہے کہ اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ "میں اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء پر ایمان لایا اور مجھے نہیں معلوم کہ آدمؑ نبی تھے یا نہیں؟" تو وہ کافر ہو جائے گا۔

حضرت جعفرؒ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو انبیاء کی طرف فواحش کی نسبت کرے جیسے کسی نبی کی طرف عزم زنا کی نسبت کرنا یا اسی طرح کی کوئی اور بات کہنا جیسا کہ حشویہ (ایک باطل فرقہ) حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں اس قسم کا اظہار کرتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ ایسا شخص کافر ہے کیونکہ یہ انبیاء کے حق میں بد گوئی ہے اور ان کی اہانت کے مترادف ہے۔ یہ عقیدہ رکھنا لازم ہے کہ تمام انبیاءؑ ہر قسم کے گناہ سے معصوم ہوتے ہیں۔

ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ جس شخص نے یہ کہا کہ "ہر نافرمانی کفر ہے" اور پھر یہ کہا کہ انبیاء علیہم السلام نے نافرمانی کی" تو وہ کافر ہے کیونکہ اس نے انبیاء کے حق میں بد گوئی کی۔

بعض علماء سے یہ منقول ہے کہ "جس شخص نے یہ نہیں جانا کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم خاتم النبیین ہیں، وہ مسلمان نہیں ہے۔ یعنی یہ عقیدہ رکھنا لازم ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپؐ کے بعد کوئی رسول و نبی نہیں

آئے گا۔ اب جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کافر ہو گا اور اس کے ماننے والے بھی کافر ہونگے۔ (نیز جس طرح آپؐ خاتم النبیین ہیں اسی طرح آپؐ خاتم المعصومین بھی ہیں۔ نہ آپؐ کے بعد کوئی نبی ورسول آئے گا اور نہ ہی کوئی آپؐ کے بعد معصوم عن الخطاء ہو گا۔)

جو شخص اپنے قلب میں کسی بھی نبی کے بارے میں بغض رکھے وہ کافر ہے۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "اگر فلاں اللہ کا رسول ہوتا تو میں اس پر ایمان نہ لاتا" تو وہ کافر ہو جائے گا جیسا کہ یہ کہنے والا کافر ہو جاتا ہے کہ "اگر اللہ تعالیٰ بھی مجھے فلاں کام کا حکم دیتا تو میں نہ کرتا۔"

جس شخص نے یہ کہا کہ "انبیاء علیہم السلام نے جو کچھ فرمایا ہے اگر وہ سچ اور مبنی بر حقیقت ہوتا تو ہم نجات پا جاتے۔" وہ کافر ہو گیا۔

اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ "میں اللہ کا رسول ہوں" تو وہ کافر ہو جائے گا اور جس وقت اس نے یہ بات کہی اور کسی دوسرے شخص نے اس سے معجزہ کا مطالبہ کیا تو بعض علماء کے نزدیک معجزہ کا مطالبہ کرنے والا بھی کافر ہو جائے گا جبکہ متاخرین علماء کہتے ہیں کہ اگر معجزہ طلب کرنے والے کا مقصد اس شخص کو ذلیل کرنا اور اس کو عاجز کرنا ہے تو وہ کافر نہیں ہو گا۔

اگر کسی شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بال مبارک "چھوٹا سا بال" کہا تو وہ بعض علماء کے نزدیک کافر ہو جائے گا اور بعض علماء کے نزدیک کافر نہیں ہو گا۔ ہاں اگر اس نے یہ بات اہانت کے طور پر کہی ہے تو ان کے نزدیک بھی کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ "میں نہیں جانتا کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم انسان تھے یا جن" تو وہ کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ عقیدہ رکھنا فرض ہے کہ حضور رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کامل ترین انسان تھے۔

اگر کسی نے یوں کہا کہ "اگر فلاں شخص پیغمبر ہے تو میں اس سے اپنا حق لوں گا" وہ کافر نہیں ہو گا۔ اور اگر کسی نے یہ کہا کہ "محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) درویشک بود"

(یعنی محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ایک چھوٹے فقیر تھے) یا یہ کہا کہ "پیغمبر کا کپڑا بدبو دار اور میلا کچیلا تھا" یا یہ کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ناخن بڑھ رہے تھے" تو بعض علماء کے نزدیک وہ بلا کسی قید کے کافر ہو جائے گا جبکہ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ وہ اس صورت میں کافر ہو گا جبکہ وہ یہ بات بطریق اہانت کہے۔

اگر کسی نے کسی ایسے شخص کو گالی دی جس کا نام محمد یا احمد تھا یا اس کی کنیت ابو القاسم تھی اور اس کو یوں مخاطب کیا کہ "اے زانیہ کی اولاد" تو وہ کافر ہو گیا بشر طیکہ (اس کا مقصد ہر اس شخص کو یہ گالی دینا ہو جس کا نام محمد یا احمد اور یا اس کی کنیت ابو القاسم ہو اور اس طرح) نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی بھی اس کے پیش نظر ہو۔

جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان میں بد زبانی کرنے پر مجبور کیا گیا ہو اس کی تین صورتیں ہیں۔

ا۔ اگر وہ یہ اقرار کرے کہ میرے دل میں محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی برائی کا کوئی خطرہ بھی نہیں گزرا بلکہ میں نے اپنی زبان سے صرف وہی الفاظ ادا کئے جن کو ادا کرنے پر مجھے مجبور کیا گیا تھا در انحالیکہ ان الفاظ کی ادائیگی بھی مجھ پر سخت شاق تھی، تو وہ کافر نہیں ہو گا اور اس کی مثال اس شخص کی سی ہو گی جس کو اپنی زبان سے کلمۂ کفر کی ادائیگی پر مجبور کیا گیا ہو اور اس نے وہ کلمۂ کفر اپنی زبان سے ادا کیا ہو مگر اس کا قلب ایمان پر ثابت و مطمئن رہا ہو۔

۲۔ اگر وہ اقرار کرے کہ "(جب مجھے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو برا کہنے پر مجبور کیا گیا تو) میرے دل میں اس عیسائی کا خیال آگیا جس کا نام محمد تھا چنانچہ جب میں نے اپنی زبان سے محمد کے بارے میں برے الفاظ کہے تو میری مراد وہی عیسائی تھا" اس صورت میں وہ کافر نہیں ہو گا۔

۳۔ اور اگر وہ یہ اقرار کرے کہ (جب مجھے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بارے میں برے الفاظ کہنے پر مجبور کیا گیا تو) میرے دل میں اس عیسائی کا خیال بھی آگیا جس کا نام

محمد ہے لیکن میں نے اپنی زبان سے جو برے الفاظ ادا کیے وہ اس عیسائی کے بارے میں نہیں تھے بلکہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بارے میں تھے" اس صورت میں وہ کافر ہو جائے گا۔ قانوناً بھی اور عند اللہ بھی۔

جس شخص نے یہ کہا کہ "محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجنوں تھے" وہ کافر ہے۔

اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ "اگر حضرت آدمؑ (جنت میں) گیہوں نہ کھاتے تو ہم اشقیاء نہ ہوتے" (یعنی یہ بد بختی نہ ہوتی کہ آج ہم دنیا میں ذلیل و خوار ہو رہے ہیں، ورنہ ہم ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہتے) تو وہ کافر ہو جائے گا۔

جس شخص نے حدیثِ متواتر کا انکار کیا وہ کافر ہو گیا۔ جس شخص نے حدیث مشہور کا انکار کیا وہ بعض علماء کے مطابق تو کافر ہو گیا لیکن بعض علماء کے مطابق گمراہ ہوا، کافر نہیں ہوا۔ اور جس شخص نے خبرِ واحد کا انکار کیا وہ بھی کافر نہیں ہوتا مگر اس کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوتا ہے۔

اگر کوئی شخص کسی نبی کے بارے میں اپنی اس خواہش کا اظہار کرے کہ "وہ نبی نہ ہوتا" تو اس کے متعلق علماء کہتے ہیں کہ اگر اس کی مراد یہ ہے کہ اس نبی کا مبعوث ہونا خارج از حکمت نہ ہوتا تو وہ کافر نہیں ہوگا اور اس کی مراد اس نبی کی توہین اور اپنے کسی بغض کا اظہار ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

ایک شخص نے کسی کے سامنے کہا کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم فلاں چیز مثلاً کدو کو بہت پسند فرماتے تھے" اگر سننے والے نے جواب میں کہا کہ "میں اس کو پسند نہیں کرتا" تو یہ کفر ہے۔ حضرت امام ابو یوسفؒ سے بھی یہی منقول ہے لیکن بعض متاخرین علماء فرماتے ہیں کہ اگر اس نے یہ بات کہ "میں اس کو پسند نہیں کرتا" بطور اہانت کہی ہے تو وہ کافر ہو جائے گا ورنہ کافر نہیں ہوگا۔

اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ "حضرت آدمؑ نے کپڑا بُنا تھا اس لئے ہم سب جولاہے زادے ہیں" یہ کفر ہے۔ ایک شخص نے کسی کے سامنے کہا کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ

والہ وسلم جب کھانا کھاتے تھے تو اپنی تینوں انگلیاں چاٹ لیتے تھے۔ "اگر سننے والے نے (بطور اہانت) یہ کہا "یہ کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ "تو وہ کافر ہو گیا۔

جس شخص نے یہ کہا کہ "گنواروں میں عجیب رواج ہے کہ کھانا کھاتے ہیں اور بعد میں ہاتھ نہیں دھوتے" تو اگر اس نے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عمل کی حقارت کے پیش نظر کہی ہے تو وہ کافر ہو گیا اسی طرح جس شخص نے یہ کہا کہ "مونچھیں پست (ہلکی) کرانے اور عمامہ (کا سرا یعنی شملہ) گلے کے نیچے تک لٹکانے کا نہ معلوم کیسا رواج ہے؟" تو اگر اس نے یہ بات رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت پر طنز کے طور پر کہی ہے تو وہ کافر ہو گیا۔

ایک شخص نے سنت کے مطابق اپنی لبیں (مونچھیں) کتروائیں، اس کی بیوی نے دیکھ کر کہا یہ کیا منحوسوں والی شکل بنالی، یا یوں کہا کیا یہ آدمیوں والی شکل ہے؟ یہ عورت سنت نبوی اور سنت انبیاء کا مذاق اڑانے اور تحقیر کی وجہ سے مرتد ہو گئی، اس کو توبہ کی تلقین کی جائے گی۔ توبہ کے بعد نکاح کی بھی تجدید کی جائے گی۔

ایک شخص نے کوئی بات کہی، اس پر دوسرے نے اس سے کہا کہ "جھوٹ کہتا ہے اگرچہ ساری بات پیغمبرانہ ہے تو اس سے بھی کفر لازم آئے گا۔

ایک شخص نے اپنے غلام کو مارنے پیٹنے کا ارادہ کیا اس سے دوسرے نے کہا کہ اسے مت مارو۔ اس نے کہا کہ تم تو تم، اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی کہیں تو بھی نہیں چھوڑ سکتا۔ یا یہ کہا کہ اگر آسمان سے آواز آئے کہ "اس کو مت مارو" تو بھی میں نہیں چھوڑ سکتا، ماروں گا" یہ کہنے سے اس پر کفر لازم آئے گا۔

کسی نے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کوئی حدیث پڑھی جس کو سن کر ایک شخص نے کہا کہ "ہمہ روز خلشہا خواند" یعنی ہر روز الجھن کی چیز پڑھتا ہے تو اگرچہ اس نے اس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف نہ کی ہو بلکہ پڑھنے والے کی طرف کی ہو تو وہ کافر ہو جائے گا بشرطیکہ اس حدیث کا تعلق احکام

شریعت میں سے کسی حکم کے ساتھ ہو یا دین کے ساتھ ہو۔(کیونکہ اس طرح سے اس نے احکام شریعت کی توہین کی ہے۔)اور اگر وہ ایسی حدیث تھی کہ جس کا تعلق دین و شریعت سے نہیں تھا تو اس کی تکفیر نہیں ہو گی اور اس کے اس قول کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ وہ اس کا پڑھنا غیر اولیٰ بتا رہا تھا۔

کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ "خلاف بات نہ کہو" اس عورت نے کہا کہ "پیغمبروں نے خلاف کہا ہے" تو اس کا یہ کہنا کفر ہے توبہ کرے اور پھر نکاح کی تجدید کرے۔

وہ موجباتِ کفر
جن کا تعلق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے ہے

جو رافضی حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی شان میں بد زبانی کرے اور نعوذ باللہ ان پر لعنت بھیجے تو وہ کافر ہے۔ ہاں اگر اس نے حضرت علیؓ کو حضرت ابو بکرؓ پر فضیلت دی تو وہ کافر نہیں ہو گا لیکن اس کو مبتدع کہا جائے گا۔ معتزلی بھی مبتدع (بدعتی) ہے لیکن اگر وہ یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار (قیامت کے دن) محال ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

حضرت ابو بکرؓ کی امامت و خلافت کا انکار کرنے والا (جیسا کہ ایک مخصوص فرقہ کرتا ہے) بعض علماء کے نزدیک تو کافر ہو جاتا ہے اور بعض علماء کے نزدیک کافر نہیں ہو تا بلکہ مبتدع ہو تا ہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کی خلافت کا انکار کرنے والا بھی صحیح قول کے مطابق کافر ہو جاتا ہے۔

جو لوگ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ وغیرہ کو نعوذ باللہ کافر کہیں، خود ان کو کافر کہنا لازم ہے۔ اسی طرح ان تمام لوگوں کو بھی کافر کہنا واجب ہے جو یہ باطل اعتقاد رکھتے ہیں کہ نعوذ باللہ کسی عجمی ملک میں ایک نبی کا ظہور ہو گا جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دین کو منسوخ کرے گا اور ہمارے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رسالت کو کالعدم کرے گا۔

ان لوگوں کو بھی کافر کہنا واجب ہے جو تناسخ ارواح کے قائل ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مر جانے والا دوبارہ دنیا میں لوٹ آئے گا اور ائمہ میں اللہ تعالیٰ کی روح حلول کئے ہوئے ہے۔ امام باطن کا ظہور ہو گا۔ جب تک اس امام باطن کا ظہور نہ ہو، اوامر و نواہی معطل

ہیں اور یہ کہ جبرائیل علیہ السلام نے وحی لانے میں غلطی کی کیونکہ انہیں محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بجائے حضرت علیؓ کے پاس وحی لانی چاہئے تھی۔ یہ فرقہ ملت اسلامیہ سے خارج ہے اور جو احکام مرتدوں کے بارے میں ہیں وہی اس فرقہ کے لوگوں پر نافذ ہوتے ہیں۔ (مظاہر حق ج ۳ ص ۵۶۹)

وہ موجبات کفر جن کا تعلق فرشتوں سے ہے

کسی نے کسی سے کہا کہ مجھے تیرا دیکھنا گویا ملک الموت کا دیکھنا معلوم ہوتا ہے۔ تو اس کا ایسا کہنا بہت بڑی غلطی ہے اور اس کے کفر میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا کہ کافر ہو جائے گا اور اکثر علماء کہتے ہیں کہ اس کہنے سے وہ کافر نہیں ہو گا۔

فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے کہ بعضوں نے یہ کہا ہے کہ اگر اس نے یہ جملہ ملک الموت سے عداوت کی بنیاد پر کہا تو وہ کافر ہو جائے گا اور اگر موت سے ناگواری کی بنا پر کہا ہے تو کافر نہیں ہو گا۔ اور اگر یہ کہا کہ فلاں کے منہ کو ملک الموت کی طرح دشمن سمجھتا ہوں تو اکثر مشائخ کا کہنا ہے کہ اس کی وجہ سے وہ کافر ہو جائے گا۔ کسی نے کہا کہ میں فلاں کی گواہی نہیں سنتا خواہ وہ جبرئیل و میکائیل علیہما السلام ہی کیوں نہ ہوں تو اس صورت میں اس کی تکفیر کی جائے گی۔ اگر کسی نے فرشتوں میں سے کسی فرشتے کو عیب لگایا تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔

اگر کوئی کہے کہ میں فرشتہ ہوں تو اس کہنے سے وہ کافر نہیں ہوتا اور اگر یہ کہے کہ میں نبی ہوں تو اس کہنے سے وہ کافر ہو جائے گا۔

ایک شخص نے ایک عورت سے بغیر کسی شخص کی موجودگی کے نکاح کیا اور کہا کہ میں نے اللہ اور رسول کو گواہ بنایا یا یہ کہا کہ اللہ اور فرشتہ کو گواہ بنایا تو اس صورت میں وہ کافر ہو جائے گا اور نکاح ہرگز نہیں ہو گا۔ کیونکہ نکاح کے لئے دو گواہ یعنی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کا ہونا لازمی شرط ہے اور اگر کوئی مرد نہیں، صرف عورتیں ہی عورتیں ہیں تو ایسی صورت میں پچاس عورتیں ہی کیوں نہ ہوں، نکاح نہیں ہو گا۔ اور اگر کہا کہ دائیں اور بائیں والے فرشتوں کو گواہ بنایا تو اس صورت میں کافر نہ ہو گا (لیکن نکاح پھر بھی نہیں ہو گا۔)

وہ موجبات کفر جن کا تعلق قرآن پاک سے ہے

اگر کسی نے کسی آیت قرآنی کا انکار کیا یا اس کے ساتھ ٹھٹھا مخول کیا یا عیب لگایا تو ان تمام صورتوں میں وہ کافر ہو جائے گا۔ کسی نے دف کی تھاپ پر یا بانسری کی لے پر قرآن پڑھا تو اس نے کفر کیا۔ ایک شخص قرآن پڑھ رہا تھا دوسرے نے سن کر کہا کہ "یہ کیا طوفان کی آواز ہے" تو اس کا یہ کہنا کفر ہے اور اگر کسی نے کہا کہ میں نے بہت قرآن پڑھا اور مجھ سے گناہ معاف نہیں کیا گیا تو اس کہنے سے وہ کافر ہو گیا۔

کسی نے کسی سے کہا تو نے قُلْ ھُوَاللّٰہ کی کھال کھینچ لی۔ یا یہ کہا کہ تو نے اَلَمْ نَشْرَحْ کا گریبان پکڑ لیا یا اس شخص سے جو کسی بیمار کے پاس سورہ یٰس پڑھ رہا تھا کہا "یٰس مردہ کے منہ میں مت رکھ" یا کسی سے کہا "اے اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ سے بھی زیادہ کوتاہ" یا ایک شخص قرآن پڑھ رہا تھا اور اس کو کوئی کلمہ یاد نہیں آرہا تھا اس سے کہا وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ یا کسی کے پاس بھرا ہوا پیالہ لایا اور کہا کَأْساً دِھَاقاً یا کسی سے مذاق کے طور پر کہا فَکَانَتْ سَرَاباً یا ناپ تول کے وقت مذاق کے طور پر کہا وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْوَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ یا کسی سے یہ کہا کہ تو نے الم نشرح کی پگڑی باندھ لی ہے اور اس سے مراد یہ تھی کہ تو نے علم کا اظہار کیا ہے یا کسی نے کسی جگہ کے لوگوں کو جمع کیا اور کہا فَجَمَعْنَاھُمْ جَمْعًا یا یہ کہا وَحَشَرْنَاھُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْھُمْ اَحَداً یا کسی سے کہا کہ تو وَالنّٰزِعَاتِ نَزْعًا کیونکر نہیں پڑھتا۔ نون کے پیش کے ساتھ یا اسے زیر دے کر اور مراد اس کی طنز کرنا تھی یا کسی گنجے شخص سے کہا میں تو تجھ کو اس لئے بڑا کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کَلَّا بَلْ رَانَ یا کسی سے کہا گیا کہ نماز پڑھنے چلو یا جماعت کی نماز میں چلو۔ اس نے جواب میں کہا کہ میں تنہا نماز پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ کا قول ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی تو ان تمام صورتوں میں کافر ہو گا۔

ایک شخص نے کسی سے کہا کہ تو نے ایسا گھر پاک صاف کیا ہے جیسے وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِق تو بعضوں نے کہا کہ اس کہنے سے وہ کافر ہو جائے گا اور امام ابو بکر اسحاق ؒ نے کہا کہ یہ کہنے والا اگر جاہل ہے تو کافر نہیں ہو گا اور اگر وہ عالم ہے تو کافر ہو گا۔ اور اگر کسی نے کہا قَاعًا صَفًّا صَفًّا ہو گیا ہے تو اس جملہ میں بڑا خطرہ ہے کہ وہ کافر ہو جائے۔ یا دیگ میں کچھ لگا رہ گیا اسوقت کہا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتِ تو یہ بھی بڑے خطرے کی چیز ہے۔

اور جب کسی نے یہ کہا کہ قرآن عجمی ہے تو وہ کافر ہو گیا اور اگر یہ کہا کہ قرآن میں ایک کلمہ عجمی ہے تو اسے کافر کہنے میں عجلت نہ کرنی چاہئے۔ یہ قابلِ غور ہے۔ کسی سے کسی نے کہا کہ تو قرآن پاک کیوں نہیں پڑھتا ہے اس نے جواب میں کہا کہ میں قرآن سے بیزار ہو چکا تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔ ایک شخص کو قرآن پاک کی کوئی ایسی سورت یاد ہے جسے وہ بکثرت پڑھتا رہتا ہے۔ دوسرے نے اس پڑھنے والے سے کہا کہ تو نے اس سورت کو کمزور و زبوں پالیا ہے تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا۔

ایک شخص نے قرأت کے دوران حرف ضاد کی جگہ زا پڑھا یا اصحاب الجنہ کی جگہ اصحاب النار پڑھا تو ایسے شخص کی امامت جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی قصداً ایسا پڑھے گا تو کافر ہو جائے گا۔

وہ موجباتِ کفر جن کا تعلق نماز روزہ اور زکوٰۃ سے ہے

کسی نے کسی بیمار مسلمان سے کہا کہ تو نماز پڑھ لے اس نے اس کے جواب میں کہا اللہ کی قسم میں کبھی نماز نہیں پڑھوں گا اور اس نے پھر کبھی بھی نماز نہیں پڑھی۔ یہاں تک کہ مر گیا تو وہ کافر کہا جائے گا اور اگر صرف یہ کہا کہ نہیں پڑھونگا تو اس کے اس کہنے میں چار احتمال ہیں۔

۱۔ ایک تو یہ کہ نماز نہیں پڑھتا اس لئے کہ پڑھ چکا۔

۲۔ دوسرے یہ کہ نماز نہیں پڑھتا یعنی تیرے حکم سے نہیں پڑھتا اس لئے کہ تجھ سے جو بہتر ہے وہ حکم کر چکا ہے۔

۳۔ تیسرے یہ کہ نہیں پڑھتا یعنی بے باکی اور فسق کے طور پر کہا۔

ان تینوں صورتوں میں وہ کافر نہیں ہوگا۔

۴۔ چوتھے یہ کہ نماز نہیں پڑھتا اس وجہ سے کہ مجھ پر نماز واجب نہیں ہے اور نہ مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔

اس چوتھی صورت میں وہ کافر ہو جائے گا اور اگر اس نے جواب میں مطلقاً یہ کہا کہ میں نماز نہیں پڑھتا تو وہ ان وجوہ کی وجہ سے کافر نہیں ہوگا۔

کسی سے کہا گیا کہ نماز پڑھ لے اس نے جواب میں کہا "میں پاگل ہوں جو نماز پڑھوں اور اپنے اوپر کام بڑھاؤں" یا اس طرح کہا "مدت گزری کہ میں نے بیگار نہیں کی۔" یا یہ کہا کہ "یہ کام کون آخر تک پورا کر سکتا ہے" یا یہ کہا کہ "عقلمند کو ایسے کام میں نہ پڑنا چاہئے جس کو آخر تک نباہ نہ سکے" یا یہ کہا کہ "میرے واسطے اور لوگ کر لیتے ہیں" یا یہ کہا کہ "نماز پڑھنے سے مجھے کوئی سرفرازی نہیں مل جاتی ہے" یا کہا کہ "تو نے نماز پڑھ لی تو کیا سربلندی حاصل کر لی" یا کہا کہ "میں نماز کس لئے پڑھوں میرے ماں باپ

تو مر چکے ہیں" یا کہا کہ "نماز پڑھی نہ پڑھی دونوں برابر ہے" یا کہا کہ "اس قدر نماز پڑھ چکا کہ دل اکتا گیا" یا کہا کہ "نماز ایسی چیز نہیں ہے کہ وہ باقی رہے تو سڑ جائے گی" یہ ساری باتیں کفر یہ ہیں۔

اسی طرح ایک شخص نے کسی سے کہا کہ آؤ فلاں کام کے لئے نماز پڑھیں۔ اس نے کہا میں نے بہت نماز پڑھی میری کوئی حاجت پوری نہیں ہوئی اور جواب میں یہ بات بطور طنز و استخفاف کی تو اس سے وہ کافر ہو جائے گا۔ ایک فاسق نمازیوں کو مخاطب کر کے کہے تم مسلمانی دیکھو اور اس کے بعد وہ فسق کی مجلس کی طرف اشارہ کرے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ (یعنی اگر کسی فسق و فجور کا کام دیکھ کر یہ کہا کہ مسلمانی اس کا نام ہے تو خطرہ ہے۔ اور اگر مسلمانوں کو فسق و فجور میں مشغول دیکھ کر بطور افسوس کے کہا کہ دیکھو یہ مسلمان کیسے غلط کام میں مبتلا ہیں، تو پھر کوئی حرج نہیں۔) اگر کسی نے کہا کہ بے نمازی ہونا کیا ہی بہتر ہے تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا۔ (کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے انکار کے ساتھ ساتھ استہزاء بھی ہے۔) ایک شخص نے کسی سے کہا کہ نماز پڑھو تاکہ تمہیں عبادت کی مٹھاس حاصل ہو۔ اس کے جواب میں اس نے کہا کہ تم نماز نہ پڑھو تاکہ نماز نہ پڑھنے کی لذت محسوس کر سکو تو اس کہنے سے کافر ہو جائیگا۔

ایک شخص سے کسی نے کہا کہ نماز پڑھ لے اس نے جواب میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے مال میں نقصان دیا لہٰذا میں اس کے حق میں نقصان کروں گا تو یہ جواب بھی کفر ہے۔

ایک شخص صرف رمضان میں نماز پڑھتا ہے پھر بعد میں نہیں پڑھتا اور کہتا ہے کہ یہی بہت ہے یا کہتا ہے یہی بہت زیادہ ہو گی اس لئے کہ رمضان کی ہر نماز ستر نمازوں کے برابر ہے تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا۔ کوئی جان بوجھ کر قبلہ کے سوا کسی اور طرف منہ کر کے نماز پڑھے مگر اتفاق سے وہ قبلہ نکل گیا تو امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ وہ کافر ہو گیا اور اسی پر فقیہ ابو اللیث نے اتفاق کیا ہے۔

اسی طرح اگر کوئی (قصداً) بغیر وضو کے نماز پڑھے یا (بطور استہزاء) ناپاک کپڑوں میں پڑھے تو کافر ہو جائے گا اور اگر کوئی جان بوجھ کر اس طرح نماز پڑھا کرتا ہے تو وہ بھی کافر ہے۔ ایک شخص کو قبلہ کا پتہ نہیں چلا اس نے تحری کی یعنی غور و فکر کیا کہ قبلہ کس طرف ہے۔ دل نے مان لیا کہ اس طرف قبلہ ہے پھر اس نے اس طرف کو چھوڑ کر دوسری طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ امام ابو حنیفہؒ ایسے شخص کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں اس کے حق میں کفر کا خوف رکھتا ہوں اس لئے کہ اس نے قبلہ سے اعراض کیا اور دوسرے مشائخ کا اس کے کفر میں اختلاف ہے۔ شمس الائمہ حلوائیؒ فرماتے ہیں کہ جب اس نے قبلہ چھوڑ کر بطور استہزاء و اہانت دوسری طرف نماز پڑھی تو ظاہر یہ ہے کہ وہ کافر ہو جائے گا۔

اگر کوئی ایسی صورت میں کسی وجہ سے مبتلا ہو گیا مثلاً چند لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ اسے حدث ہو گیا (یعنی وضو ٹوٹ گیا) اور شرم کی وجہ سے اس نے سوچا کہ ظاہر نہ ہونے پائے چنانچہ چھپانے کے لئے بغیر وضو نماز پڑھتا رہا یا دشمن کے پاس تھا اور کھڑے ہو کر اس حالت میں نماز پڑھی کہ وہ پاک نہ تھا۔ بعض مشائخ نے یہ کہا کہ اس صورت میں وہ کافر نہیں ہو گا۔ اس لئے کہ اس نے ایسا استہزاء کے طور پر نہیں کیا ہے لیکن اگر کوئی ضرورت یا حیا کی وجہ سے ایسی صورت میں مبتلا ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ اپنے اس قیام سے نماز کے قیام کا ارادہ نہ کرے اور نہ کچھ پڑھے اور جب ان کے ساتھ رکوع میں جائے تو وہ رکوع کا قصد نہ کرے اور نہ اس کی تسبیح پڑھے تا کہ وہ کسی کے نزدیک کافر نہ ہونے پائے اور ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھنے سے بعض علماء کہتے ہیں کہ کافر نہیں ہوتا۔

کسی نے کہا کہ نماز فرض ہے لیکن رکوع اور سجدہ فرض نہیں تو اس کہنے سے کافر نہ ہو گا اس لئے اس کو تاویل کی گنجائش ہے کہ نماز سے میری مراد جنازہ کی نماز تھی جس میں رکوع سجدے فرض نہیں ہیں۔ اگر کوئی رکوع اور سجدوں کی فرضیت کا بالکلیہ انکار

کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا حتیٰ کہ اگر صرف دوسرے سجدے کی فرضیت کا بھی انکار کرے گا تو وہ کافر ہو گا اس لئے کہ اس نے اجماع اور تواتر کا رد کیا۔

کسی نے کہا کہ اگر کعبہ مکرمہ قبلہ نہ ہوتا اور اس کی جگہ بیت المقدس قبلہ ہوتا تو بھی میں کعبہ ہی کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتا اور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نہ پڑھتا یا اس طرح کہا کہ اگر فلاں قبلہ ہوتا تو اس کی طرف میں منہ نہ کرتا یا یوں کہا کہ اگر فلاں جانب کعبہ ہوتا تو میں اس طرف منہ نہ کرتا یا یہ کہا کہ قبلے دو ہیں (یعنی دونوں طرف نماز پڑھ سکتے ہیں) ایک کعبہ، دوسرا بیت المقدس۔ تو ان تمام صورتوں میں وہ کافر ہو جائے گا۔ (کیونکہ ان تمام صورتوں میں اللہ تعالیٰ کے احکامات سے بغاوت ظاہر ہو رہی ہے۔)

ابراہیم بن یوسفؒ نے کہا ہے کہ اگر کسی نے دکھلانے کے لئے نماز پڑھی تو اس کو ثواب نہیں ملے گا بلکہ اس کے نامہ اعمال میں گناہ لکھا جائے گا اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس سے کافر ہو جاتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ اس صورت میں اس پر نہ گناہ ہے اور نہ اس کے لئے ثواب ہے اور وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے نماز نہیں پڑھی۔

ایک شخص کسی کافر کے پاس آیا اور ایک دو وقت کی نماز چھوڑ دی، نہیں پڑھی۔ اگر اس نے ایسا اس کافر کی تعظیم کی وجہ سے کیا ہے تو کافر ہو گا اور اس پر ان نمازوں کی قضا نہیں ہے بلکہ توبہ کرے اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی کرے اور اگر ایسا فسق و فجور (یا سستی، لاپرواہی) کی وجہ سے کیا ہے تو کافر نہ ہو گا اور اس کو ان نمازوں کی قضا کرنی ہو گی۔ ایک شخص نے دار الاسلام میں اسلام قبول کیا ایک ماہ کے بعد اس سے پنج وقتہ نماز کے متعلق سوال کیا گیا اس نے جواب میں کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ مجھ پر فرض ہے تو اس سے وہ کافر ہو جائے گا۔ (کیونکہ اسلام قبول کرنے کی صورت میں تمام ضروریاتِ دین پر ایمان لانا بھی فرض ہوتا ہے۔) ہاں اگر وہ نو مسلموں میں رہتا ہے تو کافر نہ ہو گا۔ (ممکن ہے کہ اس کو دینِ اسلام کی ضروریات کا ابھی علم نہ ہوا ہو۔)

اگر کوئی موذن سے اذان دیتے وقت کہے کہ تو نے جھوٹ کہا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ موذن نے اذان دی۔ ایک شخص نے اذان سن کر یہ اور انکار کیا کہ یہ شور و غل ہے تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا۔ اگر کوئی اذان سن کر یہ کہے کہ یہ گھنٹے کی آواز ہے تو وہ کافر ہے۔ ایک شخص سے کہا گیا کہ تم زکوٰۃ ادا کرو اس نے یہ سن کر کہا کہ میں ادا نہیں کرتا تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا۔ بعض حضرات علماء نے کہا کہ مطلقاً اس جواب سے کافر ہو جائے گا اور بعض کہتے ہیں کہ احوال ظاہرہ میں اس جواب سے کافر ہو گا لیکن احوال باطنہ میں اس جواب سے کافر نہ ہو گا اور مناسب یہ ہے کہ یہاں بھی نماز کی طرح چار احتمال ہونے چاہئیں اور تین صورتوں میں کافر نہ ہو گا اور ایک صورت میں ہو جائے گا۔ اگر کوئی کہے کہ کاش رمضان فرض نہ ہوتا تو اس سلسلے میں علماء کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ کہنے والے کی نیت پر موقوف ہو گا۔ اگر اس نیت سے یہ کہا کہ رمضان کے حقوق اس سے ادا نہیں ہو سکتے تو کافر نہ ہو گا۔ اگر کوئی رمضان آتے وقت یہ کہے کہ بھاری مہینہ یا بھاری مہمان آیا تو کافر ہو گا۔ جب رجب کا مہینہ آیا اور کسی نے کہا کہ اس کے بعد خرابی میں مبتلا ہوں گے تو اگر اس نے یہ محترم مہینوں کے لئے حقارت کے طور پر کہا ہے تو کافر ہو گا اور اگر اپنے نفس پر گرانی کو ظاہر کرنے کے لئے کہا ہے تو کافر نہ ہو گا اور اس سے پہلے مسئلہ میں بھی جواب اسی تفصیل کے ساتھ ہونا چاہئے۔

ایک شخص نے کہا کہ "رمضان کا روزہ جلد گزر جائے" تو بعض کہتے ہیں کہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا اور بعض کہتے ہیں کہ کافر نہیں ہو گا۔ اور اگر کوئی کہے کہ "اتنے روزے کب تک؟ میرا تو اس سے دل اکتا گیا" تو اس کا یہ کہنا کفر ہے اور اسی طرح کوئی کہے کہ "اللہ تعالیٰ نے ان طاعات کو ہمارے لئے عذاب بنا دیا ہے" اس جملہ کی اگر تاویل کی تو کافر نہ ہو گا اسی طرح یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ اگر ان طاعات کو فرض نہ کرتا تو ہمارے لئے بہتر ہوتا۔ "اگر اس جملہ کی کوئی تاویل کر لے تو کافر نہ ہو گا۔

کوئی کہے کہ "نماز میرے لائق نہیں ہے" یا "حلال میرے مناسب نہیں ہے" یا

یہ کہاکہ "کس لئے نماز پڑھوں۔ بیوی بچے تو میں رکھتا ہی نہیں" یا اس طرح کہاکہ "نماز کو میں نے طاق پر رکھ دیا" تو ان تمام صورتوں میں کافر ہو جائے گا۔

بعض مرتبہ رمضان المبارک کے مہینہ میں روزے کے دوران کسی ہوٹل پر یا کسی جگہ کھانے پینے کی حالت میں پولیس کا چھاپا پڑ جائے تو مسلمان روزہ خور پکڑے جاتے ہیں۔ (ان میں سے بعض) سزا کے خوف سے پولیس کے سامنے یہ اقرار کر لیتے ہیں کہ ہم مسلمان نہیں بلکہ ہندو یا عیسائی ہیں۔ روزہ خور کا یہ زبانی اقرار سن کر پولیس انہیں چھوڑ دیتی ہے۔

اس کے علاوہ ایک شخص کی بینک میں کافی رقم جمع ہے۔ جب حکومت کی طرف سے بینک اس رقم میں سے زکوۃ کی رقم منہا کرنا چاہتا ہے تو وہ شخص مسلمان ہوتے ہوئے محض زکوۃ کی رقم منہا ہونے سے بچانے کے لئے بینک کو تحریری طور پر یہ اقرار نامہ دے دیتا ہے کہ میں شیعہ ہوں یا غیر مسلم ہوں۔

اسی طرح اگر کوئی مسلمان تحریری یا زبانی طور پر اپنے غیر مسلم ہونے کا اقرار کرے تو وہ دین سے خارج ہو جاتا ہے، مسلمان نہیں رہتا۔ ایسے لوگوں کو توبہ کرنی چاہئے اور اپنے ایمان و نکاح کی تجدید کرنی چاہئے۔

روزہ چھوڑنے کے دوسرے عذر بھی ہو سکتے ہیں۔ کسی کو جھوٹ بولنا ہی ہو (اگرچہ یہ بھی گناہ ہے) تو اسے کوئی اور عذر پیش کرنا چاہئے۔ یا اگر زکوۃ کی رقم بینک کو نہیں دینا چاہتا ہو کہ وہاں زکوۃ کا نظام صحیح نہیں ہے تو اسے چاہئے کہ زکوۃ کٹوتی کے وقت سے پہلے اپنی رقم نکلوالے اور (اگر صاحب نصاب ہے تو) زکوۃ ادا کر کے رقم بعد میں پھر بینک میں جب وقت گزر جائے، جمع کرادے۔ اپنے آپ کو غیر مسلم ثابت کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

وہ موجبات کفر جن کا تعلق علم اور علماء سے ہے

اگر کوئی بغیر کسی ظاہر سبب کے کسی عالمِ دین سے بغض رکھے تو اس کے کافر ہو جانے کا خوف ہے۔ ایک شخص نے باہم صلح کروانے والے کے متعلق کہا کہ "اس کا دیکھنا میرے لئے ایسا ہے جیسے خنزیر (سور) کا دیکھنا" تو اسکے کافر ہو جانے کا خوف ہے۔ اور اس پر بھی کفر کا خوف ہے جو کسی عالم یا فقیہ کو بغیر سبب کے برا کہے اور وہ کافر ہو جاتا ہے جو کسی کو اس طرح کہے کہ "تیرے علم کے مقعد میں گدھے کا ذکر" اور اس علم سے اس کی مراد علمِ دین ہو تو یہ کفر ہے۔

ایک جاہل نے علم سیکھنے والے کو اس طرح کہا کہ "یہ جو کچھ سیکھتے ہیں وہ سب کہانیاں اور داستانیں ہیں یا یہ کہا کہ یہ سب فریب ہے۔

ایک شخص اونچی جگہ پر بیٹھ جائے اور پھر لوگ اس سے بطور مذاق اور استہزاء مسائل پوچھنے لگیں اور اس کے بعد اس کو تکیوں سے مارنے لگیں اور سب ہنسنے لگیں تو وہ سب اس فعل کی وجہ سے کافر ہو جاتے ہیں۔ (کیونکہ اس سے علم دین کی توہین ظاہر ہوتی ہے جو کھلا ہوا کفر ہے۔)

اسی طرح اگر کوئی علم کی مجلس سے واپس آرہا تھا اس کو کسی نے کہا کہ تو مت خانہ سے آرہا ہے تو وہ اس کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے یا اسی طرح یہ کہا کہ مجھے علم کی مجلس سے کیا کام۔ یا یہ کہا کہ کون شخص ان چیزوں کے ادا کرنے پر قدرت رکھتا ہے جو علماء کہتے ہیں تو وہ کافر ہو گا۔ (کیونکہ اس سے بھی علم دین کی توہین ظاہر ہوتی ہے۔)

اگر کوئی کہے کہ علم کو کاسہ اور کیسہ میں نہیں رکھ سکتے یعنی یہ علم نہ کھانے کے پیالا میں رکھنے کے لائق ہے اور نہ روپے کی تھیلی میں اور ضرورت انہی دونوں کی ہے یا یہ کہا کہ علم کیا کروں گا مجھے جیب میں چاندی چاہیئے تو اس کہنے سے کافر ہو جائے گا۔ اگر کوئی

کہے کہ مجھے بال بچوں کی اتنی مصروفیت ہے کہ علم کی مجلس میں نہیں پہنچ سکتا اور اس نے اس سے علم کی اہانت کا ارادہ کیا تو اس جملہ سے بھی کفر کا خطرہ ہے۔

کوئی عالم فقیہ، علم کا تذکرہ کر رہا تھا یا کوئی صحیح حدیث بیان کر رہا تھا کسی نے اسے سن کر کہا کہ یہ کچھ نہیں ہے اور اسے رد کر دیا یا کہا کہ یہ بات کیا کام آوے گی روپیہ چاہئے کہ آج اسی کو عظمت حاصل ہے علم کیا کام آتا ہے تو یہ کفر ہے۔

اگر کسی نے کہا کہ "دانشمندی سے بہتر فساد برپا کرنا ہے" تو یہ کفر ہے۔ کوئی عورت جس کا شوہر عالم ہو اگر یوں کہے کہ عالم شوہر کے اوپر لعنت ہو تو وہ کافرہ ہو جائے گی۔ کسی نے کہا کہ عالموں کا فعل وہی ہے جیسے کافروں کا تو وہ اس کہنے سے اس وقت کافر ہو جائے گا جب تمام افعال میں برابری ظاہر کرے کہ اس طرح حق و باطل میں اس نے برابری کو ظاہر کیا۔

ایک شخص کا کسی فقیہ سے کسی بات میں جھگڑا ہو گیا۔ اس فقیہ نے اس کی کوئی شرعی وجہ بیان کی۔ اسے سن کر جھگڑنے والے نے کہا "یہ عالمانہ پن نہ کر، یہاں کچھ نہیں چل سکتی" تو ایسے شخص پر کفر کا خوف ہے۔

ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ ایک فقیہ عالم نے اپنی کتاب ایک دکاندار کی دکان میں رکھ دی اور کسی کام سے چلا گیا پھر جب وہ دکان سے گزرا تو دکاندار نے اس کو مخاطب کر کے کہا کہ تم بسولہ بھول گئے۔ فقیہ نے کہا تیری دکان میں میری کتاب ہے بسولہ نہیں۔ دکاندار نے کہا کہ بڑھئی بسولہ سے لکڑے کاٹتا ہے اور تم کتاب سے لوگوں کی گردن کاٹتے ہو۔" فقیہ نے شیخ امام ابوبکرؒ محمد بن فضل سے اس واقعہ کا شکوہ کیا۔ انہوں نے اس شخص کے قتل کا حکم کیا۔ (مظاہر حق جدید ج ۳ ص ۵۷۵)

ایک شخص نے بیوی پر غصہ کیا اور کہا کہ تو اللہ کی اطاعت کر اور ساتھ ہی گناہ سے منع کیا۔ بیوی نے جواب میں کہا میں اللہ اور علم کیا جانوں، میں نے اپنے کو دوزخ میں رکھ چھوڑا ہے تو وہ اس کی وجہ سے کافرہ ہو گئی۔ ایک شخص سے کہا گیا کہ علم دین کے

طلب کرنے والے، فرشتوں کے بازوؤں پر چلتے ہیں، اس نے کہا یہ جھوٹ ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ (کیونکہ اس سے ایک تو حدیث شریف کا انکار لازم آتا ہے، دوسرے علم دین کی اہانت ظاہر ہوتی ہے۔) کسی نے کہا کہ ثرید یا پلاؤ کا پیالہ علم دین سے بہتر ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

ایک شخص نے اپنے دشمن سے کہا کہ "میرے ساتھ شریعت کی طرف چلو" اس نے کہا کہ کوئی سپاہی بلالو تو چلوں بے جبر واکراہ نہیں جاسکتا تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے شریعت کا مقابلہ کیا اور اگر اس نے یہ کہا کہ میرے ساتھ قاضی کے پاس چل اور اس نے یہی جواب دیا تو کافر نہ ہوگا اور اگر اس نے یہ کہا کہ میرے ساتھ شریعت اور حیلہ مفید نہیں ہوگا یا یہ کہا کہ "یہ پیش نہ جاویں گے" یا یہ کہا کہ "میرے لئے کھجور کا حلوہ ہے شریعت کا کیا کروں گا" یہ ساری صورتیں کفر کی ہیں اور اگر یہ کہا کہ "جس وقت تو نے چاندی لی تھی اس وقت شریعت اور قاضی کہاں تھا" تو اس کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ ان تمام صورتوں میں اس نے شریعت اور اسلامی جج جو شرعی فیصلہ کرتے ہیں، ان کا مذاق اڑایا ہے اور مقابلہ کیا ہے۔ علماء متاخرین میں سے بعض نے کہا کہ اگر اس نے قاضی سے شہر کے قاضی کو مراد لیا ہے تو کافر نہ ہوگا۔

کسی شخص سے کہا گیا کہ "اس بارے میں شریعت کا حکم یہ ہے" اس نے جواب دیا کہ "میں رسم پر عمل کرتا ہوں نہ کہ شریعت پر" تو اس کہنے سے بعض کے نزدیک کافر ہو جائے گا۔ ایک شخص نے اپنے مخالف کے سامنے ائمۃ کا فتویٰ پیش کیا اس نے اس فتویٰ کو رد کر دیا اور کہا "یہ فتوؤں کا انبار تو کیا لے آیا ہے" بعضوں نے کہا کہ وہ کافر ہو جائے گا اس لئے کہ اس نے شریعت کا حکم رد کر دیا۔ اسی طرح اگر اس فتویٰ کے بارے میں کچھ نہ کہا مگر فتویٰ لے کر زمین پر ڈال دیا اور کہا "یہ کیا شریعت ہے" تو بھی کافر ہو جائے گا۔

ایک شخص نے ایک عالم سے اپنی بیوی کے متعلق طلاق کا مسئلہ دریافت کیا۔ اس نے جواب دیا کہ تمہاری بیوی پر طلاق واقع ہو گئی پوچھنے والے نے کہا "میں طلاق ملاق کو کیا جانوں ماں بچے گھر میں ہونے چاہئیں" تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا۔ دو شخصوں میں جھگڑا ہوا اس میں سے ایک دوسرے کے پاس علماء کا فتویٰ لے کر آیا اس نے کہا "ایسا نہیں جیسا کہ فتویٰ دیا" یا یہ کہا کہ میں اس پر عمل نہیں کرتا تو اس کو تعزیر (سزا) دی جائے گی۔

وہ موجباتِ کفر جن کا تعلق حلال و حرام اور فاسق و فاجر و غیرہ کے کلام سے ہے

جو کوئی حلال کے حرام ہونے کا یا حرام کے حلال ہونے کا اعتقاد رکھے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ لیکن اگر کوئی حرام کو حلال اس لئے بتائے کہ یہ سامان رائج ہو جائے یا ایسا جہالت کی وجہ سے کیا تو کافر نہ ہو گا لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ وہ حرام حرام بعینہٖ ہو۔ اور وہ اس کے حلال ہونے کا عقیدہ رکھے تب کافر ہو گا اور اگر حرام حرام لغیرہٖ ہو اور اس کو حلال بتائے تو کافر نہ ہو گا اور اس حرام بعینہٖ کو حلال سمجھنے میں کافر نہ ہو گا جب اس کی بعینہٖ حرام کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو لیکن اگر حرام لعینہ کی حرمت خبر احاد سے ثابت ہو گی تو اس کے حلال کا عقیدہ رکھنے میں کافر نہ ہو گا۔

ایک شخص سے کہا گیا کہ ایک حلال تم کو زیادہ پسند ہے یا دو حرام۔ اس نے کہا دونوں میں سے جو جلد پہنچ جائے تو اس کے بارے میں کفر کا خوف ہے۔ اسی طرح اس وقت بھی خوفِ کفر ہے جب کہے کہ ہمیں مال چاہئے خواہ حلال ہو خواہ حرام۔ اور اگر یہ کہا کہ جب تک میں حرام پاؤں گا حلال کے پاس نہیں پھٹکوں گا تو اس کہنے سے کافر نہ ہو گا۔

اگر کوئی شخص حرام مالِ کسی فقیر کو ثواب کی نیت سے دے اور ثواب کی امید رکھے تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور اگر فقیر کو یہ معلوم تھا کہ یہ مال حرام ہے اور اس کے باوجود اس نے وہ مال لے لیا اور دینے والے کو دعا دی اور اس دینے والے نے آمین کہی تو وہ کافر ہو گا۔ ایک شخص سے کہا گیا کہ "حلال مال کھاؤ" اس نے کہا کہ "مجھے تو حرام مال بہت پیارا ہے" تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور اگر اس کے جواب میں یہ کہا کہ "اس دنیا میں کسی ایک حلال کھانے والے کو لاؤ تا کہ میں اسے سجدہ کروں" تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا۔ کسی نے ایک شخص سے کہا کہ "حلال کھایا کرو" جواب میں اس نے کہا کہ "مجھے تو حرام چاہئے" تو وہ کافر ہو گیا۔ (ان تمام صورتوں میں کیونکہ اس نے احکام شریعت کے

خلاف بغاوت کی ہے اس لئے کافر ہو جاتا ہے۔)

کسی فاسق کے لڑکے نے شراب پی۔ پھر اس کے عزیز واقارب آکر اس پر روپے نچھاور کرنے لگے تو وہ سب کافر ہو گئے۔ اور اگر نچھاور نہیں کیا بلکہ کہا کہ "تمہیں مبارک ہو" تو بھی کافر ہو جائیں گے۔ اگر کسی نے کہا کہ شراب کی حرمت قرآن سے ثابت نہیں ہوتی تو وہ کافر ہو جائے گا۔ (یہ تمام صورتیں بھی شریعت کے خلاف استہزاء وبغاوت کا اظہار ہیں جو کھلا ہوا کفر ہے۔)

کسی نے شراب پینے والے سے کہا کہ قرآن سے شراب کی حرمت ثابت ہے پھر تم شراب کیوں پیتے ہو توبہ کیوں نہیں کرتے؟ تو اس کے جواب میں شرابی نے کہا کہ "از شیر مادر شکیبد" یعنی کیا ماں کے دودھ سے صبر ہو سکتا ہے؟ تو وہ اس کہنے سے کافر نہیں ہو گا۔ اس وجہ سے کہ یا تو یہ استفہام ہے یا شراب اور دودھ میں شغف کے اندر برابری ظاہر کرنا ہے۔ (کیونکہ اس میں احتمال ہے کہ حکم قرآنی کا انکار نہیں کر رہا۔)

اگر کوئی حالتِ حیض میں اپنی بیوی سے جماع (صحبت) کو حلال سمجھے گا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اسیطرح وہ بھی کافر سمجھا جائے گا جو اپنی بیوی سے اغلام (لواطت) کو جائز جانے اور نوادر میں امام محمدؒ سے روایت ہے کہ ان دونوں صورتوں میں کافر نہیں ہوتا اور اسی قول کو صحیح قرار دیا گیا ہے، (لیکن گناہ کبیرہ ہو گا جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہو گا۔)

ایک شخص نے شراب پی اور پھر کہا کہ "جو شخص ہمارے اس کیف میں ہمارا شریک مسرت ہے اصل مسرت اسی کی ہے اور جو شخص ہمارے اس کیف و مسرت سے ناراض ہے وہ گھاٹے میں ہے" تو وہ کافر ہو گیا۔ اسی طرح جب وہ شراب پینے میں مشغول تھا تو اس نے کہا کہ مسلمان ہونے کو آشکارا کر رہا ہوں یا مسلمان ہونا ظاہر ہو رہا ہے تو اس سے کافر ہو جائے گا۔ اگر کسی بدکار اور شرابی نے یہ کہا کہ اگر شراب کا کوئی قطرہ گر جائے گا تو جبریلؑ اپنے پیروں سے اٹھائیں گے تو اس سے وہ کافر ہو جائے گا۔ (یہ تمام صورتیں احکام باری تعالیٰ کے خلاف بغاوت کا مظہر ہیں جو کھلا ہوا کفر ہے۔)

ایک فاسق سے کسی نے کہا کہ تو ہر دن اس طرح صبح کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کو تکلیف دیتا ہے اس نے کہا خوب کرتا ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا۔ گناہوں کے متعلق کسی نے کہا کہ یہ بھی ایک مذہب ہے تو وہ اس کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔ محیط میں ایسا ہی ہے اور تجنیس ناطقی میں ہے کہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ کہنے والا کافر نہیں ہوتا (البتہ گناہ کبیرہ ہوگا۔)

ایک شخص نے کسی گناہ صغیرہ کا ارتکاب کیا اس سے کہا گیا کہ تم اللہ کے آگے توبہ کرو۔ اس نے اس کے جواب میں کہا کہ میں نے کیا کام کیا کہ توبہ کرنی چاہئے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ ہر گناہ، گناہ ہی ہوتا ہے چاہے چھوٹا ہو یا بڑا۔ ایک تو گناہ کیا اور پھر اس نافرمانی پر ڈھٹائی اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے نڈر و بے باکی کا مظاہرہ کرنا، یہ کفر ہے۔ البتہ اگر اس نے اس گناہ سے لاعلمی کی بناء پر کہا تو کفر نہیں ہے۔ اگر کوئی حرام کھانا کھاتے وقت بسم اللہ کہے تو امام مشتملی ؒ نے لکھا ہے کہ وہ کافر ہو جائے گا اور اس حرام کھانے سے فارغ ہوتے وقت الحمد للہ کہا تو بعض متاخرین کی رائے ہے کہ اس صورت میں کافر نہ ہوگا۔ (اس کی تفصیل ہے کہ اگر اس نے عادتاً بسم اللہ پڑھی یا الحمد للہ کہا تو کفر نہیں، البتہ اگر جانتے ہوئے کہ حرام کھا رہا ہوں اور پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر شروع کیا، یا یہ جانتے ہوئے کہ حرام کھایا ہے پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے الحمد للہ کہا تو کافر ہو جائے گا۔) ایک شخص نے شراب کا پیالہ اٹھایا اور بسم اللہ کہہ کر پی گیا تو وہ متفقہ طور پر کافر ہوگا۔ اسی طرح وہ بھی کافر ہو جائے گا جو زنا کرتے وقت بسم اللہ کہے۔ یا جوا کھیلتے وقت بسم اللہ کہے۔

دو شخصوں میں جھگڑا ہوا۔ ان میں سے ایک نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ، پس دوسرے نے کہا لاحول کو میں کیا کروں، یا لاحول سے بھوک تو نہیں جاتی یا کہا کہ لاحول ثرید یا پلاؤ کی پلیٹ کے اندر کام نہیں کر سکتا یا یہ کہا کہ لاحول روٹی کی جگہ فائدہ نہیں پہنچاتا تو ان تمام صورتوں میں وہ کافر ہو جائے گا۔

اسی طرح وہ بھی کافر ہو گا جو تسبیح و تہلیل کے وقت یہ جملے کہے۔ مثلاً ایک شخص نے سبحان اللہ کہا، دوسرے نے کہا کہ تو نے سبحان اللہ کی رونق ختم کردی یا کہا کہ تو نے اس کی کھال ادھیڑ دی تو کافر ہو جائے گا۔ کسی سے کہا گیا کہ تم لا اِلٰہَ اِلا اللّٰہ کہو، اس نے کہا "میں نہیں کہتا۔" بعض مشائخ کہتے ہیں کہ یہ کفر ہے۔ اور بعضوں نے یہ کہا ہے کہ اگر اس کی مراد اس سے یہ تھی کہ تیرے حکم سے میں لا اِلٰہَ اِلا اللّٰہ نہیں کہتا تو وہ کافر نہیں ہو گا۔ اور بعضوں نے کہا کہ مطلقاً کافر ہو جائے گا اور اگر جواب میں یہ کہا کہ تو نے یہ کلمہ پڑھ کر کیا بلندی حاصل کرلی کہ میں کہوں تو بھی کافر ہو جائے گا۔ ایک بادشاہ کو چھینک آئی۔ اس کی چھینک پر کسی نے کہا "یَرْحَمُکَ اللّٰہ"۔ دوسرے نے یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہنے والے سے کہا کہ بادشاہ کے لئے اس طرح مت کہو تو یہ کہنے والا کافر ہو جائے گا۔ (ان تمام صورتوں میں چونکہ اس نے ان کلمات کی توہین کی جن کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے، اس لئے یہ کھلا ہوا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے پناہ عطا فرمائے، آمین۔)

وہ موجبات کفر جن کا تعلق یومِ قیامت اور قیامت سے متعلق چیزوں سے ہے

جو کوئی قیامت یا جنت و دوزخ یا میزان و پل صراط اور نامۂ اعمال کا انکار کر دے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح کوئی مرنے کے بعد پھر جی اٹھنے کا انکار کر دے تو وہ بھی کافر ہے۔ اسی طرح وہ شخص بھی کافر ہو جاتا ہے جو جنت میں داخل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے دیدار کا انکار کر دے۔ یا مرنے کے بعد عذاب قبر (یعنی برزخ) کا انکار کرے یا انسان کے حشر و نشر کا انکار کرے۔ لیکن انسان کے علاوہ دوسری مخلوق کے حشر کا انکار کرنے والا کافر نہیں ہوتا۔ اسی طرح وہ بھی کافر نہیں ہوتا جو یہ کہے کہ عذاب اور ثواب کا تعلق صرف روح سے مخصوص ہے۔

ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ گناہ نہ کرو اس لئے کہ ایک دوسری دنیا بھی ہے (جہاں حساب و کتاب ہوگا) اس نے جواب دیا کہ اس دنیا کی کس کو خبر ہے تو کافر ہو جائے گا۔ (کیونکہ اس صورت میں اس نے قیامت کا انکار کیا ہے۔) ایک شخص کا دوسرے کے ذمہ قرض باقی تھا۔ اس نے اس کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر یہاں تم نہیں دیتے ہو تو قیامت میں تم سے وصول کرلوں گا۔ اس کے جواب میں کہا جی ہاں قیامت قائم ہوگی تب۔ تو اگر اس نے قیامت کی توہین کے ارادے سے ایسا کہا تو کافر ہو جائے گا۔

ایک شخص نے دوسرے پر ظلم و ستم ڈھایا۔ اس پر مظلوم نے کہا "آخر قیامت کا دن آنے والا ہے اس لئے ڈرو۔" اس نے جواب میں کہا "میں آخرت واخرت کچھ نہیں جانتا" تو اس سے کافر ہو جائے گا۔ ایک شخص نے اپنے قرضدار سے کہا کہ میرے

روپے دنیا میں دے دے۔ قیامت میں روپیہ نہ ہوگا۔ اس نے کہا کہ اچھا دس روپے اور دے دو، اُس دنیا میں لے لینا یا میں تمہیں وہاں دے دوں گا۔ تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا کسی نے کہا کہ مجھے حشر سے کیا کام ہے یا یہ کہا کہ میں قیامت سے نہیں ڈرتا، تو وہ کافر ہو جائے گا۔ (ان تمام صورتوں میں آخرت کا انکار اور توہین کا اظہار ہے جو کفر ہے۔)

کسی نے اپنے دشمن سے کہا کہ "میں اپنا حق تجھ سے قیامت میں وصول کر لوں گا۔" اس نے کہا "اس دن اُس بھیڑ میں مجھے کہاں پالے گا۔" مشائخ کو اس کے کفر میں اختلاف ہے۔ فقیہ ابو اللیثؒ کہتے ہیں کہ وہ اس کہنے سے کافر نہ ہوگا۔

کسی نے کہا کہ "اِس دنیا میں سب سے اچھا رہنا چاہئے، اُس دنیا (یعنی آخرت) میں جو ہوگا سو ہوگا۔" تو وہ کافر ہو جائے گا۔

کسی نے کسی سے کہا کہ میں تیرے ساتھ دوزخ میں جاؤں گا لیکن اندر نہیں آسکتا تو کافر ہو جائے گا۔ اس طرح کہنے سے چونکہ اللہ کے غضب کی توہین ہے جو کھلا ہوا کفر ہے۔

اگر کسی نے کہا کہ جب تک تم رضوان داروغۂ جنت کے لئے کچھ نہیں لے جاؤ گے تو وہ جنت کا دروازہ نہیں کھولے گا۔ تو اس کہنے سے کافر ہو جائے گا۔ کسی نے بھلائی کا حکم دینے والوں سے کہا کہ یہ کیا ہنگامہ مچا رکھا ہے، اگر یہ انکار یا رد کے طور پر کہا ہے تو اس کے کافر ہو جانے کا خوف ہے۔ کسی نے ایک شخص سے کہا کہ فلاں کے گھر جا کر بھلی بات کا حکم کرو، جواب میں کہا کہ اس نے میرے ساتھ کیا کیا ہے؟ یا مجھے اس کو اذیت دینے کی کیا وجہ ہے۔ یا کہا کہ میں الگ تھلگ ہوں اس فضول کام سے کیا واسطہ، تو یہ سب کفریہ الفاظ ہیں۔

کسی نے ایک شخص سے تعزیت کرتے ہوئے کہا "جو اس کی جان سے کم ہوا وہ تم پر زیادہ ہو تو اس سے بھی کفر کا خوف ہے۔ یا کہا کہ تم پر زیادہ کیا جائے تو یہ جہالت اور غلطی

ہے۔یا کہا کہ فلاں کی جان کم ہو کر تیری جان پر آگیا، تو یہ بھی جہالت ہے۔اور اگر یہ کہا کہ وہ مر گیا لیکن اپنی جان تیرے سپرد کر گیا تو کافر ہو جائے گا۔ایک شخص بیمار تھا وہ اچھا ہوا، دوسرے نے اس سے کہا "فلاں گدھا پھر بھیج دیا" تو یہ بھی کفر ہے۔ ایک شخص بیمار ہوا اور اس کی بیماری بہت بڑھ گئی اور اس نے طول کھینچا۔بیمار نے اکتا کر اللہ تعالیٰ کو خطاب کر کے کہا کہ "خواہ تو حالتِ اسلام پر موت دے یا حالتِ کفر پر" تو یہ بھی باعث کفر ہے۔

ایک شخص طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہوا۔وہ اس سے گھبرا کر کہنے لگا کہ یا اللہ تو نے میرا مال بھی لیا۔میری اولاد بھی لی اور ایسا ایسا کیا۔تو میرے ساتھ یہ سب کیا کر رہا ہے اور تو نے مجھ سے کیا معاملہ اٹھار کھا ہے، یا اسی طرح کے اور جملے (بکواسیات) کہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

وہ موجباتِ کفر جن کا تعلق تلقین کفر وارتداد وغیرہ سے ہے

جب کوئی کسی کو کلمۂ کفر کی تلقین کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا خواہ یہ کھیل کود اور ہنسی مذاق ہی طور پر کیوں نہ ہو۔ اسی طرح وہ بھی کافر ہو جائے گا جو کسی کی بیوی کو حکم دے کہ تو مرتد ہو جا اور اس طرح اپنے شوہر سے علیحدگی اختیار کر لے۔ امام اعظمؒ اور امام ابو یوسفؒ سے یہی روایت ہے۔ ایک شخص نے کسی کو حکم دیا کہ تو کافر ہو جا، تو حکم دینے والا کافر ہو جائے گا خواہ جس کو حکم دیا گیا ہے وہ کافر ہو یا نہ ہو۔ امام ابو اللیثؒ فرماتے ہیں کہ جس وقت کوئی شخص کسی کو کلمۂ کفر کی تعلیم دے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی مرد یا عورت کو مرتد ہونے کا حکم دے گا تو بھی وہ کافر ہو گا۔

امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو مجبور کیا گیا کہ وہ کلمۂ کفر زبان سے نکالے ورنہ اس کے ساتھ ایسا ایسا کرے گا یعنی جان یا کسی عضو کے تلف کرنے کی دھمکی دی گئی۔ اس نے اس خوف سے کلمۂ کفر زبان سے کہہ دیا تو اس کی چند صورتیں ہوں گی۔

۱۔ اگر اس نے کلمۂ کفر اس طرح زبان سے ادا کیا کہ اس کا دل ایمان پر بالکل مطمئن ہے۔ دل میں کفر کا کھٹکا تک بھی نہیں گزرا صرف زبان سے کلمۂ کفر ادا ہوا ہے تو اس صورت میں نہ قضاءً اس کی تکفیر کی جائے گی اور نہ وہ عند اللہ کافر ہو گا۔

۲۔ اور اگر کلمۂ کفر زبان سے کہنے والا کہے کہ میں نے تو یہ سوچا تھا کہ اپنے بارے میں زمانۂ ماضی میں کفر کی جھوٹی خبر دے کر چھٹکارا حاصل کر لوں میں نے مستقل کفر کا ارادہ نہیں کیا تھا (یعنی عارضی طور پر کفر اختیار کیا تھا) تو اس صورت میں قضاءً یعنی قانوناً اس کے کفر کا فیصلہ دیا جائے گا اور قاضی اس میں اور اس کی بیوی میں تفریق کر دے گا۔

۳۔ اور اگر وہ یہ کہے کہ کلمۂ کفر کہتے وقت میرے دل میں یہ بات گزری کہ گزرے

ہوئے زمانہ میں کفر کی جھوٹی خبر دے دوں لیکن زمانہ ماضی میں جھوٹے کفر کا میں نے ارادہ نہیں کیا بلکہ ایام مستقبل میں ارادہ کیا تو اس صورت میں اللہ کے نزدیک بھی کافر ہو جائے گا اور دنیا کے حکم میں بھی۔

ایک شخص کو مجبور کیا گیا کہ وہ صلیب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے چنانچہ اس نے پڑھی تو اس کی تین صورتیں ہوں گی۔

۱۔ اگر وہ یہ کہتا ہے کہ زبردستی کی وجہ سے صلیب کی طرف نماز پڑھ لی ہے لیکن دل میں کوئی وہم اس کی عقیدت کا نہیں گزرا ہے تو وہ کافر نہیں ہو گا۔

۲۔ اگر وہ یہ کہتا ہے کہ میرے دل میں یہ بات گزری کہ اللہ تعالیٰ کے لئے نماز پڑھ رہا ہوں نہ کہ صلیب کے لئے تو اس صورت میں بھی وہ کافر نہیں ہو گا۔

۳۔ اگر وہ یہ کہتا ہے کہ میرے دل میں یہ بات گزری کہ میں اللہ کے لئے نماز پڑھوں لیکن میں نے اس کو چھوڑ دیا اور صلیب کیلئے نماز پڑھی تو اس صورت میں وہ قضاءً بھی کافر ہو گا اور فی مابینہ و بین اللّٰہ بھی۔

ایک مسلمان سے کہا گیا کہ تم بادشاہ کو سجدہ کرو ورنہ ہم تمہیں قتل کر ڈالیں گے تو افضل یہ ہے کہ سجدہ نہ کرے۔ (لیکن اگر جان کے خطرہ کی وجہ سے سجدہ کر لے اور سجدہ کی نیت نہ ہو بلکہ دل میں کراہیت ہو تو کافر نہ ہو گا۔) ایک شخص نے کلمۂ کفر زبان سے جان بوجھ کر نکالا لیکن کفر کا اعتقاد پیدا نہیں ہوا تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ کافر نہیں ہو گا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ کافر ہو جائے گا اور یہی صحیح ہے۔ ایک شخص نے کلمۂ کفر زبان سے ادا کیا لیکن اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ کفر کا کلمہ ہے مگر اس نے یہ اختیار سے کہا ہے تو تمام علماء کے نزدیک وہ کافر ہو جائے گا اور جہالت عذر شمار نہ ہو گی اور بعض لوگوں نے کہا کہ کافر نہیں ہو گا۔

مذاق کرنے والا یا ٹھٹھا مخول کرنے والا جب کلمۂ کفر استخفاف کے طور پر یا لذت آفرینی کے طور پر بکے گا تو وہ تمام کے نزدیک کافر قرار دیا جائے گا اگرچہ اس کا اعتقاد اس

کے خلاف ہو۔

ایک شخص کی زبان سے کلمۂ کفر غلطی سے جاری ہو گی اس طرح کہ وہ دوسرا کلمہ بولنا چاہتا تھا لیکن آگیا کفر کا کلمہ تو وہ کافر نہیں ہو گا۔ مجوسیوں کی ٹوپی سر پر رکھنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے البتہ گرمی یا سردی سے بچنے کے لئے ایسا کرے تو کافر نہ ہو گا۔ (یعنی یہ جانتے ہوئے کہ یہ مجوسیوں کی علامت ہے، پھر مجوسیوں کی علامت کے طور پر پہنا تو کافر ہو جائے گا اور اگر سردی گرمی یا مسلمانوں کے لئے جاسوسی کے طور پر پہنا تو کافر نہیں ہو گا۔)

کسی نے کہا کہ تو جو کچھ کر رہا ہے اس سے بہتر کافر کرنے والا ہے۔ اگر اس سے اس کی نیت کفر کا اچھا جاننا ہے تو وہ کافر ہو جائے گا اور بعض علماء جیسے فقیہ ابو اللیثؒ کہتے ہیں کہ صرف اس جملہ سے آدمی کافر ہو جاتا ہے خواہ اس کی نیت کچھ بھی ہو۔

مجوس نوروز کے دن جو کچھ کرتے ہیں اگر کوئی مسلمان اس کی موافقت میں ان کے ساتھ نکلے گا تو کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر اس نوروز کے دن ایسی چیز خریدے گا جو کبھی نہ خریدتا تھا اور یہ خریدنا نوروز کی تعظیم کے لئے ہو تو کافر ہو جائے گا۔ کھانے پینے اور ضروریات زندگی کی چیز خریدنے سے کافر نہیں ہو گا۔ اس دن اگر کوئی مسلمان مشرکوں کو اس دن کی تعظیم کے اظہار کے لئے کوئی تحفہ بھیجے خواہ وہ معمولی ہی کیوں نہ ہو تو وہ کافر ہو جائے گا۔ ہاں اگر ان کے بچوں کی رسم مونڈن میں دعوت قبول کرے تو اس سے کافر نہ ہو گا۔

کفار کی باتوں اور معاملہ کو اچھا جاننے والا کافر ہو جاتا ہے مثلاً یہ کہے کہ کھانے کے وقت مجوس کا یہ مذہب بہتر ہے کہ اس وقت گفتگو نہ کی جائے یا مجوس کے یہاں یہ اچھا ہے کہ حالتِ حیض میں بیوی کو ساتھ لیٹنے بھی نہ دیا جائے، اس طرح کہنے سے کافر ہو جائے گا۔ کسی نے کسی شخص کی عزت و جاہ کی وجہ سے اس کے جوڑے پہننے کے وقت جانور ذبح کیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور یہ ذبیحہ مردار ہے، اس کا کھانا جائز نہیں۔ اسی طرح

غیر اللہ کی عظمت کے اظہار کے لئے گائے، اونٹ یا کسی جانور کا ذبح کرنا یا غازیوں اور حاجیوں کی واپسی پر اس کی عظمت کے اظہار کے لئے ایسا کرنا باعث کفر ہے۔ (البتہ نمازیوں اور حاجیوں کی واپسی پر، خوشی کے اظہار کے لئے کوئی دعوت کرے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔)

جو جانور کسی دیوی دیوتا یا بزرگ کے نام پر چھوڑا گیا اور نامزد کر کے اس کو شہرت دے دی گئی جیسے جاہل اور بد عقیدہ لوگ کوئی جانور مثلاً بکرا چھوڑ دیتے ہیں اور کہتے پھرتے ہیں کہ یہ بکرا شیخ سدّو کے نام پر ہے یا یہ گائے احمد کبیر کی ہے یا یہ مرغا مدار صاحب کا ہے وغیرہ وغیرہ یا کسی غیر اللہ کے نام کی عظمت اور تقریب کے لئے ایسا کیا گیا تو یہ سب کفر کی باتیں ہیں۔ اسی طرح بزرگوں کی قبر پر یا دریا کے کنارے جانور ذبح کرنا (جو کہ ہندوؤں کی ایک مشرکانہ رسم ہے) یا کسی دیوی دیوتا کو بھوگ دینا، یہ سب کام ایسے ہیں کہ ان کی وجہ سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اور ایسا ذبیحہ مردود کے حکم میں ہے اس کا کھانا درست نہیں۔ اس سے کوئی فرق نہیں ہوتا کہ ان مواقع پر جانور ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو دونوں صورتوں میں وہ حرام ہے کیونکہ جب غیر اللہ کے نام پر نامزد ہو چکا ہے تو بسم اللہ پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ایسا ہی الاشباہ و النظائر، تنویر الابصار، در مختار، منح الغفار، فتاویٰ عالمگیری اور مطالب المومنین وغیرہ کتابوں میں مذکور ہے۔

ان میں سے بعض کتابوں میں یہ بھی صراحت ہے کہ ایسے غیر اللہ کے نام پر چھوڑے ہوئے جانوروں کا ذبح کرنے والا کافر ہے اور یہ ذبیحہ حرام ہے۔ علماء میں ابو حفص کبیرؒ، ابو علی دقاقؒ، عبداللہ کاتبؒ، عبدالواحدؒ اور ابوالحسن نوریؒ وغیرہ مشہور علماء نے یہی لکھا ہے اور اسی کو صحیح کہا ہے اور تفسیر نیشاپوری میں ہے کہ تمام علماء کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ جو مسلمان کسی جانور کو اللہ کے سوا کسی اور کے تقرب و تعظیم کے لئے ذبح کرے وہ مرتد ہے اور اس کے ذبح کئے جانور کا وہی حکم ہے جو ایک مرتد

کے ذبح کئے ہوئے جانور کا ہے اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ وہ شخص ملعون ہے جو غیر اللہ کے تقرب و تعظیم کے لئے جانور ذبح کرے جیسا کہ حدیث کی مشہور کتاب مشکوٰۃ شریف میں ہے اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تفسیر عزیزی میں آیت وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ جانور جو غیر اللہ کے نام کے ساتھ شہرت دیا گیا ہے وہ خنزیر سے بدتر ہے اور مردار ہے۔ جن حضرات کو تفصیل مطلوب ہو ان کو چاہئے کہ وہ تفسیر عزیزی کا مطالعہ کریں، انشاء اللہ اس کے مطالعہ سے یہ مسئلہ منقح ہو کر ان کے ذہن نشین ہو جائے گا۔

ایک عورت نے اپنی کمر پر رسی باندھ کر کہا کہ یہ زنار (جینئو) ہے تو وہ کافرہ ہو گی۔ (کیونکہ یہ علامت مجوسیوں کی ہے اور اس نے اپنے اختیار سے مجوسیوں کی علامت کو اختیار کیا ہے، جو کفر ہے۔) ایک شخص نے اس طرح کہا کہ خیانت کرنے سے بہتر کافری ہے تو اکثر علماء کہتے ہیں کہ وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا اور اسی پر ابوالقاسم صغار کا فتویٰ ہے۔

ایک شخص نے کسی عورت کو مارا۔ اس عورت نے کہا کہ تو مسلمان نہیں ہے۔ مرد نے یہ سن کر کہا کہ ہاں میں مسلمان نہیں ہوں تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا۔ ایک شخص سے کہا گیا کہ کیا تو مسلمان نہیں ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ تو یہ بھی کفر ہے۔

ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تمہارے اندر دینی حمیت اور اسلامی غیرت نہیں کہ تم اسے پسند کرتے ہو کہ میں اجنبی مردوں کے ساتھ خلوت کروں؟ خاوند نے جواب میں کہا ہاں مجھ میں دینی حمیت اور اسلامی غیرت نہیں ہے تو وہ اس سے کافر ہو جائے گا۔ (اس لئے کہ اس نے اسلامی احکامات کا مذاق اڑایا ہے جو سراسر کفر ہے۔)

ایک مرد نے اپنی بیوی کو اس طرح مخاطب کیا "اے یہودیہ، اے مجوسیہ، اے کافرہ" عورت نے یہ سن کر کہا کہ میں ایسی ہی ہوں یا کہا ایسی ہوں تو مجھے طلاق دے دو یا یہ کہا کہ اگر ایسی نہ ہوتی تو تمہارے ساتھ کیسی رہتی یا نہ رہتی یا یہ کہا کہ اگر ایسی نہ ہوتی

تو تمہارے ساتھ صحبت نہ کرتی یا تم مجھے نہ رکھتے تو اس کہنے سے وہ عورت کافرہ ہو جائے گی (کیونکہ اس انداز سے اس عورت نے یہودیہ، مجوسیہ یا کافرہ ہونے کا اظہار کیا ہے۔) البتہ اگر اس کے جواب میں یہ کہا کہ اگر میں ایسی ہوں تو تم مجھے نہ رکھو تو اس سے کافرہ نہ ہو گی (کیونکہ اس انداز سے اس عورت نے شوہر کی بکواسیات کا انکار کیا ہے۔) اگر کسی بیوی نے اپنے شوہر کو یوں مخاطب کیا "اے کافر، اے یہودی، اے مجوسی" پس شوہر نے اس کے جواب میں کہا میں ایسا ہی ہوں یا کہا کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو تم کو نہ رکھتا تو وہ اسی کی وجہ سے کافر ہو گیا اور اگر کہا کہ میں ایسا ہوں تو تم میرے ساتھ نہ رہو تو اس صورت میں وہ کافر نہ ہو گا۔ (اس میں بھی وہی تفصیل ہے جو اوپر عورت سے متعلق نقل کیا گیا ہے۔)

اگر کسی اجنبی سے کہا "اے کافر" یا "اے یہودی" اس نے کہا کہ میں ایسا ہی ہوں۔ میرے ساتھ تم مت رہو یا کہا اگر ایسا نہ ہوتا تو تمہارے ساتھ نہ رہتا یا اسی طرح کا کوئی جملہ کہا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ (اور اگر یوں کہا کہ اگر میں ایسا ہوں تو تم مجھ سے ہٹ جاؤ یا میرے ساتھ نہ رہو تو کافر نہ ہو گا۔) ایک شخص نے ایک کام کا ارادہ کیا اس کی بیوی نے اس سے کہا کہ اگر تم یہ کام کرو گے تو کافر ہو جاؤ گے۔ اس شوہر نے وہ کام کیا اور عورت کی بات پر توجہ نہ دی تو وہ شوہر کافر نہ ہو گا۔ اپنی بیوی کو کسی نے مخاطب کر کے کہا "اے کافرہ" بیوی نے کہا میں نہیں تم ہو۔ یا کسی عورت نے اپنے شوہر سے کہا "اے کافر" شوہر نے کہا کہ میں نہیں بلکہ تم کافرہ ہو تو اس سے میاں بیوی میں جدائی واقع نہیں ہو گی۔ یعنی اس صورت میں دونوں کافر نہ ہوں گے۔ (البتہ اس طرح سے مخاطب کرنا بہت برا ہے۔) اگر کسی اجنبی مسلمان سے کہا "اے کافر" یا اجنبی عورت کو کہا "اے کافرہ" اور مخاطب مرد و عورت نے جواب میں کچھ نہیں کہا یا کسی شوہر نے اپنی بیوی کو کہا "اے کافرہ" اور عورت نے کچھ جواب نہ دیا یا بیوی نے اپنے شوہر کو کافر کے ساتھ خطاب کیا اور شوہر نے کچھ جواب نہ دیا۔ تو اس صورت میں ابوبکر اعمش بلخیؒ کا

قول ہے کہ کہنے والا کافر ہے اور بقیہ دوسرے علماء بلخ کہتے ہیں کہ وہ کافر نہیں ہوتا اور صحیح جواب یہ ہے کہ اگر کہنے والے کا ارادہ صرف برا بھلا کہنا مقصد ہے تو وہ کافر نہیں ہوتا اور اگر وہ اعتقاد بھی یہ ہی رکھتا ہے کہ یہ مسلمان کافر ہے اور پھر اس کو کافر سے خطاب کرتا ہے تو البتہ وہ اس کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔

اگر کوئی عورت اپنے بچے کو "کافر بچہ" کے ساتھ خطاب کرے تو یہ باعث کفر نہیں ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ کفر ہے اسی طرح کوئی مرد اپنے بچہ کو ان الفاظ سے خطاب کرے تو وہ بھی کافر نہیں ہے۔ اگر کسی نے کسی سے کہا کہ تو نے مجھے اتنا ستایا کہ میرا جی چاہا کہ کافر ہو جاؤں تو وہ کافر ہو جائے گا۔ کسی نے کہا کہ یہ زمانہ مسلمان رہنے کا نہیں ہے بلکہ یہ زمانہ کافری کا ہے۔ بعضوں نے کہا اس سے کافر ہو جائے گا اور صاحبِ محیط نے لکھا ہے کہ میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ وہ کافر نہ ہو گا۔

ایک مجوسی اور ایک مسلمان ایک جگہ ساتھ ساتھ تھے۔ ایک شخص نے مجوسی کو پکارا کہ "اے مجوسی" اب اگر مسلمان نے یہ سمجھ کر جواب دیا کہ مجھے پکار رہا ہے تو وہ کافر نہیں ہو گا۔ بشرطیکہ وہ دونوں اس پکارنے والے کے کسی ایک کام میں مشغول تھے اور اگر دونوں کسی ایک کام میں مشغول نہ تھے بلکہ الگ الگ کاموں میں مشغول تھے تو اس پر کفر کا خوف ہے۔ اگر کوئی مسلمان کہے کہ میں ملحد ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا اور اگر وہ کہے کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ اس جملہ سے آدمی کافر ہو جاتا ہے تو اسے اس کی وجہ سے معذور قرار نہیں دیا جائے گا۔ ایک شخص نے ایک جملہ زبان سے نکالا جسے لوگوں نے کفریہ کلمہ سمجھا حالانکہ در حقیقت وہ کلمۂ کفر نہ تھا مگر اس سے ان لوگوں نے کہا کہ تو کافر ہو گیا اور تیرے اور تیری بیوی کے درمیان جدائی واقع ہو گی۔ اس کے جواب میں اس نے کہا "کافر شدہ گیر، وزن طلاق شدہ گیر" یعنی میں کافر ہو گیا اور بیوی کو طلاق ہو گئی یعنی خبر دینے لگا کہ واقعی میں کافر ہو گیا اور میری بیوی کو طلاق ہو گئی، ایسی صورت میں وہ کافر ہو جائے گا اور اس کی بیوی اور اس کے درمیان جدائی واقع ہو جائے گی۔ (لہٰذا

تجدید ایمان کرنا ہوگی اور نکاح بھی دوبارہ کرنا ہوگا)۔

ایک شخص نے کہا کہ میں فرعون ہوں یا کہا کہ میں ابلیس ہوں تو اس سے وہ کافر ہو جائے گا۔ ایک شخص نے ایک بدکار کو نصیحت کی اور توبہ کی ترغیب دی اس نے جواب میں کہا "از پس ایں ہمہ کلاہ مغاں بر سر نہم" تو وہ اس سے کافر ہو جائے گا۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ "تمہارے ساتھ رہنے سے کافر ہونا بہتر ہے" تو وہ کافرہ ہو جائے گی۔ ایک عورت نے کہا کہ اگر میں ایسا کام کروں تو کافرہ ہوں۔ ابوبکر محمد بن الفضلؒ کہتے ہیں کہ اس کہنے سے وہ عورت کافرہ ہو گئی اور اس کا نکاح ٹوٹ گیا اور قاضی علی السعدیؒ کا کہنا ہے کہ یہ جملہ تعلیق و یمین ہے کفر نہیں ہے۔ (احقر کے نزدیک دوسرا قول صحیح معلوم ہوتا ہے، واللہ اعلم بالصواب) ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ تم اس کے بعد مجھ پر ظلم کرو گے یا یہ کہا کہ اگر تم میرے لئے ایسی چیز نہ خریدو گے تو میں کافر ہو جاؤں گی تو وہ فوراً یہ کہتے ہی کافرہ ہو گئی۔

ایک شخص نے کسی مسلمان سے کہا کہ "اللہ تعالیٰ تم سے تمہارا ایمان چھین لے" اس نے اس کے جواب میں آمین کہا تو وہ دونوں کافر ہو جائیں گے۔ کسی شخص نے کسی کو تکلیف دی۔ اس نے کہا کہ مجھے مت ستاؤ میں مسلمان ہوں۔ ستانے والے نے جواب دیا۔ "چاہے مسلمان رہو چاہے کافر" تو وہ ایذا دینے والا کافر ہو جائے گا۔ یا کہا کہ اگر تو کافر بھی ہو جائے تو میرا کیا نقصان۔ تو اس سے بھی کافر ہو جائے گا۔

ایک کافر نے اسلام قبول کیا لوگوں نے اس کو تحفے ہدیئے دیئے۔ ایک مسلمان نے یہ دیکھ کر کہا کہ "کاش میں بھی کافر ہوتا اور پھر مسلمان ہوتا تو لوگ مجھ کو بھی تحفے ہدیئے دیتے" یا اس نے یہ بات کہی تو نہیں لیکن دل میں اس کی آرزو کی تو وہ کافر ہو گیا۔ ایک شخص نے آرزو کی کہ اللہ تعالیٰ شراب کو حرام نہ کرتا تو اس سے وہ کافر نہ ہوگا۔ اور اگر کسی نے یہ آرزو کی کہ اللہ تعالیٰ ظلم و زنا کو حرام نہ کرتا یا ناحق قتل و خون ریزی کو حرام نہ کرتا تو کافر ہو جائے گا اس لئے کہ یہ وہ چیزیں ہیں کہ کبھی بھی حلال نہیں

رہیں۔ گویا پہلی صورت میں ایسی چیز کی آرزو کی جو محال نہیں اور دوسری میں ایسی چیز کی آرزو کی جو محال ہے۔ اسی طرح اگر کوئی آرزو کرے کہ بھائی بہن کے درمیان نکاح حرام نہ ہوتا تو اس سے کافر نہ ہوگا۔ اس لئے کہ یہ شروع میں حلال رہ چکا ہے لہٰذا محال نہیں کہا جائے گا۔ ماحصل یہ ہوا کہ جو چیز کبھی حلال تھی اور بعد میں حرام ہوگئی اس کے حلال ہونے کی تمنا کرنا موجب کفر نہیں ہے۔

ایک مسلمان نے کسی خوبصورت عیسائی (یا کسی کافرہ) عورت کو دیکھ کے آرزو کی کہ کاش میں عیسائی ہوتا (یا اسی کافرہ عورت کے مذہب کا ہوتا) اور اس سے بیاہ کر سکتا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ ایک شخص نے کسی سے کہا "حق بات پر میری مدد کرو" اس نے کہا کہ "کہیں مدد حق پر کی جاتی ہے میں ناحق پر البتہ تیری مدد کروں گا" تو وہ اس کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔ (کیونکہ اس طرح سے اس نے اسلامی احکام کے خلاف بغاوت کا اظہار کیا جو سراسر کفر ہے)

اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے اس درخت کو پیدا کیا ہے تو وہ اس کہنے سے کافر نہیں ہوا اس لئے کہ اس کی مراد درخت لگانا سمجھی جائے گی ہاں اگر کوئی حقیقتاً پیدا کرنا مراد لے تو کافر ہو جائے گا۔ ایک شخص نے کہا کہ جب تک فلاں شخص موجود ہے یا کہا کہ جب تک میرے یہ بازو موجود ہیں میری روزی کم نہ ہوگی تو بعض مشائخ نے کہا ہے کہ اس کی وجہ سے وہ کافر ہو جائے گا اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس پر کفر کا خوف ہے۔

کسی نے چاند کے گرد کوئی دائرہ دیکھا اور دعویٰ کیا کہ بارش ہوگی اور اس طرح اس نے غیب کا دعویٰ کیا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ ایک نجومی نے کسی سے کہا کہ تیری بیوی حاملہ ہے اور اس نے اس پر اعتقاد کر لیا تو وہ کافر ہو گیا۔ ایک شخص نے الو کی آواز سنی اور پھر کسی سے کہا کہ بیمار مر جائے گا یا کوئی مصیبت آئے گی یا اسی طرح کوا بولا اور اس کی آواز سن کر کسی نے کہا کہ کوئی سفر سے آرہا ہے تو ایسے شخص کے کفر میں مشائخ کے اختلافی اقوال ہیں۔ کسی نے کوئی ناجائز بات کہی دوسرے نے اس سے کہا کہ یہ تم کیا کہہ

رہے ہو؟ اس کہنے سے تم کافر ہو جاؤ گے۔ اس نے کہا کہ پھر میں کیا کروں کافر ہوتا ہوں تو ہو جاؤں گا، تو وہ کافر ہو جائے گا۔

جو شخص کہے قسم ہے تیری زندگانی کی یا میری زندگانی کی یا اسی طرح کی کوئی اور قسم کھائے تو اس پر کفر کا خوف ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ رزق تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے مگر وہ بندے سے حرکت چاہتا ہے تو بعضوں نے کہا یہ شرک ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ میں ثواب و عذاب سے بری ہوں تو کہا گیا کہ وہ اس سے کافر ہو جائے گا۔ اگر کسی نے کہا کہ فلاں شخص جو کچھ بھی کہے گا میں کروں گا اگرچہ وہ کفر ہی کیوں نہ ہو تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اگر کوئی کہے کہ میں مسلمان ہونے سے بیزار ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا۔

ایک فقیر کالی کملی اوڑھے ہوئے تھا کسی نے اس کو دیکھ کر "مدثر" کہا تو یہ کفر ہے۔ (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کملی اوڑھے ہوئے کی حالت میں یہ خطاب فرمایا تھا کہ يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ یعنی "اے کملی اوڑھنے والے"۔ ان الفاظ سے گویا اس نے اس فقیر کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہت دی ہے جو کھلا ہوا کفر ہے۔ البتہ اگر اس کا نام ہی مدثر ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔)

جو ظالم بادشاہ کو عادل کہے وہ کافر ہے اور بعضوں نے کہا کہ وہ کافر نہیں ہوتا ہے۔

ایک عالم صغارؒ نامی سے ان خطبوں کے متعلق سوال کیا گیا جو جمعہ کے دن منبروں پر خطبہ پڑھتے ہیں اور سلطان کو "العادل الاعظم" یا "شہنشاہ الاعظم" یا "مالک رقاب الامم" یا "سلطان ارض اللہ" یا "مالک بلاد اللہ" یا "معین خلیفۃ اللہ" کے لقب سے یاد کرتے ہیں کیا بادشاہوں کو خطبہ میں ان القابات کے ساتھ یاد کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ تحقیق اس مسئلہ میں کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ جائز نہیں ہے اس لئے کہ ان القاب کے بعض الفاظ کفر ہیں اور بعض مصیبت اور کذب ہیں۔ شہنشاہ کا لفظ بغیر اعظم کی صفت کے اللہ تعالیٰ کے اسماء کے لئے مخصوص ہے۔ اس کے ساتھ بندوں کی صفت بیان کرنا جائز نہیں ہے اور "مالک رقاب الامم" کا جملہ بادشاہ کے لئے صریح جھوٹ

ہے۔اسی طرح بادشاہ ارض اللہ یا اس طرح کے لقب سے یاد کرنا بھی جھوٹ ہے۔

امام ابو منصورؒ نے کہا کہ اگر کوئی کسی کے آگے زمین بوسی کرے یا اس کے سامنے جھکے یا اپنا سر جھکائے تو وہ کافر نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اس کا منشاء تعظیم و تکریم ہے عبادت نہیں ہے اور دوسرے مشائخ نے کہا کہ جابروں کے سامنے سجدہ ریز ہونا گناہِ کبیرہ ہے اور بعض عالموں نے کہا کہ اس سے وہ مطلقاً کافر ہو جاتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ اس میں تفصیل ہے، اگر عبادت کا ارادہ کیا تو کافر ہو جائے گا اور اگر تعظیم کا ارادہ کیا تو کافر نہ ہوگا مگر اس کا یہ فعل حرام ہوگا اور اگر کوئی ارادہ سرے سے پایا ہی نہ جائے تو بھی اکثر کے نزدیک کافر ہوگا۔ اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ خراج، سلطان کی ملکیت ہے تو یہ کفر ہے۔ اگر کوئی کسی کے ساتھ برائی سے پیش آئے اور وہ یہ کہے کہ یہ سب تیری لائی ہوئی مصیبت ہے اللہ کو اس میں دخل نہیں ہے تو یہ بھی کفر ہے۔

کہیں کہیں یہ جو ہندوانہ رواج ہے کہ جب کسی کے چیچک نکلتی ہی تو عورتیں کسی پتھر کا نام چیچک رکھ دیتی ہیں اور اس کی پوجا کر کے بچوں کی چیچک سے شفا چاہتی ہیں اور اعتقاد رکھتی ہیں کہ اس سے بچہ اچھا ہو جائے گا۔ یہ باعث کفر ہے وہ عورتیں کافرہ ہو جاتی ہیں۔ اگر ان کے شوہر بھی اسے پسند کریں تو وہ بھی کافر ہیں۔ اسی طرح دریا کے کنارے جا کر پانی کو پوجنا اور وہاں بکری وغیرہ ذبح کرنا بھی خالص مشرکانہ رسم ہے اور باعث تکفیر ہے۔ وہ بکری مردار کے حکم میں ہے اس کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے۔ ایسے ہی گھر میں تصویر بنا کر رکھنا اور اس کی پرستش کرنا جیسا کہ آتش پرست کرتے ہیں یا بچہ پیدا ہونے کے وقت شنگرف سے نقشہ بنانا اور اس میں تیل ڈالنا اور پھر بھوانی بت کے نام سے اس کی پوجا کرنا یا اس طرح اور جو دوسرے کام کئے جاتے ہیں یہ سب مشرکانہ رسم اور کفر کا باعث ہیں۔ چنانچہ جو عورتیں یہ سب کچھ کرتی ہیں وہ کافرہ ہو جاتی ہیں اور ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ آج کل جب تک خیانت نہ کروں اور جھوٹ نہ بولوں گزارہ

نہیں ہو سکتا یا کرتا ہے کہ جب تک خرید و فروخت میں تم جھوٹ نہ بولو گے روٹی نہیں ملے گی۔ یا کسی تاجر سے کوئی دیکھے کہ تم کیوں خیانت کرتے ہو؟ یا کیوں جھوٹ بولتے ہو؟ وہ جواب دے کہ اس کے علاوہ چارہ نہیں ہے تو ان الفاظ سے وہ کافر ہو جائے گا۔ (اس مسئلے میں تفصیل یہ ہے کہ خیانت تو ہر حال میں حرام ہے اور اگر کوئی خیانت کے متعلق کہے کہ جب تک خیانت نہ کروں گزارہ نہیں ہوتا، تو یہ قول کفر ہے اور اسلامی احکامات کے خلاف بغاوت ہے۔

جھوٹ کے متعلق اگر یہ جانتے ہوئے کہ جھوٹ گناہ ہے اور پھر اس نیت کے ساتھ کہ ایمان داری میں کچھ نہیں رکھا، جھوٹ کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں، تو یہ شریعت کے خلاف بغاوت ہے جو کفر ہے۔ البتہ اگر اس نیت سے کہے کہ جھوٹ گناہ ہے مگر حالات اس قدر بگاڑ ہے کہ کیا کریں، کہیں کہیں جھوٹ بولنا پڑ جاتا ہے اور اس جھوٹ میں بھی کسی کو نقصان پہنچانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ اپنا نقصان بچانا مقصود ہوتا ہے تو یہ کفر نہیں ہے۔)

اگر کوئی کسی سے کہے کہ تم جھوٹ نہ بولا کرو اور وہ اس کے جواب میں کہے کہ یہ بات تو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے زیادہ درست ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

اگر کسی کو غصہ آئے اور دوسرا اس کا غصہ دیکھ کر کہے کہ غصہ سے بہتر تو کافری ہے لیکن اگر اس کو اس حالت میں زبان پر لایا کہ وہ اسے برا جانتا ہے تو یہ ایمان کی علامت ہے اور اگر کفر کے ارادے سے اس کو زبان پر لایا تو اسی وقت وہ کافر ہو جائے گا۔ اگر چہ سو برس کے بعد کفر کے بعد کفر اختیار کرے۔ اگر کوئی شخص خوشی اپنی زبان پر کلمہ کفر لایا مگر اس کا دل ایمان پر قائم ہے تو وہ کافر ہو جائے گا اور عند اللہ مومن باقی نہ رہے گا۔ جو شخص ایسی بات کہے جس کے کفر ہونے میں اختلاف ہو تو کہنے والے کو چاہئے کہ توبہ کرے اور تجدید نکاح کرے، احتیاط کا تقاضہ یہی ہے۔ جو شخص بھول کر ایسے الفاظ زبان

پر لائے جو باعث کفر نہیں ہیں تو وہ علی حالہ مومن ہے اور اس کو نہ توبہ کا حکم دیا جائے گا
اور نہ تجدید نکاح کا۔ اگر کسی شخص نے کوئی ایسی بات کہی یا کوئی ایسا عمل کیا جس میں کئی
صورتیں کفر کی ہوں اور ایک صورت ایسی ہو کہ کفر لازم نہ آتا ہو تو مفتی پر لازم ہے
کہ اسی عدم کفر کی طرف رجحان رکھے۔ ہاں اگر وہ شخص صراحت کے ساتھ اس
صورت کو اختیار کرے جو باعثِ کفر ہے تو اس وقت کوئی تاویل مفید نہیں ہوگی۔ لیکن
اگر کہنے والے کی نیت میں وہ صورت ہو جس سے آدمی کافر نہیں ہوتا تو وہ مسلمان ہے
اور اگر وہ صورت اختیار کرے جو باعثِ کفر ہے تو کسی مفتی کا فتویٰ اس کے لئے کارآمد نہ
ہوگا اور اسے حکم دیا جائے گا کہ وہ توبہ کرے اور اس بات سے رجوع کرے اور اپنی بیوی
سے دوبارہ نکاح کرے۔

کفر وارتداد سے توبہ کا طریقہ

1- اگر کوئی کافر یا مرتد اپنے کفر وارتداد سے تائب ہو کر مسلمان ہونا چاہتا ہے تو اسے اپنے سابقہ عقائد سے برات کا اعلان کرنا ہوگا۔ اسلام کی وسیع اور عالمگیر رحمت کے دروازے اس کے لئے بند نہیں ہیں، وہ صاف وصریح توبہ کر کے اسلام میں داخل ہو سکتا ہے اور اسلامی برادری کا معزز فرد بن سکتا ہے۔

"چشم ما روشن دلِ ما شاد"

جیسا کہ ابتداء میں بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص مرتد ہو جائے اس کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی جائے۔ اگر اس کو کوئی شک وشبہ ہو تو اسے دور کیا جائے اور پھر جب وہ دوبارہ دائرہ اسلام میں آنا چاہئے تو کلمہ شہادت پڑھے اور مذہب اسلام کے سوا اور تمام مذاہب سے بیزاری سے اعلان کرے۔ اور اگر اسی مذہب سے بیزاری کا اعلان کرے جس کے دائرے میں وہ اسلام چھوڑ کر گیا تھا تو یہ بھی کافی ہوگا۔

نیز اگر وہ مرد یا شادی شدہ ہے تو نکاح بھی دوبارہ کرنا ہوگا کیونکہ ارتداد سے نکاح بھی ختم ہو جاتا ہے ورنہ دونوں گناہ گار ہوں گے۔

مسلمانوں کے لئے ایک اہم دعا

مسلمان کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ صبح وشام ذیل کی دعا پڑھتا رہے انشاء اللہ وہ کفر وشرک کی ہر صورت میں محفوظ رہے گا۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ دعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ اَنۡ اُشۡرِکَ بِکَ شَیۡئًا وَّاَنَا اَعۡلَمُ وَاَسۡتَغۡفِرُکَ لِمَا لَا اَعۡلَم

O☆O

باب ثالث

کبیرہ گناہ (یعنی بدعت) کا بیان

کفر و شرک اور ارتداد کے بعد سب سے بڑا گناہ بدعت ہے۔بدعت ان چیزوں کو کہتے ہیں جن کی اصل شریعت سے ثابت نہ ہو اور شرع کی چاروں دلیلوں یعنی کتاب اللہ، سنت رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اجماع امت، قیاس مجتہدین سے اس کا ثبوت نہ ملے اور اس کو دین کا کام سمجھ کر کیا جائے یا چھوڑا جائے۔

چند مشہور بدعتیں یہ ہیں :

(۱) قبروں پر دھوم دھام سے میلاد کرنا، چراغ جلانا، چادریں ڈالنا اور غلاف ڈالنا اور پھول چڑھانا، پختہ قبریں بنانا، قبروں پر گنبد بنانا، عورتوں کا وہاں جانا، اپنے خیال سے بزرگوں کو راضی کرنے کے لئے قبروں کی حد سے تعظیم کرنا، میت کے ساتھ عہد نامہ وغیرہ رکھنا۔

(۲) تعزیہ یا قبروں کو چومنا چاٹنا، خاک ملنا، طواف کرنا، قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا، قبروں پر اذان دینا، مٹھائی، چاول، گلگلے، چوری وغیرہ چڑھانا۔

(۳) تعزیہ کو سلام کرنا، تعزیہ علم وغیرہ رکھنا اس پر حلوہ مالیدہ چڑھانا۔

(۴) محرم کے مہینے میں پان نہ کھانا، مہندی مسی نہ لگانا، مرد کے پاس نہ رہنا، لال کپڑے پہننا، یا محرم کے مہینہ میں شادی بیاہ نہ کرنا۔

(۵) غم کے موقع پر چلا کر رونا، منہ اور سینہ پیٹنا، بیان کر کے رونا، استعمالی گھڑے توڑ ڈالنا، سال بھر تک یا کم و بیش اچار نہ پڑنا، کوئی خوشی تقریب نہ کرنا، مخصوص تاریخوں

میں پھر غم تازہ کرنا۔

(۶) تیجہ، چالیسواں وغیرہ کو ضروری سمجھ کر کرنا۔ نکاح، ختنہ، بسم اللہ وغیرہ میں اگرچہ وسعت نہ ہو مگر ساری خاندانی رسمیں کرنا۔ خصوصاً قرض وغیرہ لے کر ناچ گانا وغیرہ کرنا۔ یہ تو اور ہی ڈبل گناہ ہے۔

(۷) سلام کی جگہ بندگی آداب وغیرہ کہنا یا سر پر ہاتھ رکھ کر جھک جانا۔ سلام کو بے ادبی سمجھنا، خط میں بعد آدائے آداب وعبودیت لکھنا، کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا۔

(۸) راگ، باجا، گانا سننا، خصوصاً اس کو عبادت سمجھنا جیسا کہ قوالی کے موقع پر ہوتا ہے۔ ڈومنیوں وغیرہ کا بجانا اور دیکھنا اور اس پر خوش ہو کر ان کو انعام دینا۔

(۹) نسب پر فخر کرنا یا کسی بزرگ سے منسوب ہونے کو نجات کیلئے کافی سمجھنا، کسی کے نسب میں کسر ہو تو اس پر طعن کرنا۔

(۱۰) جائز پیشہ کو ذلیل سمجھنا۔

(۱۱) باوجود ضرورت کے عورت کے دوسرے نکاح کو معیوب سمجھنا۔

(۱۲) شیخی اور ریاء کے لئے "مہر" زیادہ مقرر کرنا۔

(۱۳) دولہا کو خلاف شرع لباس پہنانا، آتش بازی وغیرہ کا سامان کرنا بہت سی روشنی مشعلیں لے جانا، آتش بازی کرنا۔ اس کے سامنے آنا جانا، بالغ سالیوں وغیرہ کا سامنے آنا، اس سے ہنسی دل لگی کرنا، چوتھی کھیلنا۔

(۱۴) حد سے زیادہ زیب و زینت میں مشغول ہونا۔ سادگی وضع کو معیوب سمجھنا۔

(۱۵) حصول عمر کے لئے لڑکے کے کان یا ناک چھیدنا۔

(۱۶) عقیقہ کے وقت رسوم کرنا مثلاً کٹوری یا چھاج میں اناج یا نقدی وغیرہ ڈالنا۔

(۱۷) ۲۲ر رجب کو کونڈے کرنا۔

(۱۸) میت کے گھر کھانے کے لئے جمع ہونا۔ ختم فاتحہ و ایصال ثواب کی رسمیں یعنی دن تاریخ خوراک وطریقہ وغیرہ مختلف موقعوں کے لئے مخصوص کرنا۔

(۱۹) داڑھی منڈانا یا کٹانا یا چڑھانا یا سفید بال کھینچنا، سیاہ خضاب لگانا، مونچھ بڑھانا
(۲۰) شراب کا حلوہ، محرم کا کھچڑا اور شربت وغیرہ۔

غرضیکہ اس قسم کی بہت سے بدعات رائج ہیں جن کی شرع شریف میں کوئی سند نہیں ہے۔ لوگوں نے اپنی طرف سے تراش لی ہیں اور ان کو شرع اور عبادت سمجھ کر عمل کرتے ہیں اور نہ کرنے والے اور منع کرنے والے کو طعن کرتے ہیں اور اس سے لڑائی جھگڑا کرتے ہیں۔ اس قسم کی بہت سے باتیں ہیں نمونہ کے طور پر یہاں چند نقل کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب بدعتوں سے بچائے اور صراط مستقیم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

کبیرہ و صغیرہ گناہوں کی تفصیلات کا بیان

کفر و شرک اور بدعت کے علاوہ اور بہت سے بڑے گناہ ہیں جن کو کبیرہ گناہ کہتے ہیں۔ کبیرہ گناہ شرع میں اس گناہ کو کہتے ہیں جس کو شرع شریف میں حرام کہا گیا ہو اور اس پر کوئی عذاب مقرر کیا ہو یا اور طرح سے اس کی مذمت کی ہو اور یہ وعید و حرمت و مذمت قران مجید یا کسی حدیث سے ثابت ہو۔

علامہ احمد بن محمد بن علی بن حجر مکی الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب "الزواجر عن اقتراف الکبائر" میں ظاہری اور باطنی کبیرہ گناہوں سے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں جن کبیرہ گناہوں کا ذکر کیا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

نیز بعض صورتوں میں جہاں صغیرہ گناہ کبیرہ گناہ بن جاتے ہیں علامہ ابن حجر مکیؒ نے خود بعنوان تنبیہ ذکر فرمائی ہیں۔ اس کا خلاصہ بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔

باب رابع

باطنی گناہ کبیرہ اور اس کے متعلقات کا بیان

(۱) سب سے بڑا گناہ شرک اکبر اور کفر ہے۔

(فائدہ) یہ گناہ ظاہری اور باطنی گناہوں میں تمام گناہوں سے بڑا ہے۔ اس کو اور اکبر الکبائر کہا جاتا ہے۔ (شرک اور کفر سے متعلق مختصر سی تفصیلات اس کتاب کے شروع میں بیان ہو چکی ہیں)

(۲) شرک اصغر یعنی ریاء اور دکھلاوا ہے۔ اس گناہ کے حرام ہونے پر قرآن کریم اور حدیث اور امت کا اجماع سب متفق ہیں۔

(۳) ناحق غصہ اور کینہ اور حسد کرنا

(رواہ البخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، زواجر ص ۸۸۔ ج ۱)

(۴) تکبر اور خود پسندی کرنا۔ (سورۃ النحل۔ آیت نمبر ۲۳)

(۵) منافقت کرنا

(۶) تکبراً لوگوں سے دور رہنا اور ان کو حقیر جاننا

(۷) بہت زیادہ فضول اور لایعنی کاموں میں گھسنا

(۸) خلاف شریعت کام پسند کرنا

(۹) غربت کا ڈر رکھنا

(۱۰) جو مقدر میں لکھا جا چکا ہے اس پر ناراض ہونا

(۱۱) امیروں کو دیکھنا اور ان کی تعظیم ان کی امیری کی وجہ سے کرنا

(۱۲) غریبوں کے ساتھ مذاق کرنا ان کی غربت کی وجہ سے

(۱۳) لالچ یعنی مال جمع کرنے میں حرام طریقوں سے نہ بچنا
(۱۴) دنیا میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا اور اس میں فخر کرنا
(۱۵) مخلوقات کو خوش کرنے کے لئے ناجائز زینت اختیار کرنا
(۱۶) اپنے دنیوی نفع کے لئے کسی کو گناہ میں دیکھ کر خاموش رہنا
(۱۷) ایسے کام کی تعریف پسند کرنا جو کرتا نہ ہو
(۱۸) اپنے عیوب کی جگہ دوسروں کے عیوب میں مشغول ہونا
(۱۹) دین کے تقاضوں کو پس پشت ڈال کر عصبیت اختیار کرنا
(۲۰) حق تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی نہ رہنا
(۲۱) اللہ تعالیٰ کے حقوق اور انسانوں کو دیئے ہوئے حکموں کو ہلکا سمجھنا
(۲۲) خواہشات کی پیروی کرنا اور حق کو ٹھکرانا
(۲۳) دنیا (ہی) کی زندگی چاہنا
(۲۴) حق کا مقابلہ کرنا
(۲۵) کسی مسلمان بھائی کے ساتھ بد گمانی کرنا
(۲۶) حق بات کو ازراہِ نفسانیت ٹھکرا دینا یا حق بات اس لئے ٹھکرانا کہ کہنے والا ہمارا دشمن ہے یا ہمیں پسند نہیں ہے۔
(۲۷) گناہ پر خوش ہونا
(۲۸) نیکی کر کے اس پر اپنی تعریف چاہنا
(۲۹) دنیوی زندگی پر مطمئن ہو کر اس پر راضی رہنا
(۳۰) اللہ تعالیٰ جل شانہ اور آخرت کو بھولنا
(۳۱) نفس کی خاطر ناجائز غصہ کرنا یا ناجائز بدلہ لینا

یہ سب گناہِ کبائر میں داخل ہیں۔ یہ گناہ بہت سخت قسم کے ہیں جس میں نہ پائے جاتے ہوں وہ شکر کرے اور جس میں پائے جاتے ہوں وہ توبہ و استغفار کرے۔

(۳۲) اللہ کی رحمت پر بھروسہ کرکے گناہوں میں پڑ کر اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیروں سے بے خوف ہونا۔(سورہ اعراف۔ آیت ۹۹)

(۳۳) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا (سورہ یوسف۔ آیت ۸۷)

(۳۴،۳۵) اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدگمانی کرنا۔ (دیلمی ابن ماجہ، زواجر ص۔۱۵۰)

فائدہ: یعنی کبھی انسان اپنے ساتھ کفار جیسے عذاب کا تصور کرتا ہے، یہ بدگمانی اور سوء ظن بن جاتا ہے جو گناہ کبیرہ ہے۔(زواجر ص۔۱۵۰)

(۳۶) دنیا کیلئے علم دین سیکھنا۔ (ابو داؤد، ابن حبان فی صحیحہ، زواجر ۱۵۱، ج ۱)

(۳۷) علم چھپانا۔ (سورۃ بقرہ۔ آیت ۱۵۹)

تنبیہ:

سائل کو ضرورت ہو جس مسئلہ کی اور جس سے سوال کیا جارہا ہے وہ خود بھی اس مسئلہ کو جانتا بھی ہو اور سائل اس بات کو سمجھ بھی سکتا ہو پھر نہ بتانا گناہ ہے ورنہ نہیں۔ اس لئے کہ جو ضدی ہو اس کو دین کی بات بتانا بھی درست نہیں ہے۔

(۳۸) علم پر عمل نہ کرنا۔ (بخاری و مسلم، زواجر ص ۱۵۵۔ج ۱)

(۳۹) قرآن یا علم یا کسی عبادت میں فخر ابلا ضرورت دعویٰ کرنا (طبرانی فی الاوسط۔ زواجر ص ۱۵۸۔ج ۱)

(۴۰) علماء کی بے قدری اور ان کو گھٹیا سمجھنا (ترمذی عن ابی امامہؓ۔ ص ۱۵۹، ج ۱)

(۴۱) اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا۔ (سورہ زمر۔ آیت ۶۰)

(۴۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جھوٹ باندھنا۔(یعنی جو بات حدیث شریف میں نہ ہو اس کے متعلق یوں کہنا کہ یہ بات حدیث میں ہے)۔
(بخاری، مسلم، زواجر ص ۱۶۱۔ج ۱)

(۴۳) (دین میں) برا طریقہ ایجاد کرنا۔(مسلم، زواجر۔ ص ۱۶۳)

(۴۴) سنت کو بالکل چھوڑ دینا۔(بخاری، زواجر ص ۱۶۵)

فائدہ : سنت کا انکار یا حقیر سمجھ کر چھوڑنا کبیرہ گناہ بنتا ہے۔ (قالہ بعض العلماء)

(۴۵) تقدیر کا انکار کرنا۔

فائدہ : اللہ تعالیٰ جل شانہ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ ہم نے ہر چیز کو ایک خاص انداز سے پیدا کیا ہے۔ (سورہ قمر۔ آیت ۴۹، ابن حبان، زواجر ص ۱۶۷) یعنی کائنات کی تخلیق سے قبل اللہ تعالیٰ نے ان تمام حالات کو جو پیش آنے والے تھے لوحِ محفوظ میں لکھ لیا تھا۔ لہٰذا اس کائنات میں جو کچھ بھی پیش آرہا ہے وہ اسی علم ازلی کے مطابق پیش آرہا ہے۔ نیز اسی کی قدرت اور اسی کی مشیت سے پیش آرہا ہے۔

(۴۶) وعدہ پورا نہ کرنا (خصوصاً وعدہ کرتے وقت ہی نیت خراب ہو)

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا کہ عہد اور وعدہ کو پورا کیا کرو بے شک اس کے متعلق قیامت کے دن پوچھ گچھ ہو گی۔ (سورہ الاسراء۔ آیت ۳۴)

(۴۷،۴۸) گناہ گاروں سے محبت اور نیک لوگوں سے بغض رکھنا۔ (اخرجہ الحاکم وصححہ، زواجر ص ۱۸۳، ج ۱)

(۴۹) اللہ کے نیک بندوں کو تکلیف دینا اور ان سے دشمنی رکھنا۔ (یا ان کے ساتھ مذاق کرنا یا ان کو فقیر جاننا)۔

(سورہ احزاب، آیت ۵۸، بخاری، زواجر ص ۱۵۸)

(۵۰) زمانے کو برا کہنا۔ (بخاری، زواجر۔ ص ۱۸)

فائدہ : حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آدمی زمانے کو برا کہتا ہے حالانکہ زمانہ تو میں ہوں یعنی اس میں سب تصرفات میں ہی کرتا ہوں۔ (بخاری) لہٰذا اگر زمانہ سے اللہ تعالیٰ کو مراد لے کر برا کہا جائے تو کفر ہے اور اگر زمانے کو صرف زمانے ہی کی حیثیت سے برا کہا تو مکروہ ہے اور اگر مطلقاً زمانے کو برا کہا تو گناہِ کبیرہ ہے۔

(۵۱) ایسی بات کرنا جس سے فساد اور نقصان پھیلتا ہو۔ (بخاری و مسلم، زواجر ص ۱۸۹)

(۵۲) (اللہ تعالیٰ یا اس کے بندوں کی) احسان فراموشی کرنا۔

(سورہ بقرہ۔ آیت ۱۵۲، ترمذی، زواجر ص ۱۸۹)

(۵۳) حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا تذکرہ سن کر بھی درود نہ پڑھنا۔ (رواہ الحاکم و صححہ و زواجر ص ۱۹۰)

(۵۴) دل کی سختی اختیار کرنا (یعنی دل اتنا سخت ہو جائے کہ مثلاً مجبور شخص کو کھلانے پر بھی آمادہ نہ ہو یہ کبیرہ گناہ بن جاتا ہے کیونکہ احادیث میں لعنت اور سخط (ناراضگی) کے الفاظ آئے ہیں۔ (رواہ الحاکم، ص ۱۹۴)

(۵۵، ۵۶) کسی کے بڑے گناہ کرنے پر راضی رہنا اور کسی قسم کے گناہ کی مدد کرنا۔

(سورہ مائدہ آیت ۲، زواجر ص ۱۹۵)

(۵۷) شرارت اور فحش گوئی کی عادت بنالینا جس کی وجہ سے لوگ خوفزدہ ہوں۔

(بخاری و مسلم، زواجر ص ۱۹۵)

(۵۸) دراہم و دنانیر کو توڑنا۔ (ابوداؤد، زواجر۔ ص ۱۹۶)

فائدہ: درہم ساڑھے تین ماشے چاندی کا سکہ ہے اور دینار اور اشرفی ساڑھے چار ماشے سونے کا سکہ ہوتا ہے۔

یہ کبیرہ گناہ اس وقت ہوگا جبکہ درہم یا دینار کا کچھ حصہ توڑ کر اپنے پاس رکھ لینا جس سے اس کی قیمت کم ہو جائے گی لیکن دھوکہ دے کر اس کو پوری قیمت پر بیچنا۔ (زواجر ص ۱۹۶)

(۵۹) دراہم و دنانیر میں کھوٹ ڈالنا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے تو وہ قبول نہ کریں۔ (زواجر ص ۱۹۶)

یہاں تک پہلا باب بحمدہ تعالیٰ مکمل ہوا جو باطنی کبائر سے متعلق تھا۔ اب دوسرا باب شروع ہوتا ہے جو ظاہری کبائر میں سے ہے نقل کیا جاتا ہے۔

ظاہری کبیرہ گناہوں کا بیان

(۶۰) سونے یا چاندی کے برتن میں کھانا یا پینا۔ (صحیح مسلم، زواجر ص ۱۹۷)

(۶۱) قرآن کریم یا اس کی آیات پڑھ کر بھول جانا۔ (ابو داؤد، زواجر ص ۱۹۹)

(۶۲) قرآن یا دین میں جھگڑا کرنا۔ (زواجر۔ ص ۲۰۲)

(۶۳) لوگوں کے راستہ میں یا نہر کے کنارہ پر جہاں لوگ وضو کرتے ہوں یا پانی پیتے ہوں پیشاب، پاخانہ کرنا۔ (زواجر۔ ص ۲۰۶)

(۶۴) بدن یا کپڑوں میں پیشاب سے احتیاط نہ کرنا۔ (بخاری و مسلم، زواجر۔ ص ۲۰۷)

(۶۵) وضوء کے کسی فرض کو چھوڑنا۔ (بخاری و مسلم، زواجر۔ ص ۲۱۰)

(۶۶) غسل کے کسی فرض کو چھوڑنا۔ (ابو داؤد، زواجر۔ ص ۲۱۱)

(۶۷) بغیر ضرورت کے ستر کھول کر (کسی کے سامنے) ننگا ہونا۔

(زواجر۔ ص ۲۱۴)

(۶۸) حائضہ عورت سے مجامعت کرنا۔ (ابو داؤد، ترمذی، زواجر ص ۲۱۶)

(۶۹) قصداً ایک فرض نماز چھوڑنا۔ (سورہ مدثر۔ آیت ۴۲ تا ۴۴)

(۷۰) بلا عذر نماز کو وقت سے پہلے یا قضاء کر کے پڑھنا۔ (زواجر۔ ص ۲۲۱)

(۷۱) بغیر رکاوٹ والی چھت کے اوپر سونا۔ (ابو داؤد، زواجر۔ ص ۲۳۰)

فائدہ: چھت کے اوپر کوئی رکاوٹ نہ ہو بالکل صاف سیدھی ہو چاروں طرف کوئی پردہ یا دیوار یا رکاوٹ نہ ہو تو ایسی چھت پر سونا چونکہ اپنے آپ کو ہلاکت کے قریب کرنا ہے اس لئے بعض علماء کے نزدیک کبیرہ گناہ ہے اور صحیح یہ ہے کہ مکروہ ہے اور اگر بے پردگی یا کوئی اور گناہ ہو یا گرنے کا عادۃً غالب گمان ہو تو پھر کبیرہ گناہ ہے۔

(۷۲) نماز کے کسی واجب کو جان بوجھ کر چھوڑنا۔(زواجر۔ ص ۲۴۳)

(۷۳) کسی عورت کے بالوں کو دوسری عورت سے ملانا اور اپنے بالوں میں دوسری کے بال لگانا۔(بخاری و مسلم۔زواجر ۲۴۴)

(۷۴) گودنے کا نشان دوسرے کو لگانا اور اپنے لئے دوسروں سے لگوانا۔(ایضاً)

(۷۵) دوسرے کے دانتوں کو تیز اور باریک کرنا اور وہی عمل اپنے لئے کرانا۔ (ایضاً)

(۷۶) دوسروں کے ابروں کے بال اکھیڑنا اور یہی عمل اپنے لئے کرانا۔(ایضاً)

فائدہ: آج کل عورتیں عموماً چہرے یا ابروں کے بالوں کو اکھیڑتی ہیں یہ ناجائز ہے، اگرچہ شوہر حکم دے یا پسند کرے۔ البتہ چہرے کو سفید کرنے کا مروجہ طریقہ کہ چہرے کو بلیچ کر کے یعنی کریم وغیرہ چہرے پر لگاتی ہیں تاکہ چہرے کے بال براؤن ہو جائیں اور منہ سفید ہو جائے، یہ شوہر کو خوش کرنے کے لئے کیا جائے تو صحیح ہے۔ نیز عورتوں کا دوسری عورتوں کے بالوں کو ملانا تاکہ بال لمبے معلوم ہوں تو یہ ناجائز ہے۔ البتہ اگر انسانوں کے بالوں کے علاوہ دوسرے بال ہوں یا سیاہ قسم کے دھاگے ہوں پراندہ کی طرح تو کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: یہ گناہ اس وقت ہے جبکہ سجدے کی جگہ سے گزرے یا بعض علماء کے ہاں دو صف کی مقدار کے اندر اندر گزرے۔ چھوٹی مسجد یا چھوٹے کمرے میں نمازی کے آگے سے گزرنا جائز نہیں ہے یہ ساری وعیدیں مذکور صورتوں کے متعلق ہیں۔

(۷۷) نمازی کے سامنے سے گذرنا۔ (بخاری و مسلم، زواجر۔ ۲۴۵)

(۷۸) کسی فرض نماز کی جماعت کو بستی والے یا شہر والے چھوڑیں جبکہ وہاں جماعت واجب ہونے کی شرائط موجود ہوں۔(بخاری و مسلم،زواجر۔ ص ۲۴۶)

(۷۹) ایسے شخص کی امامت جس کو لوگ ناپسند سمجھتے ہوں۔(زواجر۔۲۳۹)

فائدہ: اگر واقعہ کوئی امام حدود شرعیہ سے تجاوز کرتا ہے اور قوم کے سارے لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھنا نہ چاہتے ہوں تو ایسے امام کے لئے وعید ہے ورنہ نہیں۔

(۸۰،۸۱)صفوں کو توڑنا اور صفیں سیدھی نہ کرنا۔(بخاری و مسلم،زواجر۔ص ۲۴۱)

(۸۲) نماز میں امام سے آگے بڑھنا۔(بخاری و مسلم،زواجر۔ص ۲۴۲)

(۸۳،۸۴،۸۵) نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا اور نماز میں ادھر ادھر دیکھنا نماز میں اپنے ہاتھوں کو کوکھ پر رکھنا۔(بخاری،زواجر۔ ۲۴۳)گناہ ۹۱ سے متعلق

(زواجر۔ ص ۲۴۳)

فائدہ: ابن حجر مکیؒ نے ان گناہوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہیں گناہ کبیرہ نہیں ہے۔ بہر حال بلند درجے لینے کیلئے ان سے بچنا چاہئے۔

(۸۶) قبروں کو مساجد بنانا۔(۸۷) قبروں پر چراغ جلانا۔(۸۸) قبروں کو بت بنانا یعنی ان کی پوجا کرنا۔(۸۹) اور ان کا طواف کرنا، (۹۰) ان کو چومنا، (۹۱) اور قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔

(زواجر۔ص ۲۴۴ تا ۲۴۶ تلخیصاً)

(۹۲) انسان کا اکیلا سفر کرنا۔(مسلم،زواجر۔ص ۲۴۷)

تنبیہ: ابن حجر مکیؒ نے اس کو کبیرہ شمار فرمایا جبکہ باقی (ائمہ) حضرات نے مکروہ فرمایا دونوں جمع کرنے کی صورت یہ بتائی کہ ایک یا دو آدمیوں کے سفر میں زیادہ نقصان کا خطرہ ہو،ڈاکوؤں سے یا درندوں وغیرہ سے تو گناہ ہوگا ورنہ مکروہ۔ بہتر یہی ہے کہ کم از کم تین آدمی سفر میں ہوں۔

(۹۳) اکیلی عورت کا سفر کرنا جبکہ زنا کا خطرہ ہو۔(بخاری و مسلم، زواجر۔ص ۲۴۶)

(۹۴) بدفالی کی بناپر سفر نہ کرنا۔(زواجر۔ ص ۲۴۸)

تنبیہ : یہ گناہ اس وقت گناہ کبیرہ بنے گا جبکہ یہ زمانہ جاہلیت کی طرح تاثیر کا اعتقاد ہو کہ پرندہ ادھر جائے گا تو سفر اچھا ہے ورنہ نہیں۔ ان کی تاثیر کا اعتقاد رکھتے ہوئے تو یقیناً کبیرہ گناہ ہے۔(زواجر۔ ص ۲۴۸)

(۹۵) بغیر عذر نماز جمعہ چھوڑنا۔(مسلم وغیرہ، زواجر۔ ص ۲۴۸)

(۹۶) جمعہ کے دن لوگوں کے اوپر سے گردن پھلانگنا۔(ترمذی، زواجر۔ ص ۲۵۰)

فائدہ : اگر اس سے لوگوں کو تکلیف نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے اگر تکلیف ہلکی ہو تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر تکلیف سخت ہو تو حرام ہے۔ جو گناہ کبیرہ ہے۔

(۹۷) لوگوں کے درمیان جا کر بیٹھنا۔(ابوداؤد، ترمذی، زواجر۔ ص ۲۵۱)

فائدہ : جبکہ سخت تکلیف کا سبب بنے یعنی لوگ دائرہ بنا کر بیٹھے ہوں یہ درمیان کی خالی جگہ پر بیٹھ جائے کہ ایک طرف کے لوگ دوسری طرف کے لوگوں کو نہ دیکھ سکیں۔

(۹۸) عاقل بالغ مرد یا خنثیٰ کا خالص ریشم پہننا۔(بخاری و مسلم، زواجر۔ ص ۲۵۲)

فائدہ : اگر کپڑے کا تانا ریشم کا اور بانا سوت کا ہو تو [illegible] پہننا جائز ہے اور عورتوں کو خالص ریشم پہننا جائز ہے۔

(۹۹) عاقل بالغ مرد کا سونا یا چاندی سے تزین کرنا۔(مسند احمد، زواجر۔ ص ۲۵۴)

(۱۰۰) مردوں کا عورتوں (کی عرفاً مخصوصات) سے مشابہت کرنا مثلاً لباس یا گفتگو یا حرکت میں اور عورتوں کا مردوں (کی عرفاً مخصوصات) سے مشابہت کرنا۔ (بخاری و مسلم، زواجر۔ ص ۲۵۶)

(۱۰۱) عورت کا باریک (یا چست) کپڑے پہننا (جس سے بدن نظر آئے) (مسلم، زواجر۔ ص ۲۵۸)

(۱۰۲) تہبند یا کپڑا یا آستین یا پگڑی کا شملہ کا تکبراً لمبا کرنا۔(زواجر ص ۲۶۱)

(۱۰۳) چلنے میں اکڑنا۔ (سورہ اسراء۔ آیت ۳۷)

(۱۰۴) جہاد جیسے مقصد کے بغیر ڈاڑھی کو خضاب لگا کر کالا کرنا۔

(ابوداؤد، نسائی، زواجر۔ ص ۲۶۱)

فائدہ : زیب وزینت کے لئے کالا خضاب ناجائز ہے اور گناہ ہے۔ البتہ جہاد جیسا کوئی عذر ہو (یعنی دشمنوں پر رعب جمانے کے لئے لگائے) تو درست ہے۔

(۱۰۵) انسان کا یہ کہنا کہ بارش ستارہ طلوع ہونے سے ہوتی ہے اور ستارہ کی تاثیر کا اعتقاد کرنا۔ (بخاری ومسلم، زواجر۔ ص ۲۶۱)

(۱۰۶) منہ وغیرہ پر طمانچہ مارنا (یعنی کسی میت پر افسوس کے اظہار میں)، (۱۰۷) گریبان پھاڑنا (بخاری ومسلم، زواجر ص ۶۲۴)، (۱۰۸) واویلا کرنا، (۱۰۹) (اپنے ارادے سے) واویلا سننا۔ (ابوداؤد)، (۱۱۰) اپنے بال مونڈنا یا اکھیڑنا افسوس کرتے ہوئے (ابوداؤد)، (۱۱۱) مصیبت کے وقت ہلاکت کی دعا کرنا۔ (زواجر۔ ص ۲۶۴)،

(۱۱۲) میت کی ہڈی توڑنا، (ابوداؤد، زواجر۔ ص ۲۷۱)

(۱۱۳) قبروں پر بیٹھنا۔ (مسلم وغیرہ، زواجر۔ ص ۲۷۲)

فائدہ : راجح قول کے مطابق یہاں قبر پر بیٹھنے سے مراد پیشاب وغیرہ کے لئے بیٹھنا ہے۔ مگر احتیاط یہی ہے کہ قبر پر پاخانہ پیشاب کرنے کے ارادہ سے بھی نہ بیٹھے۔

(۱۱۴) قبروں پر مسجدیں بنانا، (۱۱۵) قبروں پر چراغ رکھنا، (۱۱۶) عورتوں کا زیارت قبول کیلئے جانا اور جنازوں کے ساتھ چلنا۔

(ابوداؤد، ترمذی، زواجر۔ ص ۲۷۲)

تنبیہ : احادیث کے ظاہر سے یہ کبیرہ گناہ معلوم ہوتے ہیں۔ مگر ہمارے علماء کی کلام میں صراحت پائی جاتی ہے کہ یہ گناہ مکروہ کے درجے میں ہیں، حرام نہیں ہیں۔ لہٰذا کبیرہ اس وقت کہا جائے گا جبکہ ان کے مفاسد بڑے ہوں۔ مثلاً

عورتوں کے قبرستان جانے میں بہت سے گناہوں کا خطرہ ہو خاص کر زینت کے ساتھ یا نوحہ کرتی ہوئی جنازے کے ساتھ یا بعد میں جائیں گی تو بہت فتنہ ہوگا۔اسی طرح مقبرہ کو مسجد بنانا غضب کا درجہ ہے۔اس طرح چراغ رکھنے میں فضول خرچی ہے۔الغرض مذکورہ گناہوں کے ساتھ مفاسد ہوں تو یہ کبیرہ شمار ہوں گے۔(زواجر۔ص ۲۷۳)

(۱۱۷) تعویذ و غیرہ کرنا،(موثر سمجھ کر) (۱۱۸) تعویذ لٹکانا۔(زواجر۔ص ۲۷۴)

فائدہ : یہ کبیرہ گناہ اس وقت ہے جبکہ تعویذ و غیرہ کو موثر سمجھا جائے اور دور جاہلیت جیسا تعویذ کیا یا لٹکایا جائے۔ورنہ مکروہ بھی نہیں ہے۔

(۱۱۹) اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند سمجھنا۔(بخاری و مسلم، زواجر۔ص ۲۷۵)

(۱۲۰) زکوٰۃ نہ دینا۔ (سورہ ختم سجدہ۔آیت ۶،۷)

(۱۲۱) بغیر عذر کے دیر سے دینا۔(زواجر۔ص ۲۸۷)

(۱۲۲) اپنے واقعی تنگ دست مقروض کے ساتھ قرض خواہ کا چمٹے رہنا یا مقروض کو (بلاوجہ) قید کرنا۔(زواجر۔ص ۲۵۰)

تنبیہ : قرض خواہ اگر واقعی تنگ دست مقروض کو تنگ کرتا ہے تو یہ مسلمان کو ایذاء شدید پہنچانے کی وجہ سے کبیرہ گناہ ہے۔اگر نرمی سے کہتا ہے تو ٹھیک ہے۔(زواجر۔ص ۲۹۷)

(۱۲۳) زکوٰۃ میں خیانت کرنا۔ (مسند احمد، زواجر۔ص ۲۹۷)

(۱۲۴) لوگوں کے حقوق کی عدم حفاظت کی صورت میں ٹیکس وصول کرنا اور اس کے لوازمات مثلاً لکھنا وغیرہ میں حصہ لینا۔

(سورہ شوریٰ، آیت ۴۲، زواجر۔ص ۲۹۹)

(۱۲۵) مال یا کسب کی استطاعت کی وجہ سے امیر ہونے والے شخص کا لالچ اور کثرت مال حاصل کرنے کی بنیاد پر دوسرے سے صدقہ مانگنا۔(زواجر ص ۳۰۴)

(۱۲۶) مانگنے میں اتنا اصرار کرنا کہ جس سے مانگا جارہا ہے اس کو سخت تکلیف ہو۔
(ابن حبان، زواجر۔ ص ۳۰۷)

(۱۲۷) انسان کا اپنے قریبی رشتہ داریا اپنے غلام یا آزاد کردہ غلام کے مجبور ہوتے ہوئے بھی ان کے مانگنے پر دینے کی قدرت کے باوجود نہ دینا۔
(زواجر۔ ص۳۰۹)

(۱۲۸) صدقہ کر کے احسان جتلانا۔(سورہ بقرہ۔ آیت ۲۶۴)

(۱۲۹) ضرورت یا مجبوری کے باوجود موجود پانی نہ دینا۔(ابو داوُد، زواجر۔ ص ۳۱۴)

(۱۳۰) مخلوق کی ناشکری کرنا، جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہے۔
(ترمذی، زواجر۔ ص ۳۱۵)

(۱۳۱) اللہ کا واسطہ دیکر جنت کے سوا کچھ اور مانگنا۔(ابو داوُد، زواجر ص ۳۱۶)

(۱۳۲) اللہ کا واسطہ دے کر مانگنے والے کو نہ دینا۔(زواجر۔ ص ۳۱۶)

تنبیہ : عام حالات میں سائل کو نہ دینا کبیرہ نہیں بلکہ مجبور کو نہ دینا یہ کبیرہ گناہ ہے۔ اسی طرح عام حالات میں اللہ کا واسطہ دے کر مانگنا حرام نہیں صرف مکروہ ہے۔ لیکن اصرار کر کے مانگنا یہاں تک کہ مسئول کو پریشان ہی کر دینا یہ کبیرہ گناہ ہے۔(زواجر۔ ص ۳۱۷)

(۱۳۳) رمضان کا ایک روزہ بغیر عذر کے چھوڑنا۔ (۱۳۴) بغیر عذر کے رمضان کا روزہ توڑنا جماع وغیرہ کے ساتھ۔ (ابو داوُد، زواجر۔ ص ۳۲۳)

(۱۳۵) بلاوجہ حد سے تجاوز کئے ہوئے رمضان کے روزے کی قضا کرنے میں دیر کرنا۔(زواجر۔ ص ۳۲۴)

(۱۳۶) خاوند کی موجودگی میں بغیر اس کی رضا کے عورت کا غیر ضروری روزہ رکھنا۔
(بخاری و مسلم، زواجر۔ ص ۳۲۵)

فائدہ : معلوم ہوا کہ واجب روزے کے علاوہ اگر کسی عورت نے روزہ رکھنا ہو تو اگر خاوند ہے تو اس کی اجازت کے بغیر رکھنا گناہ ہے۔

(۱۳۷) ایام تشریق اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں روزہ رکھنا۔
(ابو داؤد، ترمذی، زواجر۔ ص ۳۲۵)

(۱۳۸) معین وقت میں نذر مانے ہوئے اعتکاف کو توڑنا، (۱۳۹) جماع وغیرہ کے ذریعہ اعتکاف کو توڑنا، (۱۴۰) مسجد میں جماع کرنا، اگرچہ غیر معتکف ہی کرے۔ (زواجر۔ ص ۳۲۹)

(۱۴۱) باوجود قدرت کے موت سے پہلے حج نہ کرنا۔ (سورہ آل عمران۔ آیت ۹۷)

(۱۴۲) حج یا عمرہ میں احرام کھولنے سے پہلے قصداً جماع کرنا۔ (زواجر۔ ص ۳۳۱)

(۱۴۳) حج یا عمرہ کے احرام میں باوجود علم واختیار کے قصداً خشکی کے حلال شکار کو قتل کرنا۔ (سورہ مائدہ۔ آیت ۹۵)

(۱۴۴) عورت کا شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی حج وعمرہ کا احرام باندھنا اگرچہ وہ گھر سے (بھی ابھی) نہ نکلی ہو۔ (زواجر۔ ص ۳۳۲)

(۱۴۵) بیت اللہ کی بے حرمتی کرنا۔ (زواجر۔ ص ۳۳۳)

(۱۴۶) حرم مکہ میں گناہ کرنا۔ (سورہ حج ۔ آیت ۲۵)

(۱۴۷) اہل مدینہ منورہ کو ڈرانا۔ (۱۴۸) اور ان کے ساتھ برائی کا ارادہ کرنا، (۱۴۹) مدینہ منورہ میں کوئی گناہ کرنا، (۱۵۰) وہاں کسی گناہ کرنے والے کو جگہ دینا، (۱۵۱) مدینہ منورہ کا درخت کاٹنا، (۱۵۲) مدینہ منورہ کی گھاس کاٹنا۔ (زواجر۔ ص ۳۴۲، ۳۴۳)

فائدہ: آخری دو گناہ حنفیہ کے ہاں کبیرہ نہیں ہیں اور حنفیہ کے ہاں مدینہ منورہ اصطلاحی معنی میں حرم نہیں۔ بلکہ حرم بمعنی محترم ہے۔
(قالہ بعض العلماء)

(۱۵۳) قدرت کے باوجود قربانی نہ کرنا۔ (زواجر۔ ص ۳۴۵)

(۱۵۴) قربانی کی کھال فروخت کرنا۔ (زواجر۔ ص ۳۴۶)

فائدہ : اگر قربانی کھال بیچ کر رقم حاجت مند کو دے دیں تو پھر صحیح ہے اور اگر خود مستحق نہیں پھر کھال بیچ کر اپنے استعمال میں لائے تو گناہ ہے۔

(۱۵۶) جانور کے کسی عضو کو کاٹ کر مثلہ کرنا۔ (۱۵۷) جانور کے چہرہ کو داغنا، (۱۵۸) اور اس کا نشانہ باندھنا، (۱۵۹) اور اس کو کھانے کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے قتل کرنا، (۱۶۰) اچھی طرح قتل یا ذبح نہ کرنا۔

(زواجر۔ ص ۳۴۷، ۳۴۸)

(۱۶۱) غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا جبکہ غیر اللہ کو معبود نہ سمجھے (کیونکہ ایسی صورت میں کافر ہو جائے گا)(سورہ انعام۔ آیت ۱۲۱)

(۱۶۲) سائبہ کو چھوڑ دینا۔(سورہ مائدہ۔ آیت ۱۰۳)

فائدہ : سائبہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ اونٹنی جو زمانہ جاہلیت میں بتوں کی نذر و نیاز کے لئے چھوڑی جاتی تھی، یا دس بارہ بچے جننے کے بعد اس کو آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا، اس پر سواری لیتے نہ اس کا دودھ دوہتے کہ اس کا دودھ اس کا بچہ پیتا یا مہمان کو دودھ پینے کا حق حاصل تھا۔ اسی طرح اس کو پینے اور چرنے میں پوری آزادی ہوتی۔ (المنجد۔ ۵۰۵)

(۱۶۳) ملک الاملاک (شہنشاہ) کسی کا نام رکھنا۔ (بخاری و مسلم، زواجر۔ ص ۳۵۳)

(۱۶۴) گھاس یا افیون یا بھنگ یا عنبر یا زعفران جیسی پاک نشہ آور چیز کھانا۔ (ابو داؤد، مسند احمد، زواجر۔ ص ۳۵۴)

(۱۶۵) بہنے والا خون پینا بغیر شدید مجبوری کے، (۱۶۶) خنزیر کا گوشت کھانا بغیر شدید مجبوری کے، (۱۶۷) مردار وغیرہ کھانا بغیر شدید مجبوری کے۔

(سورہ مائدہ۔ آیت ۳)

(۱۶۸) کسی جاندار کو آگ میں جلانا۔ (زواجر۔ ص ۳۶۴)

(۱۶۹) نجاست کھانا، (۱۷۰) گندگی کھانا، (۱۷۱) تکلیف دہ یا نقصان دہ چیز

کھانا۔(زواجر۔ص ۳۶۵)

(۱۷۲) آزاد آدمی کو فروخت کرنا۔(بخاری، زواجر۔ص ۳۶۷)

(۱۷۳) سود کھانا، (۱۷۴) سود کھلانا، (۱۷۵) سود لکھنا، (۱۷۶) سود کی گواہی دینا، (۱۷۷) سود میں کوشش کرنا، (۱۷۸) سود پر مدد و تعاون کرنا۔
(سورہ بقرہ، زواجر۔ص ۳۷۸)

(۱۷۹) سود میں (ناجائز) حیلہ کرنا۔ (زواجر۔ص ۳۸۱)

(۱۸۰) ضرورت مند کو جفتی کے لئے نر نہ دینا۔(زواجر ص۔ ۳۸۲)

تنبیہ : دراصل یہ مکروہ ہے۔ کبیرہ گناہ اسی وقت بنے گا جبکہ کسی بستی والے سخت مجبور ہوں اپنی بستی میں نر نہ پاتے ہوں تو دوسری جگہ ایک ہی ملتا ہو اور وہ نہ دے۔(زواجر۔ص ۳۸۲)

(۱۸۱) ناجائز خرید و فروخت اور حرام کمائی کے ذریعہ کھانا۔(سورہ نساء۔ آیت ۲۹، زواجر۔ص ۳۸۳)

(۱۸۲) سودا مہنگا بیچنے کے لئے روک رکھنا۔(مسلم، ابوداؤد، زواجر۔ص ۳۸۷)

تنبیہ : یہ ذخیرہ اندوزی کھانے کی چیزوں میں بوقت قحط مراد ہے۔ لہٰذا فراخی کے دنوں میں کھانے کی چیزوں میں ذخیرہ اندوزی کبیرہ گناہ نہیں ہے۔

(۱۸۳) بے سمجھ بچے کی بیع وغیرہ کر کے اس کو اس کی ماں سے جدا کرنا۔(ترمذی، زواجر۔ص ۳۹۰)

تنبیہ : بچہ سے مراد وہ لڑکا یا لڑکی ہے جو تمیز اور فرق نہ کر سکتا ہو چھوٹا ہونے کی وجہ سے یا پاگل ہونے کی وجہ سے اگرچہ ماں کی رضامندی بھی ہو پھر بھی اس کو ماں سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔(زواجر۔ص ۳۹۰)

(۱۸۴) ایسے شخص کا انگور اور کشمش وغیرہ ایسے شخص کے پاس بیچنا جو اس کو نچوڑ کر شراب بنائے۔ (۱۸۵) بے ریش غلام کو ایسے شخص کے ہاتھ بیچنا جس کے

بارے میں پتہ ہو کہ یہ اس سے گناہ کرے گا۔ (۱۸۶) باندی کا ایسے شخص کے ہاں فروخت کرنا جو اس کو زنا پر آمادہ کرے۔ (۱۸۷) لکڑی وغیرہ ایسی جگہ بیچنا جہاں وہ فضول کھیل کود کا آلہ بنا لیتے ہوں۔ (۱۸۸) کافروں کو ہتھیار فروخت کرنا تاکہ وہ ہمارے خلاف مدد کریں جہاد میں۔ (۱۸۹) اس شخص کو شراب بیچنا جو اس کو پی لے گا۔ (۱۹۰) نشہ آور نباتات وغیرہ فروخت کرنا ایسے شخص کو جو اسے ناجائز استعمال کریگا۔(زواجر۔ ص ۳۹۲)

(۱۹۱) بغیر ارادہ خریداری چیز کا بھاؤ بڑھانا، (۱۹۲) بیع پر بیع کرنا یعنی مشتری کو سودا پکا کرنے سے پہلے یہ کہنا کہ تم یہ نہ خریدو میں اس سے بہتر سودا تمہیں بیچوں گا۔(۱۹۳) شراء پر شراء کرنا یعنی بائع کو سودا پکا کرنے سے پہلے یہ کہنا کہ تم سودا ختم کردو میں زیادہ قیمت دوں گا۔(زواجر۔ ص ۳۹۲)

(۱۹۴) خرید و فروخت میں دھوکہ دینا جیسا کہ دودھ بڑھانے کی غرض سے نہ دوہنا یا دودھ میں پانی ملانا۔ (مسلم، زواجر۔ ص ۳۹۴)

(۱۹۵) جھوٹی قسم کھا کر سامان تجارت بیچنا۔(صحیح مسلم، زواجر ۴۰۴)

(۱۹۶) مکر (خفیہ بری تدبیر) کرنا۔ (زواجر ۴۰۶)

(۱۹۷) ناپ تول میں کمی کرنا۔ (سورۃ التطفیف، آیت ۱)

(۱۹۸) قرض جو قرضہ دینے والے کو نفع دے، چونکہ یہ سود ہے۔ لہٰذا سود کی وعیدیں سب ایسا کرنے والے کو شامل ہوں گی۔

(۱۹۹) قرض واپس نہ کرنے کی نیت سے لینا۔ (بخاری، زواجر ۴۱۰)

(۲۰۰) قرض واپس ہونے کی امید ہی نہیں ہے اور خود مجبور بھی نہیں ہے اور کوئی ظاہری سبب بھی قرض اترنے کا نہیں ہے اور قرض دینے والا اس بات سے ناواقف ہے۔ ایسی حالت میں قرضہ مانگنا۔ (نسائی، حاکم، زواجر ۴۱۱)

(۲۰۱) قرض خواہ کے مطالبے کے بعد امیر آدمی کا بغیر عذر کے ٹال مٹول کرنا۔ (بخاری و مسلم)

(۲۰۲) یتیم کا مال (ناحق) کھانا۔ (سورۃ النساء۔ آیت ۱۰)

(۲۰۳) گناہ میں مال خرچ کرنا اگرچہ ایک پیسہ ہو اور اگرچہ چھوٹے گناہ میں ہی کیوں نہ خرچ کیا جائے۔ (زواجر ۴۲۱)

(۲۰۴) پڑوسی کو تکلیف دینا۔ اگرچہ پڑوسی ذمی ہو۔ اس کے گھر جھانک کر یا تکلیف دہ عمارت بنا کر وغیرہ۔ (بخاری و مسلم)

(۲۰۵) تکبر اضرورت سے بڑھ کر عمارت بنانا۔ (بخاری و مسلم)

(۲۶۰) زمین کے نشان کو بدلنا۔ (کہ جس سے دوسروں کی حق تلفی ہوتی ہو)۔ (مسلم و نسائی)

(۲۰۷) نابینا کو راستہ سے بھٹکانا۔ (زواجر ۴۲۹)

(۲۰۸) جو سڑک اور گلی عام نہ ہو وہاں کے مکینوں کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا۔

(۲۰۹) عام راستہ میں سخت نقصان دہ ناجائز تصرف کرنا۔ (۲۱۰) مشترک دیوار میں اپنے شریک کی اجازت کے بغیر ناقابل برداشت تصرف کرنا۔ ان ائمہ کے نزدیک جو ان کی حرمت کے قائل ہیں۔ (زواجر ۴۳۰)

(۲۱۱) اپنے عقیدہ اور خیال میں صحیح ضمان ہو اور دینے پر قدرت بھی پھر ضامن کا ضمان نہ دینا۔ (زواجر ۴۳۰)

(۲۱۲) ایک شریک کا دوسرے سے خیانت کرنا۔ (۲۱۳) وکیل کا موکل سے خیانت کرنا۔ (ابوداؤد۔ زواجر ۴۳۱)

(۲۱۴) کسی وارث یا اجنبی کیلئے قرضے یا کسی چیز کا جھوٹا اقرار کرنا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

(۲۱۵) مریض کا اپنے ذمہ قرضے یا کسی چیز کا اقرار چھوڑ دینا۔ جبکہ ورثہ کے علاوہ اس کی بات کوئی اور نہ جانتا ہو جو ثابت کر سکے۔ (زواجر ۴۳۲)

(۲۱۶) جھوٹے نسب کا اقرار کرنا، (۲۱۷) اپنے نسب سے انکار کرنا۔ (زواجر ۴۳۲)

(۲۱۸) جس مقصد کے لئے چیز ادھار لی تھی اس کو اس کے علاوہ کسی اور مقصد کے

لئے استعمال کرنا، (۲۱۹) مالک کی اجازت کے بغیر ادھار لی ہوئی چیز آگے ادھار دینا۔ (۲۲۰) اگر مالک نے کہا ہو کہ مقررہ وقت کے بعد یہ چیز آپ نے اپنے پاس نہیں رکھنی یا استعمال نہیں کرنی پھر اس کی مخالفت کرنا۔

(زواجر ۴۳۳)

فائدہ : چونکہ یہ تینوں گناہوں کا مرجع وما ل ظلم اور غصب ہے۔ للذا یہ تینوں بھی کبیرہ گناہ شمار ہوں گے۔(ایضاً)

(۲۲۱) کسی کے مال پر جبراً و ظلماً غلبہ پانا۔(بخاری)

(۲۲۲) مزدور سے کام کروا کر اس کی مزدوری نہ دینا یا دیر سے دینا۔(بخاری)

(۲۲۳) عرفہ یا مزدلفہ یا منٰی میں عمارت بنانا جبکہ اسکی تحریم کا قائل ہو۔

(زواجر ۴۳۸)

(۲۲۴) عام یا خاص جائز چیزوں میں لوگوں کو روکنا۔ مثلاً بنجر زمین جس کا آباد کرنا ہر شخص کیلئے جائز ہے اور مثلاً عام سڑکیں اور مسجدیں اور معاون وغیرہ۔(زواجر ۴۳۸)

(۲۲۵) کسی کا عام راستہ کو کرایہ پر دینا اور اس کی اجرت لینا اگر چہ اپنی دکان یا مملوکہ جگہ کے قریب ہو۔(زواجر ۴۳۸)

(۲۲۶) جائز پانی پر غلبہ پا کر مسافر کو نہ دینا۔(بخاری و مسلم)

(۲۲۷) وقف کرنے والے کی شرط کے مخالف کرنا۔(زواجر۔ ۴۳۹)

(۲۲۸) گم شدہ چیز کی شرع کے موافق تشہیر کئے بغیر اس میں تصرف کرنا اور اس کا مالک ہی بن جانا۔(۲۲۹) گم شدہ چیز کے مالک کا علم ہو جانے کے باوجود اس سے چھپانا۔(زواجر ۴۳۹)

فائدہ : یہ دونوں گناہ بھی لوگوں کے ناحق مال کھانے کے مترادف کبیرہ ہے۔(ایضاً)

(۲۳۰) گرے پڑے بچہ کو لیتے وقت کسی کو گواہ نہ بنانا۔(زواجر ۴۳۹)

(۲۳۱) غلط وصیت کر کے کسی وارث کا حق مارنا۔(زواجر ۴۴۰)

فائدہ : ہر شخص کو (مرد ہو یا عورت) اپنی وصیت ضرور لکھنی چاہئے کیونکہ احادیث میں اس کا بہت ذکر آتا ہے۔

(۲۳۲) امانتوں میں خیانت کرنا، مثلاً رہن یا اجرت پر رکھی ہوئی چیز میں خیانت کرنا۔ (بخاری و مسلم، زواجر ۴۴۴)

کتاب الزواجر کی پہلی جلد کا خلاصہ ختم ہوا۔ اب انشاء اللہ دوسری جلد کا خلاصہ تحریر ہوگا۔

(۲۳۳) باوجود قدرت و ضرورت کے شادی نہ کرنا۔(بخاری و مشکوٰۃ ۲۷)

(۲۳۴) اجنبی عورت کو شہوت کے ساتھ دیکھنا جبکہ فتنہ کا ڈر ہو۔(بخاری و مسلم، زواجر ص ۳، ج ۲)، (۲۳۵) اسی طرح اس کو چھونا (زواجر ص ۴)،

(۲۳۶) اسی طرح کی عورت سے تنہائی کرنا اس طرح کہ مرد یا عورت کے ساتھ ان کا ایسا محرم نہ ہو جن کی وجہ سے وہ باز آجائیں۔ اسی طرح عورت کا کسی مرد سے خلوت کرنا جبکہ اس کا خاوند وہاں نہ ہو۔ (بخاری و مسلم۔ زواجر ص ۵۔ جلد ۲)

(۲۳۷) بے ریش لڑکے کو شہوت سے دیکھنا، (۲۳۸) اسی طرح اس کو شہوت سے چھونا، (۲۳۹) اسی طرح اسکے ساتھ تنہائی کرنا جبکہ کوئی اور ایسا شخص اس کے پاس نہ ہو جس کے ہوتے ہوئے یہ حرکت نہ کر سکتا ہو۔ (زواجر ۵ تا ۷، جلد ۲)

(۲۴۰) غیبت کرنا۔ (۲۴۱) غیبت سننے پر راضی ہو کر اور اس کو درست مان کر خاموش ہونا۔(سورہ حجر۔ آیت ۱۲، زواجر ۱۰، جلد ۲)

(۲۴۲) کسی کو برے القاب سے پکارنا۔ (۲۴۳) کسی مسلمان کا مذاق اڑانا۔ (سورہ حجرات آیت ۱۱)

(۲۴۴) (طعنہ دینا اور) چغل خوری کرنا۔ (سورہ القلم۔ آیت ۱۱)

(۲۴۵) دوزبانوں والے کا "دورخا" گفتگو کرنا۔ (بخاری و مسلم)

(۲۴۶) کسی پر بہتان لگانا۔ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

(۲۴۷) ولی کا اپنی بیٹی یا بہن کو کفو میں نکاح کرنے سے روکنا۔ (زواجر ۴۲۔ جلد ۲)

فائدہ: اس کی صورت یہ ہے کہ ایک عاقلہ بالغہ لڑکی اپنا نکاح اپنے کفو میں کرنا چاہتی ہے تو ولی اس کو روکتا ہے۔ یہ کبیرہ گناہ، جیسا کہ امام نوویؒ نے بھی اس کی اپنے فتاوٰی میں تصریح کی ہے۔ باقی حضرات نے صغیرہ گناہ شمار فرمایا ہے۔ امام رافعیؒ وغیرہ نے یہ فرمایا ہے کہ عضل (یعنی روکنا) کبیرہ گناہ تو نہیں ہے البتہ جب کئی مرتبہ (دوسرے علماء نے تین مرتبہ حد بتلائی ہے) روکے تو پھر فسق بن جاتا ہے (جو گناہ کبیرہ ہے) (زواجر ۴۲)

(۲۴۸) کسی نے ایک جگہ پیغام نکاح پہلے بھیجا ہوا ہے اور وہ صحیح اور جائز بھی ہے اور ایسے شخص نے قبول بھی کر لیا ہے جس کی بات مانی جاتی ہے اور لڑکا اور لڑکی والوں میں سے کسی نے انکار نہیں کیا تو ایسی جگہ پیغام نکاح بھیجنا۔

(زواجر ۴۲۔ جلد ۲)

(۲۴۹) عورت کو اس کے خاوند کے خلاف برانگیختہ کرنا۔ (۲۵۰) مرد کو اس کی بیوی کے خلاف خراب کرنا۔ (ابوداؤد، نسائی)

(۲۵۱) نسب یا رضاعت یا مصاہرت کی وجہ سے حرمت ثابت ہو پھر اس کے ساتھ نکاح کرنا اگرچہ وطی نہ کرے۔ (زواجر ۴۳، جلد ۲)

(۲۵۲) طلاق دینے والے کا حلالہ کرانے پر راضی ہونا۔ (۲۵۳) مطلقہ عورت کا اس کی (یہ) بات ماننا، (۲۵۴) پہلے خاوند کے لئے حلال کرنے والے دوسرے خاوند کا راضی ہونا۔ (زواجر ۴۳، جلد ۲)

تنبیہ: اس حدیث کی وجہ سے یہ تینوں گناہ کبیرہ ہیں۔ بہت سے صحابہ و تابعین و

حسن بصریؒ کا اس کے مطلق پر عمل تھا۔ مگر امام شافعیؒ کے ہاں یہ شرط ہے کہ جب حلالہ کرنے والے کے نکاح کے اندر (نکاح ثانی میں) یہ شرط لگائی جائے کہ وطی کے بعد تم طلاق دو گے تب حرام ہے اگر یہ شرط نہ لگائی جائے (بلکہ مقصود صرف اصلاح احوال ہو) تو ضرورت کی وجہ سے کیا جا سکتا ہے (احنافؒ بھی اسی طرح کے قائل ہیں)۔ (زواجر ۴۴۔ ج ۲)

(۲۵۵) خاوند کا بیوی (کے جماع وغیرہ) کے راز فاش کرنا۔

(۲۵۶) بیوی کا خاوند کے راز کھولنا۔ (مسند احمد، زواجر ۴۵، ج ۲)

(۲۵۷) بیوی یا باندی کیساتھ دبر میں وطی کرنا۔ (مسند احمد، ابو داؤد، زواجر ۴۶، ج ۲)

(۲۵۸) کسی اجنبی مرد یا عورت کی موجودگی میں اپنی بیوی سے جماع کرنا۔ (زواجر ۴۷، ج ۲)

(۲۵۹) ایسی شادی کرنا کہ مرد کا عورت کو اس کے مطالبہ پر بھی مہر ادا نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہو۔ (زواجر ۴۸، ج ۲)

(۲۶۰) کسی محترم یا گھٹیا چیز پر زمین ہو یا دیوار وغیرہ پر کسی جاندار کی تصویر لگانا اگرچہ ایسی تصویر ہو جس کی دنیا میں مثال نہیں ملتی مثلاً پروں والے گھوڑے کی تصویر۔ (بخاری و مسلم)

(۲۶۱) طفیلی بن کر دوسرے کا کھانا کھانے کے لئے بغیر اس کی اجازت اور خوشی کے جانا۔ (ابو داؤد، زواجر ۵۳، ج ۲)

(۲۶۲) مہمان کا پیٹ بھرنے کے بعد میزبان سے معلوم کئے بغیر ضرورت سے زائد کھانا کھانا۔ (زواجر ۵۴، ج ۲)

(۲۶۳) انسان کا اپنے مال سے اتنا زیادہ کھانا کھانا کہ اس کو واضح طور پر معلوم ہو کہ اس سے واضح نقصان ہو گا۔ (ایضاً)

(۲۶۴) حرص اور تکبر کی وجہ سے کھانے پینے میں بے حد توسع کرنا۔ (زواجر ص ۲۵۵، ج ۲)

(۲۶۵) ایک سے زیادہ بیویوں کی صورت میں کسی ایک بیوی کو ظلماً ترجیح دینا۔(ابوداؤد)

تنبیہ : مائل ہونے سے قلبی غیر اختیاری میلان نہیں ہے کیونکہ وہ جائز ہے یہاں مراد وہ میلان ہے کہ ظاہری ان کاموں میں ایک بیوی کو ترجیح دیتا ہو جن کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔ یعنی جہاں برابری رکھنی ضروری ہو وہاں وہ نہ رکھتا ہو تو گنہگار ہوگا۔(زواجر ۶۰، ج ۲)

(۲۶۶) اپنی بیوی کا وجوبی حق ادا نہ کرنا جیسے مہر اور نفقہ وغیرہ۔(البقرہ آیت :۲۲۸)

تنبیہ : ایک حدیث میں ہے کہ جس نے بغیر مہر کے شادی کر کے ساری عمر مہر ادا نہ کیا اور مر گیا تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو زانی (یعنی زانیوں میں شمار ہو کر) ملے گا۔(طبرانی فی الصغیر والاوسط مرفوعاً۔ زواجر ص ۶۲، ج ۲)

(۲۶۷) اپنے خاوند کا ضروری حق ادا نہ کرنا جیسا خاوند کو نفع نہ اٹھانے دینا جبکہ شرعی عذر بھی نہیں ہے۔(بخاری و مسلم، زواجر ۶۶، ج ۲)

(۲۶۸) بغیر غرض شرعی تین دن سے زیادہ مسلمان بھائی سے قطع تعلقی کرنا۔ (بخاری)

(۲۶۹) مسلمان بھائی سے ایسا اعراض کرنا کہ جب وہ اسے ملے تو یہ اس سے چہرہ موڑ لے۔(ایضاً)

(۲۷۰) دل میں ایسا کینہ رکھنا جو اوپر والے دو گناہوں کا سبب بنے۔ (بخاری، زواجر ۶۷، ج ۲)

(۲۷۱) عورت کا گھر سے باہر نکلنا خوشبو لگا کر اور زینت کر کے اگرچہ خاوند کی اجازت سے ہو۔(ابوداؤد، ترمذی، زواجر ۷۱، ج ۲)

(۲۷۲) عورت کا نافرمانی کرنا۔ مثلاً خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلنا جبکہ شرعی ضرورت بھی نہ ہو جیسے ضروری استفتاء یا گناہ کے خطرے سے یا گھر گرنے کے خطرہ سے باہر نکل گئی۔ (سورہ نساء ۔ آیت ۳۴، زواجر ۷۲، ج ۲)

(۲۷۳) حرج و تکلیف کے بغیر خاوند سے طلاق مانگنا۔(ابوداؤد، ترمذی)

(۲۷۴) اپنی بیوی اور لڑکے کے بارے میں بے غیرت بننا۔ (۲۷۵) کسی اجنبی عورت اور اجنبی لڑکے کے بارے میں بے غیرت بننا۔(زواجر ۸۱، ج ۲)

(۲۷۶) جن کے نزدیک رجوع کرنے سے پہلے وطی نہیں کر سکتا ان کا رجوع سے قبل وطی کرنا۔(زواجر ۸۳، ج ۱)

فائدہ: حنفیہ کے نزدیک جس عورت کو رجعی طلاق دی ہو اس سے وطی درست ہے۔ یعنی زبان سے رجوع کر کے وطی حنفیہ کے ہاں صرف بہتر ہے۔

(۲۷۷) چار ماہ یا اس سے زائد وطی نہ کرنے کی قسم کھانا۔(زواجر ۸۴، ج ۲)

فائدہ: یہ کبیرہ گناہ اس لئے ہے کہ اس میں بیوی کا بہت بڑا نقصان ہے اور اس کو اذیت پہنچانا ہے۔ یہی وجہ کہ شریعت نے قاضی کو اجازت دی ہے کہ جو شخص (قسم کھا کر پھر) چار ماہ تک بیوی سے وطی نہ کرے تو قاضی طلاق دلوا کر نکاح ختم کرا سکتا ہے۔(زواجر ۸۴، ج ۲) یہ قاضی کا تفریق کرانا اس مسئلہ میں امام شافعیؒ کے نزدیک ضروری ہے۔ احنافؒ کے نزدیک چار ماہ گزرنے سے پہلے وطی کرلی تو (قسم توڑنے کا) کفارہ دے گا۔ اگر چار ماہ پورے ہو گئے اور ابھی تک وطی نہ کی تو وہ عورت ایک طلاق سے بائنہ ہو جائے گی۔(معدن الحقائق شرح کنز الدقائق ۳۴۱، ج ۱)

(۲۷۸) اپنی منکوحہ کو کسی ایسی عورت کے ساتھ تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو۔ مثلاً یوں کہنا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہے۔ (زواجر ۸۵، ج ۲)

(۲۷۹) پاک دامن مرد یا عورت پر زنا یا لواطت کی تہمت لگانا(سورہ نور۔ آیت ۴، ۵)

(۲۸۰) مزکورہ گناہ کی تہمت پر خاموش رہنا۔(زواجر ۹۰، ج ۲)

(۲۸۱) کسی مسلمان کو گالی دینا اور اس کی بے عزتی کرنا۔(بخاری و مسلم)

(۲۸۲) اپنے والدین کو گالی یا گالی دینے میں سبب بنا اگر چہ خود والدین کو گالی وغیرہ نہیں دی۔ (بخاری)

(۲۸۳) انسان کا کسی مسلمان پر لعنت بھیجنا۔(ابوداؤد)

(۲۸۴) اپنے نسب یا والد سے برأت ظاہر کرنا۔(بخاری ومسلم)

(۲۸۵) جان بوجھ کر اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی کی طرف منسوب کرنا۔(زواجر ۱۰۰، ج ۲)

(۲۸۶) شرعی طور پر ثابت شدہ نسب میں طعن کرنا۔(مسلم، زواجر ۱۰۰، ج ۲)

(۲۸۷) عورت کا زنا یا شبہ کے طور پر وطی کی وجہ سے غیر ثابت النسب بچے کو کسی خاندان کی طرف منسوب کرنا۔(ابوداؤد، نسائی)

(۲۸۹) عدت پوری کرنے میں خیانت کرنا۔(زواجر ۱۰۱، ج ۲)

(۲۹۰) عدت گزارنے والی عورت کا عدت پوری ہونے سے پہلے ہی بغیر شرعی عذر کے گھر سے باہر نکلنا۔(زواجر ۱۰۱، ج ۲)

(۲۹۱) خاوند کی وفات پر غم میں سوگ نہ منانا۔(زواجر ۱۰۱، ج ۲)

فائدہ : عورت کے سوگ منانے کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ نہ ہنسے اور نہ بن سنور کر رہے اور بلا مجبوری عدت مکمل ہونے تک گھر سے باہر قدم تک نہ رکھے۔ (ایضاً)

(۲۹۲) جو اپنے اہل و عیال میں داخل ہو اس کو ضائع کرنا جیسے چھوٹے بچے۔ (ابوداؤد، نسائی، زواجر ۱۰۲، ج ۲)

(۲۹۳) والدین دونوں یا کسی ایک کی نافرمانی کرنا۔(اگر چہ اوپر چلتے جائیں یعنی دادا وغیرہ نیز باپ وغیرہ کے ہوتے ہوئے دادا وغیرہ کی نافرمانی نہیں کی جاسکتی)۔(سورہ نساء۔ آیت ۳۶)

(۲۹۴) قطع رحمی کرنا (یعنی قریبی رشتہ داروں کے ساتھ قطع تعلقی کرنا) (سورۃ محمد آیت ۲۲، بخاری ومسلم)

(۲۹۵) غلام کو اس کے آقا کے خلاف نفرت دلانا۔ (ابوداؤد، نسائی)

(۲۹۶) غلام کا اپنے آقا سے بھاگ جانا۔ (زواجر ۱۳۴۔ ج ۲)

(۲۹۷) آزاد شخص کو غلام بنا کر اس سے خدمت لینا۔ (ابوداؤد)

(۲۹۸) اپنے آقا کی ضروری خدمت نہ کرنا۔ (زواجر ۱۳۹۔ ج ۲)

(۲۹۹) اپنے غلام پر ضروری خرچ نہ کرنا۔ (مسند احمد، ترمذی)

(۳۰۰) اپنے غلام کو برداشت سے زیادہ تکلیف دینا اور ہمیشہ مارتے رہنا۔

(طبرانی، زواجر ص ۱۳۸، ج ۲)

(۳۰۱) بغیر کسی شرعی سبب کے اپنے جانور کو خصی وغیرہ کرنے کے ساتھ تکلیف دینا۔ (زواجر ۱۴۱، ج ۲)

(۳۰۲) جانوروں کو ایک دوسرے کے خلاف لڑانا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

(۳۰۳) کسی مسلمان کو ناحق (یا محفوظ ذمی کو قصداً یا شبہ عمد کی صورت میں) قتل کرنا۔ (سورہ فرقان۔ آیت ۶۸)

(۳۰۴) خودکشی کرنا۔ (سورہ نساء۔ آیت ۲۹، ۳۰، زواجر ۱۵۴، ج ۲)

(۳۰۵) حرام قتل یا اس کے مقدمات پر مدد کرنا۔ (بیہقی، زواجر ص ۱۵۱، ج ۲)

(۳۰۶) (مذکورہ گناہ کے وقت) روکنے پر قادر ہوتے ہوئے وہاں موجود ہونا اور نہ روکنا۔ (زواجر ۱۵۷، ج ۲)

(۳۰۷) کسی مسلمان یا ذمی کی ناحق پٹائی کرنا۔ (مسلم)

(۳۰۸) کسی مسلمان کو ڈرانا۔ (مسلم)

(۳۰۹) کسی مسلمان کی طرف ڈرانے کے لئے ہتھیار وغیرہ سے اشارہ کرنا۔

(ابوداؤد، زواجر ۱۶۰، ج ۲)

(۳۱۰) جادو کرنا جو کفر کی حد تک نہ ہو، (۳۱۱) جادو سیکھنا، (۳۱۲) جادو آگے سکھانا، (۳۱۳) جادو کرانا۔ (زواجر ۱۷۵۔ ج ۲)

فائدہ : قرآن کریم کی سورہ بقرہ کی آیت ۱۰۲ میں جادو کی برائی ظاہر کردی گئی ہے۔ جادو یا کفر ہے یا کبیرہ گناہ۔ اگر جادو میں کفریہ کلمات ہیں یا جادو حلال سمجھ کر کرتا یا سیکھتا یا سکھاتا ہے تو وہ کافر ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ (ایضاً)

(۳۱۴) "الکہانت" یعنی کاہن کا پیشہ اختیار کرنا۔ (۳۱۵) العرافت یعنی نجوم کا پیشہ اختیار کرنا، (۳۱۶) الطیرہ یعنی بدفالی لینا، (۳۱۷) الطرق یعنی پرندوں کے ذریعہ فال نکالنا، (۳۱۸) التنجیم یعنی احوال عالم معلوم کرنے کیلئے ستاروں کو دیکھنا (اور اس پر یقین رکھنا)، (۳۱۹) العیافہ یعنی خط (لکیروں) کے ذریعہ معلوم کرنا، (۳۲۰) کاہن یعنی جو اسرار الٰہی اور غیبی باتوں کے علم کا مدعی ہو اس کے پاس جانا، (۳۲۱) پیشہ نجوم رکھنے والے کے پاس جانا، (۳۲۲) فال نکالنے والے کے پاس جانا، (۳۲۳) ستاروں کو دیکھ کر احوال عالم معلوم کرنے والے کے پاس جانا، (۳۲۴) بد فالی لینے والے کے پاس جانا بد فالی نکالنے کے لئے، (۳۲۵) خط و لکیروں کے ذریعہ معلوم کرنے والے کے پاس خط لگوانے کے لئے جانا۔ (زواجر ۱۷۷، ج ۲)

(۳۲۶) امام یعنی بادشاہ وقت اگرچہ وہ ظالم ہو اس کے خلاف بغیر کسی وجہ کے یا ایسی وجہ کے ساتھ جس کا باطل ہونا یقینی ہو بغاوت کرنا۔
(سورہ شوریٰ، آیت ۴۲، زواجر ۱۷۹، ج ۲)

(۳۲۷) کسی دنیوی مقصد کے فوت ہونے کی وجہ سے امام یعنی امیر المومنین بادشاہ وقت سے بیعت توڑنا۔ (بخاری و مسلم)

(۳۲۸) بادشاہت یا وزارت کو قبول کرنا جبکہ یہ معلوم ہو کہ وہ خیانت کا مرتکب ہوگا۔ (بخاری و نسائی)

(۳۲۹) بادشاہت یا وزارت مانگنا اپنی خیانت یا عزم خیانت کو جانتے ہوئے۔
(زواجر ۱۸۱، ج ۲)

(۳۳۰) اور اس پر مال خرچ کرنا اپنی خیانت یا عزم خیانت جانتے ہوئے یعنی بادشاہت یا وزارت حاصل کرنے کے لئے مال خرچ کرنا۔ (بخاری، نسائی)

(۳۳۱) کسی ظالم یا فاسق کو مسلمانوں کے کسی معاملہ میں حاکم مقرر کرنا۔
(زواجر ۱۸۴، ج ۲)

(۳۳۲) نیک شخص کو ہٹا کر اس سے کم درجہ والے کو حاکم مقرر کرنا۔
(زواجر ۱۸۴، ج ۲)

(۳۳۳) بادشاہ، امیر یا قاضی کا اپنی رعایا کے ساتھ دھوکہ کرنا۔ (بخاری و مسلم)

(۳۳۴) اور ان کا ضرورت مندوں کی اہم ضروریات کو خود یا نائب کے ذریعہ پورا نہ کرنا۔ (زواجر ص ۱۸۷، ج ۲)

(۳۳۵) بادشاہوں اور وزیروں اور قاضیوں (ججوں) وغیرہ کا کسی مسلمان یا ذمی پر مال کھا کر یا مار کر یا گالی وغیرہ دے کر (یا کسی طرح بھی) ظلم کرنا۔ (بخاری و مسلم)

(۳۳۶) مظلوم کی مدد پر قادر ہونے کے باوجود مدد نہ کرنا۔ (زواجر ۱۹۴۔ ج ۲)

(۳۳۷) ظالموں کے پاس جانا ان کے ظلم سے رضامند ہو کر۔ (زواجر ۱۹۰، ج ۲)

(۳۳۸) ظلم پر ظالموں کی مدد کرنا۔ (زواجر ۱۹۵، ج ۲)

(۳۳۹) ظالموں کی طرف جھوٹی شکایت لے جانا۔ (ایضاً)

(۳۴۰) کسی بدعتی یا فسادی آدمی کو پناہ دینا (یعنی ان کی اتنی حفاظت کرنا کہ کوئی ان سے حق لینے آئے تو روکنا)۔ (مسلم، زواجر ۲۰۴، ج ۲)

(۳۴۱) کسی مسلمان کو "اے کافر" کہنا جبکہ مقصود صرف گالی کے طور پر ہو،

(۳۴۲) کسی مسلمان کو "اے اللہ کے دشمن" کہنا۔
(بخاری و مسلم۔ زواجر ۲۰۵، ج ۲)

(۳۴۳) اللہ تعالیٰ کی کسی حد میں سفارش کرنا۔ (ابوداؤد)

(۳۴۴) کسی مسلمان کی بے عزتی کرنا اور اس کے عیب تلاش کرنا یہاں تک کہ اس کو

لوگوں کے سامنے ذلیل ورسواہی کردینا۔(زواجر ص ۲۰۷، ج ۲)

(۳۴۵) مجمع میں نیکوں کی شکل ظاہر کرنا اور تنہائی میں حرام کاموں کا اگرچہ وہ گناہ صغیرہ ہی ہوں ارتکاب کرنا۔(زواجر ۲۰۹،ج ۲)

(۳۴۶) حد قائم کرنے میں مداہنت کرنا(یعنی ایک قسم کی بزدلی کرنا)(بخاری و مسلم)

(۳۴۷) زنا کرنا۔(سورہ الاسراء، آیت ۳۲)

(۳۴۸) لواطت کرنا، (۳۴۹) یہی کام کسی جانور سے کرنا، (۳۵۰) اپنی یا کسی عورت سے لواطت کرنا۔(زواجر ۲۱۵،ج ۲)

(۳۵۱) عورت کا عورت کے ساتھ (مرد کا عورت کے ساتھ کرنے کی طرح) کرنا۔ (زواجر ۲۳۵،ج ۲)

(۳۵۲) مشرک باندی سے شریک ساتھی کا وطی کرنا۔(۳۵۳) اپنی مردہ بیوی سے وطی کرنا۔(۳۵۴) بغیر ولی اور گواہوں کے کی ہوئی شادی میں وطی کرنا، (۳۵۵) نکاح متعہ میں وطی کرنا، (۳۵۶) اجرت پر لی ہوئی عورت سے وطی کرنا، (زواجر ۲۳۶،ج ۲)

تنبیہ : ایک حدیث میں ہے کہ "زنا سے بچو کیونکہ اس میں چھ چیزیں (نقصانات) ہیں۔ تین دنیا میں تین آخرت میں۔ دنیا کے تین نقصانات یہ ہیں، (۱) زانی مرد و عورت کے چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے، (۲) غربت پیدا ہوتی ہے، (۳) عمر کم (یعنی عمر میں برکت ختم) ہوتی ہے۔ آخرت میں پیش آنے والے نقصانات (۱) اللہ تعالیٰ کی ناراضگی، (۲) سختی سے حساب، (۳) دوزخ کا عذاب۔(زواجر ص ۲۱۸،ج ۲)

زبان اور نفس کی حفاظت کی فضیلت : صحیح بخاری میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھے زبان اور شرمگاہ کی ضمانت دے، میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔(زواجر ص ۲۲۷،ج ۲)

(۳۵۷) چوری کرنا۔ (سورہ مائدہ۔ آیت ۳۸)

تنبیہ : کبیرہ گناہ ہونے کے لئے اتنی چوری کرنا ضروری نہیں ہے جس سے ہاتھ کاٹنا ضروری ہو۔ بلکہ معمولی چوری کرنا بھی کبیرہ گناہ ہے۔

(زواجر ص ۲۳۷، ج ۲)

(۳۵۸) راستہ میں ڈاکہ ڈالنا اگرچہ کسی کو قتل نہ کیا ہو یا مال بھی نہ لیا ہو۔ (سورہ مائدہ، آیت ۳۳، ترمذی، مشکوٰۃ ص ۲۵۵)

(۳۵۹) شراب پینا اگرچہ اس سے نشہ نہ آئے۔ (۳۶۰) کوئی نشہ آور چیز استعمال کرنا، (۳۶۱) ان کو نچوڑنا، (۳۶۲) نچوڑنے کو طلب کرنا (پینے کی نیت سے)، (۳۶۳) اور اس کو اٹھانا، (۳۶۴) اور اس کو پینے وغیرہ کیلئے اٹھوانا، (۳۶۵) اور وہ پلانا، (۳۶۶) اور وہ پلانے کے لئے مانگنا، (۳۶۷) اور شراب کا خریدنا بیچنا، (۳۶۸) خریدنے یا بیچنے کے لئے مانگنا، (۳۶۹) اور اس کی قیمت کھانا، (۳۷۰) شراب یا ہر جو نشہ آور چیز ہو اس کو روک رکھنا۔ (زواجر ۲۵۹۔ ج ۲)

فائدہ : اللہ تعالیٰ جل شانہ نے قرآن کریم میں شراب کا نجس ہونا گندہ ہونا اور شیطانی کام ہونا ذکر فرما کر اس سے بچنے کا قطعی حکم دے دیا ہے۔

(سورہ مائدہ، آیت ۹۰ کی تفسیر)

(۳۷۱) بے گناہ پر قتل کے ارادے سے حملہ کرنا، (۳۷۲) یا مال چھیننے کے لئے حملہ کرنا، (۳۷۳) زنا کرنے کے لئے حملہ کرنا، (۳۷۴) یا ڈرانے دھمکانے کے لئے حملہ کرنا۔ (زواجر ۲۶۴، ج ۲)

(۳۷۵) کسی کے گھر اس کی اجازت کے بغیر تنگ سوراخ وغیرہ سے دیکھنا یا جھانکنا۔ (بخاری و مسلم۔ زواجر ۲۶۶، ج ۲)

(۳۷۶) جو لوگ بات نہ بتانا چاہتے ہوں ان کی بات سننے کیلئے کان دھرنا۔ (بخاری و مسلم، زواجر ۲۶۷، ج ۲)

(۳۷۷) بالغ ہونے کے بعد (مرد کا) ختنہ چھوڑے رکھنا۔(زواجر ۲۶۸،ج ۲)

(۳۷۸) متعین جہاد چھوڑنا اس کی صورت یہ ہے کہ کافر دارالاسلام میں آگئے اور انہوں نے کسی مسلمان کو پکڑ لیا اور ان سے چھڑانا بھی ممکن ہے۔ (۳۷۹) لوگوں کا بالکل جہاد چھوڑ ہی دینا۔ (۳۸۰) اہل ولایت (حکومت والوں) کا اپنی سرحد مضبوط نہ کرنا جس کی وجہ سے کفار کے غالب آنے کا ڈر ہو۔

(مسلم، زواجر ۲۷۱، ج ۲)

(۳۸۱) نیکی کا حکم نہ کرنا (جبکہ جان یا مال کا خطرہ نہ ہو)

(۳۸۲) قدرت کے باوجود برائی سے نہ روکنا (یعنی جبکہ جان یا مال کا خطرہ نہ ہو)۔

(سورہ مائدہ۔ آیت ۷۸، ۷۹)

(۳۸۳) اپنے قول و فعل میں مخالفت کرنا (یعنی جو کہنا اس پر عمل نہ کرنا)

(سورۃ البقرۃ۔ آیت ۴۴)

(۳۸۴) سلام کا جواب نہ دینا۔(زواجر ۲۸۲، ج ۲)

فائدہ: یہ اس وقت کبیرہ ہے جبکہ کسی مسلمان کو ہلکا سمجھے یا سخت تکلیف کا سبب ہو ورنہ صغیرہ ہے۔(ایضاً)

(۳۸۵) انسان کا یہ چاہنا کہ میری تعظیم کے لئے لوگ کھڑے ہوں۔(ابوداؤد)

تنبیہ: تعظیم و فخر کے لئے لوگوں کے لئے کھڑے ہونے کو پسند کرے تو یہ گناہ کبیرہ ہے اور مستحق وعید ہے ورنہ یعنی احتراماً اگر لوگ خود کھڑے ہوں تو جائز ہے۔(زواجر ۲۸۲، ج ۲)

(۳۸۶) جنگ سے بھاگنا (یعنی ایک کافر یا اتنے کفار سے جو دگنے سے زائد نہ ہوں) مگر یہ کہ لڑائی کا ہنر کرتا ہو یا اپنی جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو (یہ مستثنیٰ ہے)۔(سورہ انفال۔ آیت ۱۶، زواجر ۲۸۳، ج ۲)

(۳۸۷) طاعون سے بھاگنا۔(مسند احمد، زواجر ۲۸۷، ج ۲)

(۳۸۸) مال غنیمت میں خیانت کرنا۔(مسلم)

(۳۸۹) اور خیانت کرنے والے کو چھپانا (یعنی پناہ دینا)۔ (ابو داؤد)

(۳۹۰) کسی امن والے کو یا ذمی کو یا جس سے صلح کر رکھی ہو ان میں سے کسی ایک کو قتل کرنا۔ (ابن حبان فی صحیحہ، زواجر ص ۹۵، ج ۲))

(۳۹۱) مذکور میں سے کسی کے ساتھ دھوکہ کرنا۔ (۳۹۲) مذکور میں سے کسی پر ظلم کرنا۔ (صحیح مسلم، زواجر ۲۹۵، ج ۲)

(۳۹۳) غیر مسلموں کو (راز دینے کے لئے) مسلمانوں کے اندرونی حالات بتانا۔ (زواجر ۲۹۶، ج ۲)

(۳۹۴) گھوڑے تکبر وغیرہ کے لئے رکھنا یا شرط یا جوئے کے ساتھ ان کا گھوڑ دوڑ کرانے کے لئے رکھنا۔ (بخاری و مسلم)

(۳۹۵) شرط یا جوا لگا کر تیروں کے ساتھ تیر اندازی کا مقابلہ کرنا۔ (زواجر ص ۲۹۷، ج ۲)

(۳۹۶) تیر اندازی سیکھ کر اس سے ایسا اعرض کرتے ہوئے چھوڑنا جس سے دشمن کا غلبہ یا مسلمانوں کے بے عزتی ہوتی ہو۔ (مسلم)

(۳۹۷) جانتے ہوئے قصداً کسی کا حق مارنے کے لئے (یمین غموس جھوٹی) قسم کھانا۔ (بخاری و مسلم)

(۳۹۸) عام جھوٹی قسم کھانا۔

(۳۹۹) بہت زیادہ قسمیں کھانا اگرچہ سچا ہو۔ (ابن حبان، زواجر ص ۳۰۲، ج ۲)

(۴۰۰) امانت کی قسم کھانا۔ (ابو داؤد) (۴۰۱) بتوں کی قسم کھانا۔ (مسلم)

(۴۰۲) بے اصولی باتیں کرنے والے کا یہ کہنا کہ اگر میں یہ کروں تو میں کافر یا میں اسلام یا نبی سے بری۔ (نعوذ باللہ من ذلک) (مسلم، زواجر ص ۳۰۴، ج ۲)

(۴۰۳) اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب کی جھوٹی قسم کھانا۔ (بخاری و مسلم)

(۴۰۴) نذر پوری نہ کرنا چاہے وہ نذر ثواب کی ہو یا وہ شرط پائے جانے کی وجہ سے لازم ہو۔ (زواجر ۳۰۶، ج ۲)

فائدہ : یعنی کسی نے یوں نذر مانی کے میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اللہ کے لئے اتنی رکعت نفل پڑھوں گا یا نفلی روزے رکھوں گا یا کچھ خیرات کروں گا۔ اب اگر اس کا کام ہو گیا تو جس قدر نذر مانی تھی اس کا پورا کرنا واجب ہے ورنہ گناہِ کبیرہ ہو گا۔

(۴۰۵) عہدۂ قضاء سپرد کرنا (یعنی جج بنانا) ایسے شخص کے جو خیانت یا ظلم وغیرہ کرے۔ (سورہ مائدہ۔ آیت ۷۴ کی تفسیر)

(۴۰۶) (نااہل ہوتے ہوئے) عہدۂ قضا کی ذمہ داری لینا ایسے شخص کا جو جانتا ہو کہ خیانت یا ظلم وغیرہ کروں گا۔ (بخاری و مسلم)

(۴۰۷) اس شخص کا عہدہ قضا مانگنا جو اپنے متعلق خیانت یا ظلم وغیرہ جانتا ہو۔ (بخاری و مسلم)

(۴۰۸) جہالت سے فیصلہ کرنا۔ (۴۰۹) ظالمانہ فیصلہ کرنا۔ (ابو داؤد، ترمذی)

(۴۱۰) ناحق اور باطل شخص کی مدد کرنا۔ (ابو داؤد)

تنبیہ : ایک حدیث میں ہے کہ جس نے کسی جھگڑے میں ناحق کسی کی مدد کی تو وہ مستحق ہوا اللہ کے غضب کا۔ (ایضاً)

(۴۱۱) قاضی اور حاکم کا حق تعالیٰ کو ناراض کر کے رعایا کو راضی کرنا۔ (ابن حبان، زواجر ص ۳۱۲، ج ۲)

(۴۱۲) رشوت لینا اگرچہ صحیح فیصلہ پر ہو، (۴۱۳) ناحق رشوت دینا، (۴۱۴) رشوت لینے والے اور دینے والے کے درمیان کوشش کرنا۔ (۴۱۵) کسی کے حاکم یا حکم بنانے پر رشوت لینا، (۴۱۶) حکم اور فیصل بننے پر رشوت دینا۔ اس طرح کہ اس کا فیصل (جج) بننا متعین نہ ہو اور مال خرچ کر کے فیصل بننا ضروری نہ ہو (ورنہ گناہ کبیرہ نہ ہو گا)۔ (سورہ بقرہ : ۱۸۸، زواجر ص ۳۱۴)

(۴۱۷) اپنی سفارش کی وجہ سے ہدیہ قبول کرنا۔ (ابو داؤد، زواجر ص ۳۱۶، ج ۲)

تنبیہ : بعض ائمہ نے اس کو کبیرہ گناہ شمار کیا ہے مگر یہ اس وقت کبیرہ بنے گا جبکہ

ناجائز کام میں سفارش کے مقابلہ میں مال ہو۔(زواجر ص ۳۱۶، ج ۲)

(۴۱۸) ناحق یا بغیر علم کے جھگڑا کرنا جیسے ججوں کے وکیل، (۴۱۹) حق مانگنے کے لئے جھگڑنا مگر ساتھ سخت جھگڑا ظاہر کرنا اور مد مقابل کو تکلیف پہنچانا اور اس پر مسلط ہی ہو جانا، (۴۲۰) محض ضد کے طور پر جھگڑا کرنا مد مقابل پر غلبہ پانے کے لئے اور اس کو کمزور کرنے کے لئے، (۴۲۱) بغیر کسی مقصد کے گفتگو میں خلل ڈالنے کے لئے طعنہ مارنا، (۴۲۲) مختلف مذاہب کے متعلق (بلاوجہ) بری گفتگو کرنا۔(بخاری، زواجر ۳۱۶، ج ۲)

(۴۲۳) تقسیم کرنے والے کا اپنی تقسیم میں ظلم کرنا، (۴۲۴) قیمت لگانے والے کا قیمت لگانے میں ظلم کرنا۔(زواجر ۳۱۹، ج ۲)

(۴۲۵) جھوٹی گواہی دینا، (۴۲۶) جھوٹی گواہی قبول کرنا۔

(بخاری و مسلم، زواجر ۳۲۰، ج ۲)

(۴۲۷) بلاعذر گواہی چھپانا۔(سورہ بقرہ۔ آیت ۲۸۳)

(۴۲۸) وہ جھوٹ جس میں حد یا کوئی نقصان ہو۔(سورہ ہود، آیت ۱۸)

(۴۲۹) شرابیوں وغیرہ فاسقوں کیساتھ بطور محبت بیٹھنا اٹھنا۔(زواجر ۳۲۷، ج ۲)

(۴۳۰) علماء و فقہاء کا فساق کے ساتھ مجالست کرنا۔

فائدہ : یہ بھی بعض نے کبیرہ شمار کیا ہے کیونکہ فاسقوں فاجروں کے ساتھ جب قاری حضرات یا علماء کرام بار بار ملیں جلیں گے تو لازماً ان سے انس پیدا ہو گا جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ان کے کاموں کی طرف میلان ہو گا۔ حتمال ہے کہ کہیں وہ بھی گناہ کرنے شروع نہ کر دیں۔ بہر حال ساتھ یہ قید ہونی چاہئے کہ گناہ کو روکنے کی قدرت بھی ہے اختیار ہے پھر نہ روکنا یہ گناہ پر راضی ہونا ہے اور اس کو پختہ کرنا ہے جو کبیرہ گناہ ہے۔(زواجر ۳۲۷، ج ۲)

(۴۳۱) جوا کھیلنا (خواہ اکیلا ہو یا کسی بازی کے ساتھ ہو)۔ (سورہ مائدہ، آیت ۹۰، ۹۱)

(۴۳۲) نرد (چوسر) کھیل کھیلنا۔ (مسلم، ابوداؤد، زواجر ۳۲۹، ج ۲)

(۴۳۳) شطرنج کھیلنا (یہ حنفیہ کے نزدیک گناہ ہے) امام شافعیؒ کے ہاں جوئے کے ساتھ شطرنج کھیلنا گناہ ہے یا اگر نماز کا وقت جاتا ہو تو بغیر جوئے کے کھیلنا بھی اس وقت امام شافعیؒ کے ہاں ناجائز ہے) (زواجر ۳۳۲، ج ۲)

(۴۳۴) باجا بجانا، (۴۳۵) اور اس کو سننا، (۴۳۶) بانسری بجانا، (۴۳۷) اور سننا، (۴۳۸) طبلہ بجانا، (۴۳۹) اور اس کا سننا۔ (زواجر ۳۳۶، ج ۲ و معارف القرآن حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۱، ج ۸)

(۴۴۰) کسی معین یا غیر معین لڑکے کے حسن و جمال کو اس طرح یاد کرنا کہ میرا اس کے ساتھ عشق ہے، (۴۴۱) یا کسی خاص اجنبی عورت کے حسن و جمال کا تذکرہ کرنا اگرچہ فحش حرکتوں والا نہ ہو، (۴۴۲) یا عورت کو متعین کئے بغیر فحش حرکتوں کا تذکرہ کرنا، (۴۴۳) عشق و محبت والے اشعار پڑھنا۔ زواجر ۳۴۹، ج ۲)

(۴۴۴) اسی طرح ایسے شعر کہنا جن میں فحش (بے حیائی) ہو، (۴۴۵) ایسے شعر کہنا جن میں بہت گندہ جھوٹ ہو۔ (۴۴۶) اس قسم کے اشعار پڑھنا اور ان کو عام کرنا۔ (زواجر ۳۵۱، ج ۲)

(۴۴۷) شعر میں حد سے بڑھ کر کسی کی تعریف کرنا جیسے جاہل کو عالم اور یا فاسق کو عادل بنا دینا، (۴۴۸) ایسے شعار سے کمائی کرنا جن میں اکثر وقت لگتا ہو اور برائی و فحش میں مبالغہ کرتا ہو جب اس کو کوئی مال وغیرہ نہ دے تو اس کی برائی شروع کر دے۔ (زواجر ۳۵۵، ج ۲)

(۴۴۹) ایک صغیرہ گناہ کو بار بار کرنا یا کئی صغیرہ گناہ کرنا۔ (زواجر ۳۵۸، ج ۲)

(۴۵۰) کبیرہ گناہ سے توبہ نہ کرنا۔ (سورہ نور۔ آیت ۳۱)

(۴۵۱) کسی انصاری کے ساتھ بغض کرنا۔ (بخاری، زواجر ۳۷۹، ج ۲)

(۴۵۲) کسی ایک صحابی کو گالی دینا۔(زواجر ۳۸۰،ج ۲)

(۴۵۳) کسی پر دعویٰ کرنا کہ یہ چیز میری ہے یہ جانتے ہوئے کہ یہ میری نہیں ہے۔
(زواجر ۳۸۷،ج ۲)

(۴۵۴) شرعی اجازت کے بغیر آزاد شدہ غلام سے خدمت لینا۔ جیسا کہ چھپ کر اس کو آزاد کر دے اور مسلسل اس سے خدمت لیتا رہے۔
(زواجر ۳۸۷،ج ۲)

بحمدہٖ سبحانہ وتعالیٰ کتاب گناہ کبیرہ (اردو ترجمہ کتاب الزواجر) کا خلاصہ جس میں کبیرہ گناہ مع الدلائل بیان ہوئے مکمل ہو گیا۔ اس میں بعض گناہ ایسے تھے جس میں تکرار تھا، اسے ہم نے نقل نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ مصنف اور مترجم دونوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہم سب کو گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

چند صغیرہ گناہ

علامہ ابن نجیم مصری حنفی نے ۱۲۵/ صغیرہ گناہ لکھے ہیں۔ یہاں بطور مثال ۵۰، لکھے جاتے ہیں اور یاد رہے کہ باقی ۷۵ میں سے اکثر وہ ہیں جن کو ابن حجر مکیؒ نے زواجر میں کبیرہ شمار کیا ہے۔ لیکن ساتھ ابن حجر مکیؒ نے قیدیں وغیرہ بھی لگائی ہیں کہ یہ گناہ اگر اس طرح ہو تو کبیرہ بنے گا ورنہ نہیں، نہ یہ کہ مطلقاً ہر صغیرہ کو ابن حجر مکیؒ نے کبیرہ شمار کر لیا ہو (ایسا نہیں ہے) یہی وجہ ہے کہ آگے لکھے جانے والے ۵۰/ صغیرہ گناہ ابن حجر مکیؒ نے نہیں لئے اور یہ بات بھی یاد رہے کہ چھوٹا گناہ بار بار کرنے سے کبیرہ ہی بن جاتا ہے۔

(۱) وہ جھوٹ جس میں کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

(۲) نماز میں با اختیار خود ہنسنا یا کسی مصیبت کی وجہ سے رونا۔

(۳) صوم وصال یعنی اس طرح نفل روزہ پر روزہ رکھنا کہ درمیان میں بالکل افطار نہ کرے۔

(۴) جمعہ کی (پہلی) اذان کے بعد خرید و فروخت کرنا۔
(جبکہ دوسری اذان کے بعد حرام ہے)

(۵) شوقیہ کتا پالنا
(شکار کے لئے یا کھیت باغ گھر کی حفاظت کیلئے پالا جائے تو جائز ہے)

(۶) شراب کو اپنے گھر میں رکھنا۔

(۷) کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔

(۸) نماز میں سدل کرنا یعنی کپڑے کو اس کی وضع طبع کے خلاف لٹکانا۔

(۹) بحالت جنابت اذان دینا۔

(۱۰) بحالت جنابت مسجد میں بلا عذر داخل ہونا۔

(۱۱) کسی نماز پڑھنے والے کے آگے اس کی طرف رخ کر کے بیٹھنا یا کھڑا ہونا۔

(۱۲) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا۔

(۱۳) مسجد میں ایسے کام کرنا جو عبادت نہیں۔

(۱۴) زکوٰۃ ردی مال سے ادا کرنا۔

(۱۵) سڑی ہوئی مچھلی یا جو مر کر پانی کے اوپر آجائے اس کو کھانا۔

(۱۶) حلال اور مذبوح (جو ذبح ہو چکا ہو) جانور کے اعضائے مخصوصہ اور مثانہ اور غدود کا کھانا۔

(۱۷) نکاح شغار یعنی ایک لڑکی کے مہر میں بجائے روپے پیسے کے اپنی لڑکی دینا۔ اور وہ صورت جس کو ہمارے عرف میں وٹہ سٹہ کہتے ہیں۔ جس میں دونوں لڑکیوں کا علیحدہ علیحدہ مقرر ہو وہ اس میں داخل نہیں یعنی جائز ہے۔

(۱۸) بیوی کو ایک وقت میں ایک سے زائد طلاق دینا۔

(۱۹) بیوی کو بلا وجہ اور بلا ضرورت بائن طلاق دینا (بلکہ ضرورت کے وقت ایک رجعی طلاق دینی چاہئے)

(۲۰) بحالت حیض طلاق دینا۔

(۲۱) جس طہر میں جماع کر چکا ہے اس میں طلاق دینا۔

(۲۲) مطلقہ بی بی سے بذریعہ فعل (جماع وغیرہ کے) رجعت کرنا (بلکہ اول رجعت قول سے ہونی چاہئے) اس گناہ کے متعلق علامہ ابن حجر مکیؒ نے یہ قید لگائی ہے کہ یہ گناہ اس وقت کبیرہ ہے جبکہ رجوع کرنے سے پہلے وطی کی حرمت کا قائل ہو (یا ان کا مقلد ہو)

(۲۳) اپنی اولاد کو چیز دینے میں برابری نہ کرنا (ہاں کسی لڑکے، لڑکی میں علم و صلاحیت زیادہ ہونے کے سبب اس کو کچھ زیادہ دیدے تو مضائقہ نہیں)

(۲۴) جس شخص کے پاس مال حرام زیادہ، حلال کم ہو، اس کا ہدیہ یا دعوت بغیر عذر کے بلا تحقیق قبول کرنا۔

(۲۵) مغصوبہ (یعنی غصب کی ہوئی) زمین کی پیداوار سے کھانا۔

(۲۶) مغصوبہ (یعنی غصب کی ہوئی) زمین میں داخل ہونا، اگرچہ نماز ہی کیلئے ہو۔

(۲۷) غیر کی زمین میں بغیر اس کی اجازت سے چلنا (جبکہ اسکو اپنی زمین میں کسی کے چلنے پر اعتراض نہ ہو۔)

(۲۸) کسی حربی کافر یا مرتد کو تین روز تک توبہ کر کے مسلمان ہونے کی دعوت دینے سے پہلے قتل کر دینا۔

(۲۹) عورت مرتدہ کو قتل کرنا۔

(۳۰) نماز میں سجدہ تلاوت واجب ہو اس کو موخر کرنا یا چھوڑ دینا۔

(۳۱) نماز کے لئے کسی خاص سورت کی تلاوت کو مقرر کرنا۔

(۳۲) جنازہ کی چارپائی کو چوڑائی کے رخ پر ڈولی کی طرح بانس باندھ کر اٹھانا۔

(۳۳) بغیر ضرورت کے دو آدمیوں کو ایک قبر میں دفن کر دینا۔

(۳۴) دانتوں کو سونے کے تاروں سے (بلا ضرورت) باندھنا۔

(۳۵) مردہ کے چہرہ کو (شہوت سے) بوسہ دینا۔

(۳۶) کافر کو بلا ضرورت ابتداءً سلام کرنا (ہاں وہ سلام کرے تو جواب میں "وعلیک" یا "ہداک اللہ" کہنا چاہئے)

(۳۷) مخالف اسلام قوم کے ہاتھ ہتھیار فروخت کرنا جبکہ ان سے لڑائی ہو۔

(۳۸) خصی غلام سے خدمت لینا یا اس کے کسب سے کھانا۔

(۳۹) بچوں کو ایسا لباس پہنانا جو بالغ کے لئے ممنوع ہے۔

(۴۰) اپنا دل بہلانے کے لئے گانا۔

(۴۱) کسی عبادت کو شروع کر کے باطل کرنا۔

(۴۲) اذان سننے کے بعد گھر میں بیٹھ کر اقامت کا انتظار کرتے رہنا۔

(۴۳) عالم، بزرگ، باپ کے سوا کسی کا ہاتھ چومنا۔

(۴۴) تلاوت قرآن کرنے والے کو اپنے باپ یا استاد کے سوا کسی کے لئے تعظیماً کھڑا کرنا۔

(۴۵) خطبہ کے وقت کلام کرنا۔

(۴۶) اپنا لڑکا جس کی عمر سات سال سے زائد ہو اس کے ساتھ ایک بستر میں سونا۔

(۴۷) تلاوت قرآن پاک کرنا حالت جنابت یا حیض و نفاس۔

(۴۸) بے فائدہ کلام کرنا۔

(۴۹) ہنسی دل لگی میں افراط و زیادتی کرنا۔

(۵۰) کسی ذمی غیر مسلم کو اے کافر کہہ کر خطاب کرنا جب کہ غیر مسلم کو اس سے تکلیف ہوتی ہو (اگر کسی مسلمان کو اے کافر کہہ کر بلائے گا تو کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا۔

(کما نقله ابن حجر المکیؒ فی الزواجر)

گناہوں کی وجہ سے دنیا کے نقصانات

(۱) علم محروم رہنا۔
(۲) روزی کم ہو جانا۔
(۳) اللہ تعالیٰ کی یاد سے وحشت ہو جانا۔
(۴) آدمیوں سے وحشت ہو جانا خاص کر نیک آدمیوں سے۔
(۵) اکثر کاموں میں مشکل پڑ جانا۔
(۶) دل میں صفائی نہ رہنا۔
(۷) دل میں اور بعض دفعہ پورے بدن میں کمزوری ہو جانا۔
(۸) طاعت سے محروم رہنا۔
(۹) عمر گھٹ جانا۔
(۱۰) توبہ کی توفیق نہ ہونا۔
(۱۱) کچھ دنوں میں گناہوں کی برائی دل سے جاتی رہنا۔
(۱۲) اللہ تعالیٰ جل شانہ' کے نزدیک ذلیل ہو جانا۔
(۱۳) دوسری مخلوق کو اس سے نقصان پہنچنا اور اس وجہ سے اس پر لعنت کرنا۔
(۱۴) عقل میں فتور ہو جانا۔
(۱۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف سے اس پر لعنت ہونا۔
(۱۶) فرشتوں کی دعا سے محروم رہنا۔
(۱۷) پیداوار میں کمی ہونا۔
(۱۸) شرم وحیا کا جاتا رہنا۔
(۱۹) اللہ تعالیٰ جل شانہ' کی بڑائی اس کے دل سے نکل جانا۔

(۲۰) نعمتوں کا چھن جانا۔

(۲۱) بلاؤں کا ہجوم ہو جانا۔

(۲۲) اس پر شیطان کا مقرر ہو جانا۔

(۲۳) دل کا پریشان رہنا۔

(۲۴) مرتے وقت منہ سے کلمہ نہ نکلنا۔

(۲۵) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا اور اس وجہ سے بے توبہ مر جانا۔

یہ تو صرف دنیا کے نقصانات ہیں اور آخرت کے نقصانات اس کے علاوہ ہیں، جو اس سے بہت ہی زیادہ ہیں۔ (اعاذنا اللہ منہ) (بہشتی زیور حصہ اول)

عبادت اور نیکی کی وجہ سے دنیا کے فوائد

(۱) روزی بڑھنا۔

(۲) طرح طرح کی برکت ہونا۔

(۳) تکلیف اور پریشانی دور ہو جانا۔

(۴) مرادوں کے پورا ہونے میں آسانی ہونا۔

(۵) لطف کی زندگی ہونا۔

(۶) بارش ہونا۔

(۷) ہر قسم کی بلا کا ٹل جانا۔

(۸) اللہ تعالیٰ جل شانہ کا مہربان و مددگار رہنا۔

(۹) فرشتوں کو حکم ہونا کہ اس کا دل مضبوط رکھو۔

(۱۰) سچی عزت و آبرو ملنا۔

(۱۱) مرتبے بلند ہونا۔

(۱۲) سب کے دلوں میں اس کی محبت کا ہو جانا۔

(۱۳) قرآن کا اس کے حق میں شِفا ہونا۔

(۱۴) مال کا نقصان ہو تو اس کا اچھا بدلہ ملنا۔

(۱۵) دن بدن نعمت میں ترقی ہونا۔

(۱۶) مال بڑھنا۔

(۱۷) دلی راحت و تسلی رہنا۔

(۱۸) آئندہ نسل میں نفع پہنچنا۔

(۱۹) زندگی میں غیبی بشارتیں نصیب ہونا۔

(۲۰) مرتے وقت فرشتوں کا خوشخبری سنانا۔

(۲۱) عمر بڑھنا۔

(۲۲) افلاس و فاقہ سے بچے رہنا۔

(۲۳) تھوڑی چیز میں زیادہ برکت ہونا۔

(۲۴) اللہ تعالیٰ جل شانہ' کا غصہ جاتا رہنا۔ (بہشتی زیور حصہ اول ص ۳۸)

فائدہ : یہ صرف دنیا کے فوائد ہیں اور آخرت کے فوائد اس سے بہت زیادہ ہیں۔ اللہ ہم سب کو گناہوں سے بچائے اور نیکی کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

گناہوں سے توبہ کا طریقہ

توبہ ایسی چیز ہے کہ اس سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں مگر اس کی کچھ شرائط و قواعد ہیں۔

قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیُدْخِلَکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

ترجمہ : اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی اور خالص توبہ کرو۔ امید ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے گناہ تم سے دور کر دے گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

خالص اور سچی توبہ یہ ہے کہ اس کے بعد گناہ کا دھیان بھی نہ آئے۔ یعنی توبہ عدم عود کی نیت کے ساتھ ہو کہ آئندہ گناہ نہیں کروں گا۔ گناہ کو ترک کرے اس کی بُرائی کے سبب۔ گزشتہ گناہوں پر ندامت ہو اور آئندہ کے لئے گناہ نہ کرنے کا عزم ہو، اعمال متروکہ کا تدارک اور تلافی مافات ہو۔

یعنی جو نماز روزہ وغیرہ قضا ہوا ہو اس کو قضا (یعنی اس کو ادا) بھی کرے اور اگر بندے کے حقوق ضائع ہوئے ہیں، ان سے معاف بھی کرا لے یا ادا کرے۔ اور جو ویسے ہی گناہ ہوں ان پر خوب کڑھے اور روئے۔ اگر رونا نہ آئے تو کم از کم رونے کی شکل بنا کر اللہ تعالیٰ سے خوب معافی مانگے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔

یہ چار باتیں علماء کرام نے قرآن و حدیث کی روشنی توبہ نصوح کی شرطیں

بیان کی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس توبہ نصوح کے اثرات بیان فرمائے کہ ایسی توبہ سے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ تمام برائیوں کو دور کر دے گا اور بہشت کے باغوں میں داخل فرمائے گا۔

اگر کسی شخص نے ان مذکورہ شرائط کے ساتھ سچی اور پکی توبہ کی اور کچھ عرصہ بعد پھر غلطی ہو گئی تو اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بلکہ پھر توبہ کرے، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کے کسی بندے نے گناہ کیا، پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: اے میرے مالک! مجھ سے گناہ ہو گیا ہے، مجھے معاف فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہوں پر پکڑ اور معاف بھی کر سکتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کا گناہ بخش دیا اور اس کو معاف کر دیا۔ اس کے بعد جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رکا رہا اور پھر (انسان ہے غلطی سے) کسی وقت گناہ کر بیٹھا، پھر اللہ سے (توبہ و ندامت کے ساتھ) عرض کیا: میرے مالک! مجھ سے گناہ ہو گیا تو اس کو بخش دے اور معاف فرما دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا کہ کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہ و قصور معاف بھی کر سکتا ہے اور پکڑ بھی سکتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کا گناہ معاف کر دیا۔ اس کے بعد جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رکا رہا اور کسی وقت پھر کوئی گناہ کر بیٹھا اور پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: اے میرے مالک مولیٰ! مجھ سے اور گناہ ہو گیا، تو مجھے معاف فرما دے اور میرے گناہ بخش دے، تو اللہ تعالیٰ نے پھر ارشاد فرمایا کہ کیا میرے بندے کو یقین ہے کہ اس کا کوئی مالک و مولیٰ ہے جو گناہ بھی معاف کر سکتا ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش

دیا۔(اس کے بعد آپؐ نے فرمایا) اب جو اس کا جی چاہے کرے۔

(بخاری و مسلم، کذا فی المشکوٰۃ ص ۲۰۳)

فائدہ : "اب جو چاہے کرے۔" یعنی جب توبہ استغفار سے گناہوں کی معافی ملتی ہے تو بندے کو چاہئے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرتا رہے اور موت کے آثار شروع ہونے سے پہلے پہلے توبہ استغفار سے معافی مل سکتی ہے۔ جوں ہی موت کے آثار شروع ہوئے توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ اب بھی اگر بندہ گناہ پر توبہ نہ کرے تو یہ اس کی بدبختی ہے۔

صلوٰۃ التوبہ کا بیان

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے، وہ کہتے ہیں کہ:

قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول ما من رجل یذنب ذنبا ثم یستغفر اللّٰہ الا غفر اللّٰہ لہ ثم قرا ھذہ الایۃ وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُ اللّٰہُ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلا اللّٰہُ وَلَمْ یُصِرُّوْ عَلٰی مَا فَعَلُوا وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ○ (ابو داؤد ج ۱ ص ۲۱۳) (آیت سورۂ آل عمران : آیت ۱۳۵)

میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس آدمی سے گناہ سرزد ہو جائے اور وہ اچھی طرح وضو کرے، پھر کھڑا ہو اور دو رکعت نماز پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے (یعنی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے) تو اللہ تعالیٰ اس کا گناہ معاف فرما دیتا ہے، پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی، "اور یہ وہ لوگ ہیں جب کوئی بے جا حرکت کر بیٹھتے یا اپنے ہی حق میں کوئی ظلم کر ڈالتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کر لیتے ہیں اور اپنے گناہوں سے معافی طلب کرنے لگتے ہیں اور اللہ کے سوا ہے کون جو گناہوں کو بخشتا ہو اور یہ لوگ اپنے کئے پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں (کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کی سچی توبہ قبول فرماتا ہے)۔

فائدہ: یعنی ایمان والے لوگ جب بمقتضائے بشریت کسی خطا و لغزش اور گناہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو ایمان و یقین سے بھرپور ان کا ضمیر انہیں متنبہ کرتا ہے، وہ ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں، اس کی عبادت کر کے اس سے لغزش کی

معافی مانگتے ہیں اور اللہ جل شانہ ایسے لوگوں کو جو اپنے گناہوں پر ندامت و افسوس کا اظہار کرتے ہوئے آئندہ ایسی غلطی نہ کرنے کا عزم رکھتے ہوں، معاف فرما دیتا ہے۔

فیحسن الطهور کا مطلب تو یہی ہے کہ جس سے گناہ ہو گیا ہو تو وہ اچھی طرح سے وضو کر کے "صلوٰۃ التوبہ" یعنی نماز توبہ پڑھے۔ لیکن افضل یہ ہے کہ غسل کرے اور ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا سب سے زیادہ افضل ہے۔ (مظاہر حق ج ۱، ص ۸۶۱)

توبہ و استغفار کی فضیلت

توبہ و استغفار جہاں گناہوں کی معافی اور نیکیوں کی حامی اور کوتاہی کی تلافی کا ذریعہ ہے وہاں دوسرے بہت سے فوائد کا ذریعہ بھی ہے۔ قرآن کریم میں حضرت نوح علیہ السلام کی نصیحت کا ذکر ہے جو انہوں نے اپنی قوم کو کی تھی۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا O (سورہ نوح)

ترجمہ: اور میں نے کہا کہ تم اپنے رب سے گناہ بخشواؤ، وہ بڑا بخشنے والا ہے، کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا اور تمہارے مالوں اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لئے باغ بنا دے گا اور تمہارے لئے نہریں بہا دے گا۔

اس آیت سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ توبہ و استغفار بارش کے آنے اور طاقت اور قوت میں اضافہ ہونے اور مال اور اولاد کے بڑھنے اور باغات و نہریں نصیب ہونے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ "جو شخص توبہ و استغفار میں لگا رہے، اللہ تعالیٰ اس

کے لئے ہر دشواری سے نکلنے کا راستہ بنادیں گے اور ہر فکر کو ہٹا کر کشادگی عطا فرمائیں گے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیں گے جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہوگا۔

(ابوداؤد ج ۱ ص ۲۱۲)

توبہ کے قبول ہونے کی علامت

اگر کوئی مسلمان غفلت سے گناہ میں مبتلا ہو گیا پھر توبہ کر لی اور اس توبہ کے بعد اپنے عمل کی ایسی اصلاح کر لی کہ اس کے عمل سے توبہ کا ثبوت ملنے لگا تو یہ توبہ بھی عنداللہ مقبول ہوگی اور بظاہر توبہ کے فوائد بھی اس کو حاصل ہوں گے۔ بخلاف اس کے جس نے صرف زبانی خرچ سے توبہ کی اور توبہ کی شرائط کا پاس نہ کیا اور نہ ہی آئندہ عمل میں اس کا کوئی ثبوت فراہم کیا تو اس کی توبہ گویا توبہ ہی نہیں۔

تتمہ

اس مضمون کی تحریر کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو پتہ چل جائے کہ عمومی زندگی میں آج کل جن اعمال نے جگہ پکڑ رکھی ہے ان میں کون کون سے اعمال گناہ ہیں اور ان گناہوں پر کیا وعیدیں ہیں اور ان کے ارتکاب سے دنیا و آخرت کا کیا نقصان ہے۔

گناہ کبیرہ کیا ہیں اور صغیرہ گناہ کون سے ہیں اس میں مفسرین اور محدثین نے بہت کچھ لکھا ہے چونکہ یہ علمی باتیں ہیں اس لئے اس مضمون میں احقر تفصیل میں نہیں گیا بلکہ ممنوعات اور منہیات جمع کر دی ہیں، جسے عمل کرنا ہے اسے اس بحث میں پڑنے کی ضرورت بھی نہیں ہے کہ صغیرہ گناہ کیا ہیں اور کبیرہ کیا ہیں۔ مومن کا کام یہ ہے کہ ہر گناہ چھوڑے تاکہ عذاب سے بچے اور آخرت درست ہو۔

گناہ گناہ ہی ہے اگرچہ صغیرہ ہو، زہر زہر ہی ہے اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔ علماء نے بتایا ہے کہ صغیرہ گناہ کو کرتے رہیں تو وہ بھی کبیرہ گناہ بن جاتا ہے اور جو لوگ کسی صغیرہ گناہ میں مبتلا ہیں عام طور سے اس کو کرتے ہی رہتے ہیں۔ لہٰذا جس کو صغیرہ سمجھتے ہیں اگر کبیرہ نہ ہو تب بھی وہ کبیرہ ہو ہی جاتا ہے۔ پھر صغیرہ گناہ کی عادت ہو جائے تو نفس و شیطان کبیرہ گناہوں تک پہنچا دیتے ہیں اس لئے صغیرہ و کبیرہ گناہ ہر گناہ سے پرہیز کریں اور جو کوئی گناہ ہو جائے خواہ صغیرہ ہی ہو فوراً توبہ کریں۔

مرنا برحق ہے، حساب کتاب برحق ہے، جزا و سزا برحق ہے تو گناہوں کا ارتکاب کیوں کرتے ہیں؟ افسوس ہے کہ بوڑھے بوڑھے لوگ گناہ میں لت پت ہیں، قبر میں قدم لٹکائے ہوئے ہیں مگر گناہ چھوڑنے کے لئے آمادہ نہیں۔ اس کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے کہ یا تو قرآن و حدیث کی باتوں پر یقین نہیں ہے جو مرنے کے بعد کے حالات سے متعلق ہیں یا اتنے بڑے نڈر ہیں کہ عذاب کی خبروں اور وعیدوں سے قصداً لاپرواہ ہیں اور عذاب بھگتنے کو تیار ہیں۔ (العیاذ باللہ)

قرآن مجید میں ارشاد ہے :

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ (سورۃ الحشر)

یعنی ہر نفس غور کرے اور سوچ کہ اس نے کل (آخرت) کیلئے پہلے سے کیا بھیجا ہے

ہمیشہ غور و فکر کریں اور سوچیں کہ ہم آخرت کیلئے کیا کر رہے ہیں اور کیا کر چکے ہیں۔ زندگی میں گناہ زیادہ کیۓ ہیں یا نیکیاں زیادہ کی ہیں، اعمال صالحہ کے نام سے جو کام کیۓ ہیں وہ ناقص تھے یا کامل، اور کمی کوتاہی کتنی تھی، اخلاص تھا یا ریاکاری کا جذبہ کار فرما تھا؟ اور جو اعمال اب انجام دے رہے ہیں ان کے بارے میں بھی فکر مند ہوں کہ مقبولیت کے لائق ہیں یا نہیں؟ لہٰذا ہمیں جسم کے ہر عضو خصوصاً زبان اور نفس کی حفاظت کرنی چاہئے اور جب فکر کرتے رہیں گے تو انشاء اللہ رجوع الی اللہ کی توفیق ہوگی اور گناہوں سے سچی توبہ نصیب ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان کی سلامتی نصیب فرمائے اور الفاظ کفریہ و ارتداد سے پناہ عطاء فرمائے۔ نیز ہر چھوٹے بڑے گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر غلطی و نادانی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

اللھم ا حفظنا ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقه سیدنا محمدو اله واصحابه اجمعین

واخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین

تالیفات : مولانا مفتی عبدالشکور قاسمی

درج ذیل کتابیں بہت ہی اہم اور ہر گھر کی ضرورت ہیں۔

1- **کتاب الصلوٰۃ (مکمل اور مدلل)** : اس کتاب میں صلوٰۃ خمسہ کے فرائض، سنن، نوافل، صلوٰۃ الجمعہ، صلوٰۃ التراویح، صلوٰۃ التہجد، صلوٰۃ العیدین، صلوٰۃ الضحیٰ (اشراق و چاشت)، صلوٰۃ الاوابین، جمع بین الصلوٰتین، صلوٰۃ الحاجات، صلوٰۃ القضاء، صلوٰۃ التوبہ، صلوٰۃ الاستخارہ، صلوٰۃ المریض والمعذور، صلوٰۃ القصر، صلوٰۃ المسافر، تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضو، صلوٰۃ الکسوف، صلوٰۃ الخوف، مصیبت کے وقت صلوٰۃ، صلوٰۃ الاستسقاء، قنوت نازلہ، صلوٰۃ قبل القتل، صلوٰۃ الجنازہ، مسئلہ بیس رکعت تراویح، مسئلہ قرأت خلف الامام، مسئلہ رفع الیدین، مرد اور عورت کی نماز میں فرق، احکام شریعت کی روشنی میں مرتب کئے گئے ہیں۔

2- **شاہراہِ سنت** : آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں بلاشبہ ایسی مبارک اور مقدس ہیں کہ ان کو اپنا کر مسلمان آج بھی سرخ رو اور سربلند ہو سکتے ہیں۔ اس کتاب میں مسلمانوں کو مسنون اعمال سے واقف کرانے کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے زندگی کے ہر شعبہ اور ہر مرحلے کے مناسب یعنی صبح جاگنے سے لے کر رات سونے تک، پیدائش سے لے کر موت تک، جو احوال انسان کو پیش آتے ہیں ان کے متعلق ترتیب وار مسنون اعمال، دعائیں اور مستحب امور درج کر دیئے گئے ہیں۔ اور ساتھ ہی فقہی مسائل کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ آسان اردو زبان میں ایک ایسی دل نشین کتاب کہ جس سے عام قاری بھی استفادہ حاصل کر سکتا ہے۔

3- **رہنمائے اسلامی نام** : اس کتاب میں اسمائے حسنیٰ، پیغمبروں کے نام، بدرین صحابہ کرامؓ کے نام حروف تہجی کی ترتیب سے، ودیگر چند صحابہؓ، صحابیہؓ کے نام حروف تہجی کی ترتیب سے اور تابعینؒ و تابعیہؒ عورتوں کے نام حروف تہجی کی ترتیب سے، چند محدثین، مجاہدین، اولیائے کرام کے نام حروف تہجی کی ترتیب سے اور بہت سے ایسے نام جو معنوی اعتبار سے اچھے ہیں مختلف ابوب کے ساتھ حروف تہجی کی ترتیب سے، لڑکوں اور لڑکیوں کے الگ الگ نام نقل کئے گئے ہیں۔ نیز اولاد سے متعلق، ان کی پیدائش سے سن بلوغ و وفات تک کی بعض اہم باتیں بھی نقل کی گئی ہیں۔